جدید مسائل کے اضافے کے ساتھ حج اور عمرہ کے مسائل پر مشتمل کتاب

منتخب مسائلِ معلم الحجاج

مصنف معلم الحجاج:
مولانا قاری سعید احمد صاحبؒ

جمع و ترتیب
مفتی سعد عبد الرزاق
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

المیزاب پبلشرز

فہرست مضامین منتخب مسائل معلم الحجاج

مضمون .... صفحہ نمبر

کیا؟ کیوں؟ کیسے؟

حج کے مسائل اور احکامات پر اردو زبان میں شاید معلم الحجاج سے بہتر کتاب آج تک نہیں لکھی گئی یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک عوام وخواص اس کتاب سے مستفید ہو رہے ہیں کافی عرصہ سے یہ بات محسوس کی جارہی تھی کہ اس عظیم کتاب کی طرف سے حجاج کرام کی توجہ ہٹتی چلی جارہی ہے جس کی بظاہر ایک بڑی وجہ یہ نظر آئی کہ جس زمانے میں یہ کتاب لکھی گئی تھی اس زمانہ اور موجودہ زمانے میں حالات کافی حد تک تبدیل ہو چکے ہیں اور تغیر زمانہ کی بناء پر کئی مسائل کا وجود ختم ہو چکا ہے اور ان کی جگہ جدید مسائل نے لے لی ہے بندہ کے استاد محترم مفتی محمد حنیف عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم کی توجہ دلانے، بلکہ اصرار پر اور میرے مرحوم و مغفور شیخ مکرم جنہیں بندہ واصف بھائی کہا کرتا تھا کی توثیق نے بندہ کو اس کتاب کی تنظیم نو اور جدید مسائل کے اضافہ پر ابھارا، باوجود یہ کہ بندہ قطعاً اس کا اہل نہیں، لیکن ان حضرات کی توجہات اور شفقتوں نے قدم قدم پر بندہ کا ساتھ دیا اور بالآخر آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس موقع پر ناانصافی ہوگی کہ بندہ ان محسنوں کا ذکر نہ کرے جن کی معاونت کے بغیر شاید یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا، بندہ تہہ دل سے اپنے والدین، برادر مکرم حافظ بلال صاحب، مولانا عمران عیسیٰ صاحب، مولانا عادل صاحب، مولانا عمران داؤد صاحب، بھائی سلطان ہمدانی صاحب، بھائی نبیل صاحب، بھائی عامر صاحب اور بھائی شبیر صاحب کا شکر گزار ہے، کہ انہوں نے قدم قدم پر بندہ کی معاونت فرمائی اور بندہ کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا، کتاب کے قارئین سے بھی گزارش ہے کہ دوران حج بندہ کو، بندہ کے والدین کو، مذکورہ تمام حضرات کو اور خصوصاً میرے حضرت واصف منظور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور میرے شہید استاد جی مولانا عطاء الرحمن صاحب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

دوران مطالعہ کتاب میں اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں یا کوئی مسئلہ آپ کی نظر میں ایسا ہو جو اس کتاب میں مذکور نہ ہو تو بندہ کو ضرور مطلع کریں، بندہ آپ کی آراء کا منتظر رہے گا۔

فقط والسلام

سعد عبدالرزاق

کلمات تحسین

شیخ الحدیث حضرت مولاناڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہل اسلام سے یہ بات مخفی نہیں کہ حج بھی ارکان اسلام میں سے ایک اہم اور بنیادی رکن ہے، جس طرح دیگر ارکان اسلام کے لئے شریعت نے فرائض، واجبات اور سنن کا تعین کیا ہے، اسی طرح حج کے بھی فرائض، واجبات اور سنن شرعاً متعین ہیں، بسا اوقات بعض امور کے ترک سے فریضہ حج سرے سے ادا ہی نہیں ہوتا اور بعض امور کے ترک کی صورت میں حج تو ادا ہو جاتا ہے مگر اصل ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ان امور کے ترک کرنے کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حصول ثواب ہی مسلمان حاجی کی اصل منزل ہے اور قیمتی پونجی ہے، اس لئے مذکورہ فریضہ کو تمام آداب و شرائط کے ساتھ بجالانے کے لئے حضرات علماء کرام اور مستند کتابوں کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، برادر مکرم حضرت مولانا سعد عبد الرزاق کو اللہ پاک نے فراغت علوم نبویہ کے بعد یہ سعادت بخشی ہے کہ آپ مسلمانوں کے ضروری پیش آمدہ مسائل پر کتابیں تحریر فرماتے رہتے ہیں، آپ کی موجودہ تصنیف حج کے موضوع پر مختلف اہم کتابوں کا نچوڑ اور تسهیل ہے، کتاب ماشاءاللہ قابل دید ہے اور مصنف قابل داد ہے، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ خصوصاً حجاج کرام کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا کی اس خدمت کو اپنی رضا اور خوشنودی کا باعث بنائے۔

منظور احمد مینگل

نقشہ افعال عمرہ اور افعال حج

عمرہ، حج افراد، حج تمتع اور حج قران کے تمام مناسک مختصر طریقہ سے فہرست کے طور پر ترتیب وار علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں، حاجی کو چاہیئے کہ اس فہرست کو عمرہ اور حج کے وقت ساتھ رکھے اور ہر چیز کے احکام، اس کو کرتے وقت اس کے بیان میں دیکھ لے، اس فہرست میں طواف قدوم کے علاوہ باقی افعال صرف وہ شمار کئے گئے ہیں، جو شرط یا رکن یا واجب ہیں، باقی سنن اور مستحبات کو شمار نہیں کیا گیا، کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے، اس کا ذکر ہر چیز کے بیان میں ہو چکا ہے۔

عمرہ

صرف عمرہ کا احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام عمرہ	فرض
۲	طواف	فرض
۳	سعی	واجب
۴	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب

نوٹ: عمرہ کرنے والا سر منڈوانے کے بعد عمرے کے احرام سے حلال ہو جائے گا۔

حج افراد

صرف حج کا احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام	فرض
۲	طواف قدوم	سنت
۳	وقوف عرفہ	فرض
۴	وقوف مزدلفہ	واجب
۵	۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۶	قربانی	مستحب
۷	سر منڈوانایا کتروانا	واجب
۸	طواف زیارت	فرض
۹	سعی	واجب
۱۰	۱۱،۱۲ذی الحجہ کوتینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۱۱	طواف وداع	واجب

نوٹ: افراد کرنے والا اگر حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرے تو طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی کرے، مگر افضل یہ ہے کہ حج کی سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

حج قران

حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام حج و عمرہ	فرض
۲	طواف عمرہ	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طواف قدوم	سنت
۵	حج کی سعی	واجب
۶	وقوف عرفہ	فرض
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	فرض
۱۲	۱۱،۱۲ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۱۳	طواف وداع	واجب

نوٹ : (۱) حج قران کرنے والے کے لئے حج کی سعی طواف قدوم کے بعد افضل ہے، اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہ ہو تو طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی نہ کرے اور سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

(۲) حج قران کرنے والا عمرہ کا طواف اور سعی کرنے کے بعد بال نہیں منڈوائے گا اور نہ ہی احرام سے حلال ہوگا بلکہ حج کے افعال ادا کرنے تک حالت احرام ہی میں رہے گا۔

حج تمتع

پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھنے اور پھر حج کا احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام عمرہ	فرض
۲	طواف عمرہ	فرض
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	فرض
۶	وقوف عرفہ	فرض
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۹	قربانی	واجب

۱۰	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	فرض
۱۲	حج کی سعی	واجب
۱۳	۱۱، ۱۲ذی الحجہ کوتینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۱۴	طواف وداع	واجب

نوٹ: حج تمتع کرنے والا عمرہ کا طواف اور سعی کرنے کے بعد بال منڈواکر عمرہ کے احرام سے حلال ہوجائے گا اور ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ ہی سے حج کا احرام باندھے گا۔

حج کے پانچ دن

سہولت اور آسانی کے لئے حج کے پانچ دنوں کاخلاصہ پیش کیا جارہا ہے ،لیکن اسی کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ آگے ذکر کی گئی تفصیل کو اچھے طریقے سے پڑھاجائے۔

۸ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	حج کا احرام باندھنا	فرض
۲	زوال سے پہلے منی پہنچنا	سنت
۳	ظہر،عصر،مغرب اور عشاء منی میں پڑھنا	سنت
۴	آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی شب منی میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

(1) آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام حج تمتع کرنے والے حجاج کرام باندھیں گے،حج افراد اور حج قران کرنے والے حجاج کرام تو پہلے ہی سے حالت احرام میں ہوں گے۔

(2) سنّت ہے کہ آٹھ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منٰی روانہ ہو، لیکن آج کل حجاج کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے، اس وجہ سے معلّم مجبوراً لوگوں کو رات ہی سے منٰی بھیجنا شروع کردیتے ہیں، اس لئے اگر رات کو منٰی جانا پڑے تومجبوری سمجھ کر چلے جائیں۔

(3) آج کل ہجوم کی وجہ سے منی کے بعض خیمے مزدلفہ میں لگائے جاتے ہیں یاد رہے کہ منی میں رات گزارنا سنت ہے،اس لئے وہ حضرات جن کے خیمے مزدلفہ میں ہیں،وہ رات کے کسی حصے میں تھوڑی دیر کیلئے منی آجائیں تاکہ کسی نہ کسی درجہ میں یہ سنت ادا ہوجائے۔

۹ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	۹ذی الحجہ کو فجر کی نماز منی میں پڑھنا	سنت
۲	۹ ذی الحجہ کی فجر سے لے کر۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا	سنت
۳	زوال سے پہلے عرفات پہنچنا	سنت
۴	حج کا خطبہ سننا	سنت
۵	اگر شرائط پائی جائیں تو ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھنا	سنت
۶	زوال کے بعد وقوف عرفہ کرنا	فرض
۷	سورج غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرنا	واجب
۸	سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہونا	سنت
۹	مزدلفہ پہنچ کرعشاء کے وقت میں مغرب و عشاء کی نماز اکٹھا پڑھنا	واجب
۱۰	۹ اور۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں گزارنا	سنت
۱۱	شیطان کو مارنے کے لئے کنکریاں جمع کرنا	سنت

اہم گزارشات:

(1) تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ

(2) اگر کسی شخص نے مغرب کی نماز عرفات میں، یا راستہ میں مزدلفہ پہنچنے سے پہلے،یا مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے ادا کرلی تو اس کی مغرب کی نماز نہیں ہوئی اس پر مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد مغرب کی نماز کا لوٹانا واجب ہے۔

(3) اگر ۱۰،۱۱، ۱۲ ذی الحجہ تین دن رمی کرنی ہے تو کم از کم ۴۹ کنکریاں جمع کرے اور اگر ۱۳کو بھی رمی کرنی ہے تو کم از کم ۷۰ کنکریاں جمع کرے۔

۱۰ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	صبح صادق کے بعد اول وقت میں فجر کی نماز پڑھنا	سنت
۲	طلوع آفتاب سے پہلے پہلے وقوف مزدلفہ کرنا	واجب
۳	طلوع آفتاب سے پہلے منی روانہ ہوجانا	سنت
۴	منی پہنچ کر بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۵	حج کی قربانی کرنا	واجب
۶	سر کے بال منڈوانا یا کتروانا	واجب

۷	قربانی اور حلق کا حدود حرم میں کرنا	واجب
۸	رمی، قربانی اور حلق ترتیب سے کرنا	واجب
۹	طواف زیارت کرنا	فرض
۱۰	طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرنا	واجب
۱۱	دس اور گیارہ ذی الحجہ کی درمیانی رات منی میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

(1) جمرہ عقبیٰ (بڑے شیطان) کو پہلی کنکری مارنے سے پہلے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردیا جائے گا۔

(2) دس ذی الحجہ کی رمی(کنکریاں مارنے) کا وقت دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارہ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔

(3) حج کی قربانی حج افراد کرنے والے کے لئے افضل جبکہ حج تمتع اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے۔

(4) طواف زیارت کا وقت دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک ہے اس دوران کسی بھی وقت طواف زیارت ادا کیا جاسکتا ہے۔

(5) حج افراد اور حج تمتع کرنے والے کے لئے حج کی سعی طواف زیارت کے بعد کرنا افضل ہے جبکہ حج قران کرنے والے کے لئے حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرنا افضل ہے۔

(6) بال منڈواتے ہی احرام کھل جائے گا اور سوائے عورت کے سب چیزیں حلال ہوجائیں گی اور طواف زیارت کرنے کے بعد عورت بھی حلال ہوجائے گی۔

(7) منی حدود حرم میں داخل ہے۔

۱۱ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۲	تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے(پہلے چھوٹے،پھر درمیانے اور پھر بڑے شیطان کی رمی) کرنا	سنت
۳	چھوٹے اور درمیانے شیطان کی رمی کے بعد دعا مانگنا اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا	سنت
۴	گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی درمیانی شب منی میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

(1) گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کسی نے زوال سے پہلے رمی کرلی تو رمی ادا نہ ہوگی بلکہ لوٹانا واجب ہوگا۔

(2) گیارہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت گیارہ ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے بارہ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔

۱۲ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۲	تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے(پہلے چھوٹے،پھر درمیانے اور پھر	سنت

	بڑے شیطان کی رمی) کرنا	
۳	چھوٹے اور درمیانے شیطان کی رمی کے بعد دعا مانگنا اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا	سنت
۴	سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مکہ مکرمہ روانہ ہوجانا	جائز
۵	سورج غروب ہونے کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہونا	مکروہ
۶	بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کی درمیانی شب منی میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

(1) گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کسی نے زوال سے پہلے رمی کرلی تو رمی ادا نہ ہوگی بلکہ لوٹانا واجب ہوگا۔

(2) بارہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت بارہ ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے تیرہ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔

(3) غروب آفتاب سے پہلے منی سے مکہ مکرمہ روانہ ہوجائے،غروب کے بعد منی سے جانا مکروہ ہے اور اگر ۱۳ ذی الحجہ کی صبح صادق منی میں رہتے ہوئے ہوگئی تو پھر ۱۳ ذی الحجہ کی رمی بھی واجب ہوجائے گی۔

۱۳ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۲	تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے(پہلے چھوٹے،پھر درمیانے اور پھر	سنت

	بڑے شیطان کی رمی) کرنا	
۳	چھوٹے اور درمیانے شیطان کی رمی کے بعد دعا مانگنا اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا	سنت

اہم گزارشات:

(1) تیرہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت تیرہ ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے تیرہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے،البتہ تیرہ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے اگر کسی نے رمی کر لی تو کراہت کے ساتھ رمی جائز ہوجائے گی۔

اب حج کے واجبات میں سے صرف ایک واجب، طواف وداع باقی رہ گیا،گھر روانہ ہونے سے پہلے اس واجب کو بھی ادا کرلیں،اور واپسی تک جو وقت باقی رہ گیا ہے اس کو غنیمت جانیں اور خوب عبادات، طواف اورنوافل میں مشغول رہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم
لَبَّیۡكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَكَ وَالۡمُلۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ

حج تمتع کا مختصر طریقہ

جب حاجی اپنے گھر سے روانہ ہوتا ہے تو میقات تک اس کے اوپر حج کے کوئی احکامات جاری نہیں ہوتے، میقات کے بعد سے حج کے احکامات جاری ہوتے ہیں جو بھی میقات سے گزرے اور اس کی مکہ مکرمہ جانے کی نیت ہو، اسے میقات سے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا واجب ہے،البتہ براہ راست مدینہ منورہ جانے کی صورت میں احرام نہیں باندھا جائے گا، یہ احرام مکہ معظمہ تک بندھا رہے گا،مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کریں ،اس کے بعد سعی (صفا مروہ) کریں، سعی سے فارغ ہوکر اپنا سر منڈوالیں، بس اب آپ عمرہ سے فارغ ہیں،احرام کھل گیا،نمازیں پڑھیں، جماعت کا خاص خیال رکھیں ،کثرت سے طواف کریں، ۸ذی الحجہ کو پھر آپ کو حج کے لئے احرام باندھنا ہے۔

پہلا دن

۸ ذی الحجہ کو غسل وغیرہ کر کے خوشبو (لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگائیں جس کا جسم باقی رہے) لگا کر احرام باندھ کر احرام کے دو رکعت نفل پڑھیں، پھر اس طرح نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ۔

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرمادے اور قبول فرمالے۔

اگر سعی پہلے کرنا چاہیں تو احرام کے بعد رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف کریں،اور اس کے بعد حج کی سعی کی نیت سے سعی کریں، مگرحج تمتع کرنے والے کے لئے طواف زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے، طلوع آفتاب کے بعد مکہ معظمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں ، منیٰ پہنچ کرپانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب،عشاء اور فجر پڑھیں۔

دوسرا دن

۹ ذی الحجہ کی صبح بعد نماز فجر طلوع آفتاب کا انتظار کریں ،نیز فجر کی نماز جب اُجالا ہوجائے، تب پڑھیں، جب کچھ دھوپ نکل آئے تو سکون اور اطمینان کے ساتھ تلبیہ یعنی لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ پڑھتے ہوئے عرفات روانہ ہوجائیں، درود شریف، ذکر الٰہی اور تلبیہ کی کثرت رکھیں۔

طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ سے عرفات روانہ ہونا خلاف سنت ہے، عرفات پہنچ کر سوائے وادیٔ عرنہ کے جہاں چاہیں قیام کریں،جبل رحمت کے قریب قیام کرنا افضل ہے،آج کل حجاج کے قیام کا انتظام معلمین حضرات کرتے ہیں، زوال کے بعد وقوف عرفات یعنی حج کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اس وقت عرفات ہی میں آپ کو رہنا ضروری ہے، زوال سے پہلے غسل کرنا افضل ہے، غسل نہ کرسکیں تو صرف وضو کرلیں اور پھر یہ دُعا بار بار پڑھیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

میدان عرفات میں ان اذکار کا اہتمام کریں

سو مرتبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور سو مرتبہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورت

اور سو مرتبہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اور سو مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ

عرفات میں نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ شام تک دُعاء و استغفار کرتے رہیں، عرفات کا مبارک وقت اور مبارک دن باربار نصیب نہیں ہوتا ،اسی محدود وقت کا نام حج ہے، تجلّیات وبرکات کے اُس پُر نور دن کو غفلت

ولاپرواہی سے نہ گزارنا چاہیئے، دل ودماغ میں اللہ تبارک تعالیٰ کی شان عظمت وکبریائی کا تصور قائم کرکے تلاوت قرآن مجید، کثرت دُرود شریف، تلبیہ اور ذکروفکر میں اپنا سارا وقت شام تک صرف کریں اور اپنے اقارب واعزّہ واحباب ومتعلقین،سعد عبدالرزاق اور اس کے گھر والوں اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں، قبولیت دُعا کا یہ عجیب وقت ہوتا ہے، میدان عرفات میں اس دن جو بھی دعا مانگی جائے گی، وہ ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوجائیں اور اگر غروب آفتاب سے پہلے مزدلفہ روانہ ہوگئے، تو دم دینا واجب ہوگا، مگر مغرب کی نماز عرفات میں نہ پڑھیں، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء دونوں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھیں، بلکہ مغرب وعشاء کی سنت اور وتر عشاء کی نماز کے بعد حسب ترتیب پڑھیں، مزدلفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز مغرب وعشاء ملاکر یا علیحدہ پڑھ لی، تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ پڑھنی ہوگی، اگر راستہ میں اتنی دیر ہوجائے کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہو، تو مغرب وعشاء راستہ میں پڑھ سکتے ہیں، اگر مغرب کے وقت مزدلفہ پہنچ جائیں تو تب بھی نماز مغرب ،عشاء کے وقت سے پہلے نہ پڑھیں اور اگر راستہ میں دیر ہوجائے اور یہ ڈر ہو کہ عشاء کا وقت بھی نکل جائے گا تو اس صورت میں راستے ہی میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھ لیں،پھر اگر مزدلفہ صبح صادق سے پہلے پہنچ جائے تو ان نمازوں کو دہرانا ہوگا۔

مزدلفہ کی رات برکات وانوار کی رات ہے، جس قدر بھی ممکن ہو غنیمت سمجھ کر عبادت وذکر الٰہی میں تمام رات مصروف رہیں، علماء کے نزدیک یہ رات شب قدر اور شب جمعہ سے بھی افضل ہے، اس رات کا مزدلفہ میں گزارنا سنت موکدہ ہے، طلوع فجر کے وقت سے وقوف مزدلفہ کا وقت ہے، اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، طلوع آفتاب تک یہاں دُعاوغیرہ میں مشغول رہنا مسنون ہے۔

وقوف مزدلفہ واجب ہے، خواہ تھوڑی سی دیر کے لئے کیوں نہ ہو، بلا عذر طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ سے روانگی یادس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچنے کی صورت میں دم دینا واجب ہوگا،مزدلفہ میں ہر جگہ ٹھہرسکتے ہیں مگر مشعر حرام کے قریب ٹھہرنا افضل ہے، طلوع آفتاب سے کچھ پہلے سکون کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں ،منیٰ میں رمی جمار (کنکریاں مارنا) کے لئے مزدلفہ سے ستر کنکریاں جس کی مقدار چنے کے دانے کے برابرہو، اپنے ساتھ لے جائیں۔

تیسرا دن

دس تاریخ کو منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے صرف بڑے شیطان کی رمی کریں، طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے کھڑے ہوکر داہنے ہاتھ سے پے درپے سات کنکریاں ماریں اور ہر دفعہ یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا

جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوکر سب سے پہلے قربانی واجب ہے، مفرد (حج افراد کرنے والے) کے لئے مستحب ہےجبکہ حج تمتع اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے ،قربانی کرنے کے بعد اپنے بال منڈوا کر احرام سے فارغ ہو جائے۔

۱۰ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے، اگر نہ ہوسکے تو گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو کرلیں، یہ طواف حج کا آخری رکن اورفرض ہے، بال کٹوالینے کے بعد ہر وہ چیز(سوائے عورت کے) جو احرام کی وجہ سے منع تھی ،جائز ہوگئی، عورت طوافِ زیارت کےبعد حلال ہوگی، اگر پہلے سعی نہ کی ہوتو سعی بھی کرلیں اور منیٰ واپس آجائیں، منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے۔

طواف زیارت ۱۲ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب سےپہلے کرنا ضروری ہے، ایام نحر قربانی کے تین دن میں اگر طواف زیارت نہ کیا تو دم دینا ہوگا اور طواف زیارت بھی کرنا ہوگا، پہلے دن جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت فجر سے لے کر اگلے دن فجر تک ہے، مگر مسنون اورافضل یہی ہے کہ رمی جمار (شیطان کو کنکری مارنا) طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے پہلے ہو، کمزور و ضعیف اور پردہ نشین مستورات کے لئے تاخیرسے رمی کرنے میں کوئی حرج نہیں، ورنہ بلا عذر رات کو رمی جمار کرنا مکروہ ہے۔

چوتھا اور پانچواں دن

۱۱اور۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں پر کنکریاں ماریں، پہلے جمرہ اولیٰ (چھوٹا شیطان) پھر جمرہ وسطیٰ (درمیانی شیطان) پھر جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کریں اور ہر کنکری کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ والی پوری دعا پڑھیں، ۱۲ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے مکہ معظمہ آسکتے ہیں، غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے، لیکن اگر ۱۳ تاریخ کی صبح صادق منیٰ میں ہوجائے تو پھر۱۳ تاریخ کی رمی کے بغیر آنا جائز نہیں، تینوں شیطانوں پر زوال کے بعد کنکریاں ماریں(زوال سے پہلے ماری گئی کنکریاں شمار نہ ہوں گی)، اب اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرتے ہوئے مکہ معظمہ آجائیں، خدا کے دربار میں حاضری کی عظیم الشان سعادت آپ کو حاصل ہوئی اور حج نصیب ہوا ،ساری عمر کی یہ دیرینہ تمنا اس کے فضل وکرم سے بخیر وخوبی پوری ہوئی، اس کے بعد جب تک آپ اپنے وطن نہ جائیں، حرم شریف میں نماز باجماعت پڑھیں، نفلی طواف کریں، موقعہ کو غنیمت سمجھیں،جب اپنے گھر جائیں، تو طواف وداع کر کے رخصت ہوجائیں،طواف وداع حج کا آخری واجب ہے،اگر عورت کے ایام شروع ہوجائیں اور واپسی کا وقت آجائے تو ایسی عورت کے لئے طواف وداع کرنا ضروری نہیں۔

مقامات قبولیت دُعا

(۱) میدان عرفات (۲) شب مزدلفہ (۳) مزدلفہ میں وقت فجر کے بعد (۴) رمی جمار کے بعد (۵) جب پہلی مرتبہ کعبہ پر نظر پڑے(۶) صفا(۷) مروہ پر سعی (۸) مطاف (۹) مقام ابراہیم(۱۰) ملتزم (۱۱) حطیم (۱۲) میزاب رحمت کے نیچے (۱۳) آب زم زم پی کر (۱۴) بیت اللہ کے اندر (۱۵) حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اور (۱۶) طواف وداع کے بعد۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں آپ کی زیارت اور حج مقبول ہو اور سب مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو:

آمِيْن يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

فرضیت حج

حج نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح اِسلام کا ایک رکن اور فرضِ عین ہے، تمام عمر میں ایک مرتبہ ہر اس شخص پر فرض ہے ،جس کو حق تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہو کہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے پر قدرت رکھتا ہو اور اپنے اہل و عیال کے مصارف واپسی تک برداشت کرسکتا ہو اور جو شرائط حج کے ہیں وہ سب اس میں موجود ہوں، جن کا بیان آگے آرہا ہے، حج کی فرضیت قرآن، حدیث، اجماع اور عقل سے ثابت ہے۔

حج کی فرضیت قرآن سے

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جس شخص کو وہاں تک پہنچے کی استطاعت ہو اور جس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ بے شک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس آیت شریف میں حج کی فرضیت کے ساتھ خلوص نیت اور شرط فرضیت یعنی استطاعت کو بھی بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ جو حج کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے، یا باوجود حج پر قدرت رکھنے کے حج نہ کرے اور مر جائے تو وہ کفار کے مشابہ ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایسی سواری اور زاد راہ کا مالک ہے کہ جو اس کو بیت اللہ پہنچا سکتا ہے اور اس نے پھر بھی حج نہیں کیا ،تواس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے میں کچھ فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً ۔

حج کی فرضیت حدیث شریف سے

بہت سی احادیث میں حج کی فرضیت کا ذکر ہے ،لیکن ہم صرف تین روایتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا (رواہ مسلم و بخاری)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (رواہ مسلم و بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور (۲) نماز پڑھنا اور (۳) زکوۃ دینا اور(۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اس روایت میں وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں، تو جو شخص ان میں سے کسی رکن کو ترک کرتا ہے، وہ گویا اسلام کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ امْرَأَةً مِّنْ خُثْعَمَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ (مسلم و بخاری)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے کہا:یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا فریضہ حج جو بندوں پر ہے ،وہ میرے باپ پر بڑھاپے کی حالت میں فرض ہو گیا، وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، آپ نے فرمایا کہ ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج فرض ہے اور جس پر حج فرض ہو ،اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے خود نہ کر سکے، تو کسی شخص سے اپنی طرف سے حج کرائے۔

حج کی تاکید اور حج نہ کرنے والے کے لئے وعید

جب حج فرض ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو بہت جلد ادا کیا جائے اور تاخیر نہ کی جائے، جو شخص باوجود قدرت و استطاعت اور شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرے اس کے لئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے فرض ہوتے ہی ادا کرنا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ (ابو داؤد)
حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اس کو جلدی کرنی چاہئے۔
اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والوں کو جن پر حج فرض ہوچکا ہے، جلد حج کرنے کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ بسا اوقات تاخیر کرنے سے موانع اور عوارض پیش آجاتے ہیں اور انسان اس سعادت کبریٰ سے محروم رہ جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاہِرَۃٌ وَسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَہُوْدِیًّا اَوْنَصْرَانِیًّا (رواہ الدارمی)
حضرت ابی امامہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا اور مرگیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔
خدا کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جن پر حج فرض ہوچکا ہے اور دنیوی اغراض یا سستی کی وجہ سے بلا شرعی مجبوری کے حج ادا نہیں کرتے، سوء خاتمہ کی تنبیہ فرمارہے ہیں ،کیونکہ باوجود شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرنا، اگر حج کو فرض نہ ماننے کی وجہ سے ہے، تو اس کا کافر ہونا ظاہر ہے اور اگر عقیدہ، فرضیت کا ہے اور کوئی شرعی عذر نہیں ہے، لیکن سستی اور دنیوی ضروریات کی وجہ سے حج کو

نہیں جاتا ،تو پھر یہ شخص یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہے اورحج نہ کرنے کے لحاظ سے انہیں جیسا ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ وَوَفِّقْنَا لِاَدَاءِ فَرَائِضِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

فضائل حج

حج کی خوبیاں اور فضیلتیں بے شمار ہیں، اس جگہ صرف چند احادیث (جن میں اجمالی طور سے حج کی فضیلت کا ذکر ہے، بیان کی جاتی ہیں ،تاکہ حج کے فضائل سے آگاہی ہو اور ان فضائل کو دیکھ کر دل میں حج کا شوق پیدا ہو اور ادائے فریضہ میں مددگار ثابت ہو، کیونکہ کسی چیز کی فضیلت اور فائدہ جب تک معلوم نہ ہو، اس وقت تک اس کام میں پوری رغبت نہیں ہوتی اور کام کرنا مشکل ہوتا ہے اور جب اس کا فائدہ معلوم ہوجاتا ہے تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور مشکل سے مشکل کام آسان ہوجاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْاِيْمَانُ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا (پھر) عرض کیا گیا ،اس کے بعد کون سا، فرمایااللہ کے راستے میں جہاد کرنا ،(پھر) عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا فرمایا حج مقبول۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے، جو انکے درمیان میں سرزد ہوں اور حج مبرور کی جزا نہیں ہے مگر جنت۔

ان دونوں حدیثوں سے حج کی فضیلت ظاہر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کو جنت کی خوش خبری دی ہے۔

حج مبرور وہ حج ہے، جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ حج مقبول کا نام حج مبرور ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جس میں ریا اور نام و نمود نہ ہو، وہ حج مبرور ہے اور بعض کہتے ہیں جس کے بعد گناہ نہ ہو، حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حج مبرور یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہوجائے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کے تذکرے اور گناہ سے محفوظ رہا ،تو وہ (پاک ہو کر) ایسا لوٹتا ہے، جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر حج خلوص کے ساتھ کیا جائے اور احرام باندھنے کے وقت سے حج کے ممنوعات سے اجتناب کیا جائے اور کوئی گناہ نہ کیا جائے، تو اس سے انسان کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، مگر کبیرہ گناہ کے معاف ہونے میں اختلاف ہے۔

حج ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے ،لیکن یہ حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ نہ صرف ہم کو فریضہ سے فارغ الذمہ کردیا جاتا ہے، بلکہ ساتھ ہی ہمارے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں اور دائمی سرور وراحت سے نوازا جاتا ہے اور جنت کی خوش خبری صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ جو حاجی سوار ہو کر حج کرتا ہے، اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو حج پیدل کرتا ہے اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھی جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلمسے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے۔

اللہ اکبر! باری تعالیٰ کا کس قدر فضل و احسان ہے کہ اس قدر نیکیاں اور ثواب عطا فرماتے ہیں، صحابہ اور تابعین باوجود اپنی مشغولیت کے کثرت سے حج کرتے تھے، بعض تو ہر سال حج کرتے تھے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن حج کئے ہیں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے بدن کی صحت اور رزق میں فراخی دی اور ہر چار سال میں اس نے میرے پاس حاضری نہ دی، وہ محروم ہے (جمع الفوائد) معلوم ہوا کہ مال داروں کو حج نفل بھی کثرت سے کرنا چاہیے ،بشرطیکہ دوسرے فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔

سفر حج کے آداب

جب حج فرض ہوجائے تو تاخیر نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے سفر کا انتظام شروع کردیا جائے اورجو آدابِ سفر ذکر کئے جا رہے ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔

نیت:

محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ وتعمیل ارشاد کی نیت سے حج کیا جائے، نمائش کے لئے ،یا سیر و سیاحت و تفریح کے لئےوتبدیلی آب وہوا کے لئے سفر نہ ہو،بہتر یہ ہے کہ تجارت کی نیت بھی اس سفر میں نہ کی جائے۔

توبہ:

سفر شروع کرنے سے پہلے صدق دلِ سے توبہ کی جائے، اگر کسی کا حق مالی یا بدنی ہو، تو جہاں تک ممکن ہو اس کو ادا کردیا جائے ،معاف کر وایا جائے، عبادات میں جو کوتاہی اور قصور ہوا ہو، اس کی قضا اور تلافی کرے اور آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کرے کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔

توبہ کا مستحب طریقہ:

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی گناہ میں اب بھی مبتلا ہو تو اس کو ترک کردے ،پچھلے پر ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا عزم ہو۔

امانت ووصیت:

اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز پاس ہے ،تو اس کو واپس کرے اور سب ضروریات کے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دے، اگر کسی کا قرضہ ہے، یا اپنا قرضہ کسی پر ہے، سب کو مفصل طریقے سے لکھ دے اور کسی دین دار عادل شخص کو وصی (قائم مقام) بنادے۔

استخارہ اور مشورہ:

سفر سے پہلے کسی ہوشیار تجربہ کار دین دار شخص سے ضروریات سفر کے متعلق مشورہ کرے اور استخارہ بھی کرے، لیکن حج اگر فرض ہے، تو حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں، بلکہ راستہ، وقت، جہاز وغیرہ دیگر امور کیلئے استخارہ کیا جائے، البتہ اگر حج نفل ہے، تو حج کے لئے بھی استخارہ کرے۔

نوٹ: استخارہ خود کرنا مسنون ہے۔

استخارہ کا طریقہ:

یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے، اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھنا افضل ہے اور سلام کے بعد حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرے، درود شریف پڑھے اور یہ دعا نہایت خشوع وخضوع سے مانگے۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے تو اس چیز کا خیال دل میں کرے ،جس کیلئے استخارہ کر رہا ہے۔
اس کے بعد جس جانب دل کا رجحان ہو، وہی بہتر ہے، اسی کے موافق عمل کرنا چاہیے، ایک دفعہ میں اطمینان نہ ہو تو پھر کرے، سات دفعہ تک ان شاء اللہ رجحان اور اطمینان حاصل ہو جائے گا، استخارہ میں اصل چیز یہی ہے، کہ شک اور تردد دور ہو جائے اور ایک جانب کو ترجیح ہو جائے، خواب کا دیکھنا وغیرہ ضروری نہیں ہے۔

رفیق سفر:

کوئی نیک ساتھی تلاش کرے ،کہ جو ضرورت کے وقت کام آئے اور پریشانی کے وقت مدد کرے اور ہمت بندھائے ،اگر عالم با عمل مل جائے تو بہت اچھا ہے کہ ہر قسم کے مسائل بالخصوص احکام حج میں مدد ملے گی۔

حج کے مسائل سیکھنا:

حج کرنے والے کیلئے وقت سے پہلے مسائل حج کا سیکھنا واجب ہے ،اس لئے جب ارادہ ہوجائے، یا سفر شروع کرے، تو اسی وقت سے مسائل معلوم کرے، یا کسی معتبر عالم سے دریافت کرتا رہے ،یا کوئی معتبر کتاب ساتھ رکھے اور اس کا بار بار مطالعہ کرتا رہے اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو کسی عالم سے سمجھ لے، عام لوگوں اور معمولی لکھے پڑھوں پر بھروسہ نہ کرے ،بلکہ تحقیق مسائل جہاں تک ممکن ہو کسی معتبر عالم سے کرے اور ایسے ہی کسی شخص کے ساتھ سفر کرنے کی کوشش کرے۔

گھر سے نکلنا:

گھر سے نہایت خوش وخرم ہو کر نکلے، غمگین ہو کر نہ نکلے، گھر سے نکلنے سے پہلے اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہیے اور گھر میں دو رکعت نفل پڑھے ،اسی طرح محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں سورئہ

کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھنا افضل ہے اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۃ قریش پڑھے اور حق تعالیٰ سے سفر میں اعانت اور سہولت کی دعا مانگے، اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ اللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ مَسِیْرِ نَاھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اَنْ تَطْوِیَ لَنَا الْاَرْضَ وَتُھَوِّنَ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَتَرْزُقَنَا فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا السَّلَامَۃَ فِی الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ وَالْبَدَنِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَ تُبَلِّغَنَا حَجَّ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَزِیَارَۃَ نَبِیِّکَ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ شَرًّا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَۃً بَلْ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ وَقَضَاءً لِفَرْضِکَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَوْقًا اِلٰی لِقَائِکَ اَللّٰھُمَّ فَتَقَبَّلْ ذٰلِکَ وَ صَلِّ عَلٰی اَشْرَفِ عِبَادِکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ۔

جاتے وقت جانے والے کو لوگوں سے مل کر جانا چاہئے اور واپسی پر لوگوں کو ملنے کے لئے آنا چاہئے، جب سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ پڑھ کر دایاں پیر رکھے اور داہنی جانب بیٹھنے کی کوشش کرے اور سوار ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام، سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

بس، جہاز، وغیرہ میں نماز پڑھنے کے ضروری مسائل

سفر میں نماز کا اہتمام:

سفر میں نماز کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے، عام طور پر حاجی لوگ کم ہمتی اور سستی سے نماز قضا کر دیتے ہیں، ایک فرض (یعنی) حج کی ادائیگی کا ارادہ کرتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض ترک کر دیتے ہیں، نماز کو بلا عذرِ شدید قضا کرنا سخت گناہ ہے۔

اکثر لوگ تو سفر میں نماز بالکل ہی ترک کر دیتے ہیں اور بعض مسائل سے نا واقف ہونے کی وجہ سے اور بعضے بس ڈرائیور وغیرہ کے ڈر سے، بس کو نہیں روک سکتے، ایسے لوگوں کو ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے، اول تو بس میں بیٹھتے وقت ہی ،اس سے شرط کی جائے اور اس کو متنبہ کر دیا جائے، کہ نماز کے وقت ضرور رکنا ہوگا

اور وقت پر اگر نہ روکے، تو ذرا ہمت سے کام لے کر سب حاجی متفق ہو کر کہیں، پھر بھی نہ مانے یا کوئی خطرہ ہو، تو پھر جس طرح ہوسکے بس ہی میں نماز پڑھ لی جائے۔

مسئلہ: ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: ہوائی جہاز میں فرض نماز کھڑے ہوکر اور قبلہ رخ ادا کی جائے گی بلاعذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ: ہوائی جہاز میں نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اور قبلہ رخ ہونا بھی ضروری نہیں۔

مسئلہ: ہوائی جہاز ،ٹرین وغیرہ میں ادا کی جانے والی نمازیں اگر کھڑے ہوکر اور قبلہ رخ ادا کی گئی ہوں تو وہ ادا ہوگئیں ان کو دہرایا نہیں جائے گا۔

مسافر کے لئے نماز میں قصر

شریعت میں جو مسلمان اڑتالیس میل(تقریباً ۷۸ کلو میٹر) کے سفر کا ارادہ کر کے چلے، وہ مسافر کہلاتا ہے، اس پر ظہر، عصر، عشاء کی نماز بجائے چار فرض کے دو فرض ہیں اور فجر، مغرب اوروتر میں کوئی کمی نہیں ہوتی، جس طرح عام حالات میں پڑھی جاتی ہیں، اِسی طرح پوری پڑھی جاتی ہیں۔

تنبیہ: بہت سے حجاج اپنی ناواقفیت کی وجہ سے امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیتے ہیں، یاد رکھئے! جو امام چار رکعت پڑھا رہا ہو، تو اس کے پیچھے چار ہی پڑھیں گے۔

مسئلہ: ظہر، عصر، عشاء کا پورا پڑھنا گناہ ہے، ہاں اگر بھول کر پوری پڑھ لی اور دوسری رکعت میں قعدہ کر لیا ہے، تو دو رکعت فرض اور دو نفل ہوگئیں، لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: اپنے شہر سے نکل کر جب تک راستہ میں کسی مقام پر پندرہ روز ،یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ ہو، قصر کرنا چاہیئے، اگر کسی جگہ پندرہ روز، یا زیادہ قیام کی نیت کر لی، تو مقیم ہوگیا، نماز پوری پڑھنی ہوگی ،لیکن اگر کسی جگہ پندرہ روز کی نیت نہیں کی اور آج کل کرتے کرتے پندرہ روز گزر گئے، تب بھی مسافر رہے گا اور نماز قصر پڑھنی چاہئیے۔

مسئلہ: سفر میں سنتوں کا حکم یہ ہے، کہ اگر جلدی ہو، تو فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتوں کو چھوڑنے میں حرج نہیں، ایسی حالت میں ان کی تاکید نہیں رہتی اور اگر جلدی نہیں ہے ،تو سنتوں کو ترک نہ کرے، سنتوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

حرم

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حدودِ مقررہ پر نشانات بنے ہوئے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ مقامات بتائے تھے اور وہاں نشانات لگادیئے تھے، اس کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بنوائے ،پھر حضرت عمرؓ ،حضرت عثمانؓ ،حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے اپنے اپنے زمانہ میں تجدید کی، جدہ کی طرف مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر (جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی کے متصل حرم کی علامت کے لئے مینارہ بنا ہوا ہے اور مدینہ طیبہ کی طرف تنعیم پر جو مکہ سے تین میل ہے اور یمن کی جانب سات میل اور طائف کی طرف عرفہ تک سات میل تک حرم ہے، ان حُدود کے اندر شکار کرنا، پکڑنا، اس کو بھگانا، درخت یا گھاس کاٹنا حرام ہے، اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔

جدہ کی طرف ان نشانات کے قریب ہی ایک بستی ہے ،اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو کفار نے روکا اور عمرہ نہیں کرنے دیا تھا، اسی جگہ صلح حدیبیہ ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلمیہاں سے مدینہ منورہ واپس چلے گئے تھے۔

جب حرم کی حدود سے گزرے تو سمجھے کہ اب احکم الحاکمین کے دَر بار کے خاص احاطہ میں داخل ہو رہا ہے، اس وقت جتنا ادب تذلُّل، انکسار کر سکتا ہو کرے اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہو اور یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

اس کے بعد درود شریف اور پھر تلبیہ پڑھے اور حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور شکر ادا کرے کہ یہ سعادت کبرٰی نصیب ہوئی، حق یہ ہے کہ اگر انسان سر کے بَل بھی اس مقدس زمین پر چلے، تو حق ادب اَدا کرنے سے قاصر ہے، اِس لئے اگر تمام راستہ ننگے پیر نہ ہو، تو تھوڑی دور تو ننگے پیر پیدل چلنا چاہیئے، لیکن اگر سواری وَالا راضی نہ ہو،تو اس سے جھگڑا نہ کرنا چاہیئے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب مکہ مکرمہ قریب آجائے ،تو بہتر یہ ہے کہ داخل ہونے سے پہلے غسل کر لیا جائے، یہ غسل مستحب ہے اگر نہ ہو سکے تو کچھ حَرج نہیں،مکہ مکرمہ پہنچ کر بہتر یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے اپنے سامان کا انتظام کر کے، بیت اللہ شریف کی زیارت کریں، طواف کریں۔

نوٹ: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب واحکام تفصیل سے بیان کے گئے ہیں، وقت پر اُن کا مطالعہ کیا جائے۔

اصطلاحی الفاظ اور بعض خاص مقامات کی تشریح

مَسائل حج میں بعض چیزوں کے نام عَربی میں ہیں اور خاص اصطلاح کے مُطابق استعمال ہوتے ہیں، اکثر حجاج جو عربی نہیں جانتے ان کو نہیں سمجھتے، اس لئے جس جگہ اس قسم کے الفاظ آئے ہیں، ان کی ضروری تشریح اس مقام پر کر دی گئی ہے، لیکن مزید سہولت کے لئے ایسے الفاظ کے معنی مستقل طور سے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

احرام: کے معنی حرام کرنا، حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کرکے تلبیہ پڑھتا ہے، تو اس پر چند حلال اور مُباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں، اس لئے اسے احرام کہتے ہیں، عام طور پر ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔

اِستلام: حجراسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا ،یا حجر اسود کی طرف دور ہی سے صرف اشارہ کرنا۔

اضطباع: احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

آفاقی: وہ شخص ہے، جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، وغیرہ۔

ایام تشریق: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک جن ایام میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے۔

ایام نحر: دس ذی الحجہ کی فجر سے بارہویں کی مغرب تک۔

اِفراد: صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

بیت اللہ: یعنی کعبہ یہ مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے بیچ میں ایک مقدس مکان اور دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ ہے، اس کو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے بنایا تھا ،پھر منہدم ہوجانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو تعمیر کیا ،پھر ابراہیم علیہ السلام نے، پھر قریش نے ،پھر عبد اللہ بن زبیرؓ نے ،پھر عبد الملک نے، اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں کچھ اصلاح اور مرمت ہوتی رہی ہے، یہ مُسلمانوں کا قبلہ ہے اور بڑا بابرکت اور مقدس مقام ہے۔

بطن عرنہ: عرفات کے قریب ایک میدان ہے، جس میں وقوف درست نہیں ہے ،کیونکہ یہ حدود عرفات سے خارج ہے۔

تسبیح: سُبحَانَ اللہ کہنا۔

تکبیر: اللہ اکبر کہنا۔

تمتع: حج کے مہینوں یعنی یکم شوال تا ۱۰ ذی الحج میں،پہلے عمرہ کرنا، پھر اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

تلبیہ: لَبَّيْكَ پوری پڑھنا۔

تہلیل: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا۔

جمرات یا جمار: منیٰ میں تین مقام ہیں ،جن پر ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب ہے ،اس کو جمرۃ الاُولےٰ کہتے ہیں اور اُس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ ،جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں۔

جنت المعلیٰ: مکہ مکرمہ کا قبرستان۔

جبل رحمت: عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

حجر اسود: سیاہ پتھر، یہ جنت کا پتھر ہے، جنت سے آنے کے وقت دودھ کی طرح سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا، یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے، اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔

حرم: مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دُور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کی حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹناوغیرہ حرام ہے۔

حرمی: وہ شخص جو حرم میں رہتا ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہے، یا مکہ مکرمہ سے باہر حدود حرم میں۔

حل: حدود حرم اور حدود میقات کے درمیانی علاقے کو حل کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حلی: حل کا رہنے والا۔

حلق: سر کے بال مُنڈانا۔

قصر: بال کتروانا۔

حطیم: بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے، اس کو حطیم کہتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا، تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں سرف کیا جائے گا،لیکن سرمایہ کم تھا، اس وجہ سے شمال کی جانب

اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی، اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں، اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے، اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

دم: احرام کی حالت میں بعضے ممنوع افعال کرنے سے ،بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے، اس کو دم کہتے ہیں۔

ذو الحلیفہ: یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے، مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے، اسے آجکل بیر علی کہتے ہیں۔

رکن یمانی: بیت اللہ کے جنوب مغربی گوشہ کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

رکن عراقی: بیت اللہ کا شمال مشرقی گوشہ جو عراق کی طرف ہے۔

رکن شامی: بیت اللہ کا وہ گوشہ،جو شام کی طرف ہے ،یعنی مغربی شمالی گوشہ۔

رمل: طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

رمی: کنکریاں پھینکنا۔

زمزم: مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے، جس پر جانے کی آج کل اجازت نہیں، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔

سعی: صفا اور مرویٰ کے درمیان سات چکر لگانا۔

شوط: ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

صفا: بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف، ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

طواف: بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔

عمرہ: حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرکے بال منڈوانا یا کتروا دینا۔

عرفات یا عرفہ: مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے، جہاں پر حجاج کرام نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

قران: حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر، پہلے عمرہ کرنا، پھر احرام کھولے بغیر اسی احرام میں حج کرنا۔

قارن: قران کرنے والا۔

محرم : احرام باندھنے ولا۔

مفرد: صرف حج کرنے والا۔

میقات: وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کیلئے احرام باندھنا واجب ہے۔

مطاف: طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے۔

مقام ابراہیم: جنتی پتھر ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا۔

ملتزم: حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

منیٰ: مکہ معظمہ سے تین میل مشرق کی طرف ایک جگہ ہے، جہاں پر قربانی اور رمی کی جاتی ہے، یہ حدود حرم میں داخل ہے۔

مسجد خیف: منٰی کی بڑی مسجد کا نام ہے۔

مسجد نمرہ: عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

مزدلفہ: منٰی اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے، جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔

محسر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے ،جہاں سے گزرتے وقت دوڑ کر نکلتے ہیں،اسی جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔

مروہ: بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل(نشان) لگے ہوئے ہیں ،جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

مکی: مکہ مکرمہ کا رہنے والا۔

میقاتی: میقات کا رہنے والا۔

وقوف: کے معنی ٹھہرنا اور احکام حج میں اس سے مراد، میدانِ عرفات یا مزدلفہ میں خاص خاص وقت میں ٹھہرنا۔

یوم عرفہ: نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

یوم الترویۃ: آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔

حج کے فرض اور واجب ہونے کے مسائل

حج کی فرضیت قرآن وحدیث، اجماع، عقل سے ثابت ہے اور اس کا مفصل بیان شروع میں ہوچکا ہے

مسئلہ: تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے، جبکہ شرائط حج موجود ہوں اور حج فرض کو حجۃالاسلام کہتے ہیں۔

مسئلہ:اگر کوئی حج کی نذرمان لے، تو اس سے بھی حج کرنا واجب ہوجاتا ہے اور حج کی نذر کا بیان ان شاء اللہ مفصل آگے آئے گا۔

مسئلہ:حج فرض اور حج نذر دونوں ایک ہی طرح ادا کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:جس سال حج فرض ہوجائے ،اسی سال حج کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہو گا، لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کرلیا ،تو حج ادا ہو جائے گا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہے گا۔

مسئلہ:جو شخص حج کی فرضیت کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔

مسئلہ:کبھی حج بلا نذر کے بھی واجب ہوتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے بلا احرام کے گزر جائے، تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے، تو ایسا شخص، اگر حج کرے گا تو یہ حج واجب ہو گا۔

مسئلہ:ایک مرتبہ سے زیادہ حج کرے گا ،تو وہ نفل ہو گا۔

مسئلہ:اگر حج فرض ہوگیا اور ادا نہیں ہوسکا، تو اس کے ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

اعذار اور موانع کا بیان

مسئلہ: اگر حج کسی پر فرض ہے اور اس کے ماں باپ بیمار ہیں اور ان کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہے، تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہلاکت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، تو بلا اجازت جانے میں حرج نہیں ،بشرطیکہ راستہ پر امن ہو اور اگر راستہ پر امن نہیں ہے اور غالب ہلاکت ہے، تو پھر بلا اجازت جانا جائز نہیں۔

مسئلہ:دادا دادی، نانانانی، ماں باپ کی عَدم موجودگی میں مثل ماں باپ کے ہیں، ہاں ماں باپ کے ہوتے ہوئے ان کی اجازت کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ:حج نفل کے لئے بلا اجازت والدین کے جانا بہر صورت مکروہ ہے، خواہ راستہ مامون ہو یا نہ ہو، ان کو خدمت کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ:بیوی یا اولاد وغیرہ جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے ،اگر وہ حج کیلئے جانے سے ناخوش ہیں اور ان کا نفقہ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ پاس نہیں ہے، تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے، لیکن اگر ان کی ہلاکت کا خوف نہیں ہے، تو حج کیلئے جانے میں مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ: جن لوگوں کا نفقہ واجب نہیں، اگر وہ ناخوش ہوں اور ان کی ہلاکت کا بھی اندیشہ ہو، تب بھی جانے میں مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: بچہ چھوٹا ہے اور کوئی دوسرا اس کو رکھنے والا نہیں، تو یہ تاخیر کے لئے عذر ہے، بچہ خواہ تندرست ہو یا مریض ہو۔

مسئلہ: حج فرض ہوگیا، لیکن تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور آرام لینے کی ضرورت ہوتی ہے، پھر تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور یہی کیفیت رہتی ہے اور سواری اور توشہ موجود ہے، تو حج کو موَخر کرنا جائز نہیں، ہاں اگر سواری پر بھی سفر نہ کر سکے، تو عذر ہے۔

مسئلہ: خوب صورت لڑکے کو اگر فتنہ کا اندیشہ ہے، تو باپ حج سے داڑھی نکلنے تک روک سکتا ہے۔

مسئلہ: عورت کے لئے محرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے۔

مسئلہ: راستہ کا پر امن نہ ہونا بھی عذر ہے۔

مسئلہ: ایسا مرض عذر ہے، جس کی وجہ سے سفر نہ ہوسکے ،یا شدید تکلیف کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ: عورت کیلئے عدت کا ہونا بھی عذر ہے، جس کی وجہ سے حج کو موٗخر کیا جاسکتا ہے۔

شرائط حج

حج کی چار قسم کی شرطیں ہیں

(۱) شرائط وجوب (۲) شرائط وجوب ادا (۳) شرائط صحت ادا (۴) شرائط وقوعِ فرض۔

شرائط وجوب: یہ وہ شرطیں ہیں، جن کے پائے جانے سے حج فرض ہوجاتا ہے اور ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، تو حج بالکل فرض نہیں ہوتا اور کسی دوسرے سے حج کرانا اور وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہوتا، اس قسم میں سات شرطیں ہیں:(۱) اسلام (۲) حج فرض ہونے کا علم ہونا (۳) بلوغ (۴) عقل (۵) آزاد ہونا (۶) استطاعت وقدرت (۷) حج کا وقت ہونا۔

مسئلہ: حج فرض ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، کافر پر حج فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کفر کی حالت میں کوئی حج کر لے اور پھر مسلمان ہو جائے ،تو اس کا حج ادا نہیں ہوا، اب اگر شرائط پائے جاتے ہیں، تو دوبارہ حج کرنا فرض ہو گا۔

مسئلہ: اگر کافر نے کسی مسلمان کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرایا، تو وہ بھی صحیح نہ ہو گا۔

مسئلہ:اگر کسی مسلمان نے حج کیا، لیکن (نعوذ باللہ) پھر کافر ہوگیا، اس کے بعد پھر مسلمان ہوگیا، تو اب اگر حج کی شرائط موجود ہیں، تو دوبارہ حج کرنا فرض ہو گا۔

مسئلہ: حج فرض ہونے کے لئے فرضیت کا علم ہونا شرط ہے، لیکن جو شخص دارالاسلام میں یعنی جو مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہے، اس کے لئے یہ شرط نہیں، بلکہ دار الاسلام میں رہنا کافی ہے، چاہے اس کو فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو، ہاں جو مسلمان دار الحرب یعنی کفار کے میں ملک رہتا ہے ،اس کے لئے علم ہونا ضروری ہے، اگر دو مرد مستور الحال یا ایک مرد اور دو عورتیں مستور الحال یا ایک عادل مرد اس کو حج کی فرضیت کی خبر دیں ،تو حج واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ:حج فرض ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ اور پاگل پر حج فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ:نابالغ بچہ نے حج کا احرام باندھا، اس کے بعد بالغ ہوگیا اور حج کر لیا، تو حج فرض ادا نہ ہو گا، البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا، تو حج فرض ادا ہوجائے گا۔

مسئلہ:کسی مجنون نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے ہوش آگیا اور جنون جاتا رہا، تو اگر اس کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا، تب تو حج فرض ادا ہوجائے گا اور اگر دوبارہ احرام نہیں باندھا، تو حج فرض ادا نہ ہو گا۔

مسئلہ:غلام اور باندی پر حج فرض نہیں۔

مسئلہ:جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے پاس نہیں رہتے ،ان پر حج فرض ہونے کے لئے استطاعت یعنی سواری اور اتنا سرمایہ ہونا شرط ہے، کہ وہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک جاسکیں اور واپس آسکیں۔

مسئلہ:سرمایہ ان ضروریات کے علاوہ ہونا چاہئیے(۱) رہنے کا مکان(۲) پہننے کے کپڑے (۳)اسباب خانہ داری(۴) نوکر چاکر (۵) اپنے اہل وعیال کا خرچ واپسی تک(۶) قرض(۷) سواری۔

مسئلہ:عورت کے پاس اگر اس قدر زیور ہے کہ اس کو بیچ کر حج کی ادائیگی کے لئے خرچ کا انتظام ہوسکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے۔

مسئلہ:دوکاندار کے لئے اتنا سامان تجارت جس سے گزر اوقات کر سکے اور کاشتکار کے لئے ہل، بیل اور عالم کے لئے ضروری کتابیں ضروریات میں سے ہیں، ان چیزوں کے علاوہ سرمایہ معتبر ہوگا اور ہر پیشہ والے کا یہی حکم ہے، کہ اس کے پیشے کے اوزار اور ضروری سامان اس کی ضروریات میں شامل ہوں گے۔

مسئلہ:سرمایہ اور مال سے مراد وہ مال ہے، جو اپنی جائز کمائی کا ہوا اور خود اس کا مالک ہو۔

مسئلہ:سواری کا مالک ہونا ضروری نہیں ہے، اگر کرایہ پر سواری مل گئی، تو وہ بھی کافی ہے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ والے یا جو لوگ مکہ مکرمہ کے قریب رہتے ہیں اور پیدل سفر کر سکتے ہیں، ان کے لئے سواری شرط نہیں، ہاں اگر چل نہیں سکتے ،تو ان کے لئے بھی باہر کے رہنے والوں کی طرح سواری شرط ہے اور ضروری زادراہ مکہ مکرمہ والوں کے لئے بھی شرط ہے۔

مسئلہ: اگر باہر کا رہنے والا فقیر شخص میقات تک پہنچ گیا اور چلنے پر قادر ہے، تو اس کے لئے بھی مکہ مکرمہ والوں کی طرح سواری شرط نہیں، زادراہ شرط ہے۔

مسئلہ: سواری ایسی ہونی ضروری ہے کہ جس سے کوئی شدید تکلیف نہ ہو اور اس میں ہر شخص کی حالت کا اعتبار ہوگا اور اس کی حیثیت کے موافق عرف وعادت کے اعتبار سے سواری معتبر ہوگی، یہ ضروری نہیں کہ مکہ مکرمہ سے موٹر ہی میں جانا ضروری ہے، جہاز اور ریل میں بھی پہلے درجہ، دوسرے درجہ کا ٹکٹ ہونا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص تیسرے درجہ میں کبھی سفر نہیں کرتا اور اس میں سفر کرنے سے شدید تکلیف کا اندیشہ غالب ہے ،تو اس کے لئے پہلے یا دوسرے درجہ کے ٹکٹ کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ: مستقل سواری کا ہونا ضروری نہیں ہے، زادِراہ اور توشہ میں بھی ہر شخص کا اس کے حال کے موافق اعتبار ہوگا، جو شخص عام طور سے جیسا کھاتا پیتا ہے، اس کے لئے اسی کا لحاظ ہوگا۔

مسئلہ: زادراہ سے مراد متوسط درجہ کی مقدار کا زادراہ ہے، جس میں فضول خرچی بھی نہ ہو اور کنجوسی بھی نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے کسی کو مال ہدیہ کرتا ہے، تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں، خواہ ہدیہ کرنے والا اجنبی شخص ہو ،یا اپنا رشتہ دار، ماں ،باپ، بیٹا وغیرہ لیکن اتنا مال کسی نے ہدیہ کیا اور اس کو قبول کر لیا، تو حج فرض ہوجائے گا۔

مسئلہ: کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے، کہ اس کا ایک حصہ رہنے کیلئے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کرسکتا ہے ،تو اس کو بیچنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے ،کہ اس کو بیچ کر حج بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا سا مکان بھی خرید سکتا ہے، تو اس کا بیچنا ضروری نہیں، اگر بیچ کر حج کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا غلہ موجود ہے ،کہ اس کو سال بھر کے لئے کافی ہے، تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب نہیں، ہاں اگر سال بھر سے زائد کے لئے کافی ہے اور زائد کو بیچ کر حج کرسکتا ہے، تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس اتنی زمین قابل کاشت ہے، کہ اگر تھوڑی سی اس میں سے فروخت کر دے، تو اس کے حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئے گا اور باقی زمین اتنی باقی رہے گی ،کہ واپس آکر اس سے

گزر کر سکتا ہے، تو اس پر حج فرض ہے اور اگر فروخت کرنے کے بعد گزر بسر کے لائق نہیں بچتی ،تو حج فرض نہیں۔

مسئلہ:ایک شخص کے پاس حج کے لائق مال موجود ہے ،لیکن اس کو مکان کی ضرورت ہے، تو اگر حج پر جانے کا وقت ہے ،یعنی اس وقت عام طور سے وہاں کے لوگ حج کو جاتے ہیں، تو اس کو حج کرنا فرض ہے، مکان میں صرف کرنا جائز نہیں، البتہ اگر حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں ہے، تو مکان میں صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:اگر کسی شخص کے پاس حج کے لائق روپیہ موجود ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے، تو اگر حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت ہے، تو اس کو حج کرنا واجب ہے، اور اگر ابھی حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت نہیں آیا ،تو نکاح کرسکتا ہے ،لیکن اگر یہ یقین ہے، کہ اگر نکاح نہ کیا تو زنا میں مبتلا ہوجائے گا، تو پہلے نکاح کرے، حج نہ کرے۔

مسئلہ:زادراہ میں سرکاری محصول، معلمین کی فیس اور دیگر اخراجات ضروریہ جو حاجیوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں، سب داخل ہیں۔

مسئلہ:تحائف وتبرکات پر جو رقم خرچ ہوگی، وہ زاد راہ میں شمار نہیں ہوگی۔

مسئلہ:مدینہ منورہ کے سفر کے اخراجات بھی زادراہ میں شمار نہیں ہیں، بعضے لوگ اس کو بھی شمار کر لیتے ہیں اور اس وجہ سے حج کو نہیں جاتے، کہ مدینہ منورہ جانے کا خرچ ان کے پاس نہیں ہوتا، یہ سخت غلطی ہے، مدینہ منورہ کی حاضری بڑی نعمت ہے، لیکن حج فرض ہونے میں اس کو دخل نہیں، جس کو اللہ تعالیٰ وسعت دے اس کو ضرور جانا چاہیئے اور جس کے پاس صرف حج کے لائق روپیہ ہو، اس کو محض اس وجہ سے کہ مدینہ منورہ کیلئے روپیہ نہیں ہے ،حج کو موخر نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ:ایک شخص کے پاس اتنا مال موجود تھا ،کہ اس پر حج فرض ہوگیا، لیکن اس نے حج نہیں کیا اور پھر فقیر ہوگیا ،تو اس کے ذمہ حج باقی رہے گا، اس کو حج کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

مسئلہ: حرام مال سے حج کرنا حرام ہے، اگر اس نے حج کیا ،تو فرض تو ساقط ہوجائے گا، مگر حج مقبول نہ ہوگا۔

مسئلہ:ایک شخص پر حج فرض نہیں تھا اور اس نے پیدل حج کر لیا اور حج فرض کی نیت کی، یا مطلق یعنی صرف حج کی نیت کی فرض یا نفل یا نذر کا ارادہ اور ذکر نہیں کیا) حج کی نیت کی، تو حج فرض ادا ہوگیا، اس کے بعد اگر مالدار ہوجائے گا، تو دوبارہ حج فرض نہ ہوگا،لیکن اگر پہلے نفل کی نیت سے حج کیا تھا، تو مال دار ہونے پر دوبارہ حج فرض ہوجائے گا۔

مسئلہ: حج فرض ہونے کے لئے شروع کی چھ شرطوں کے ساتھ وقت کا ہونا بھی شرط ہے، کہ حج کے مہینوں، یعنی شوال، ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے، یا ایسا وقت ہو، کہ اس جگہ کے لوگ عام طور سے اس وقت حج کو جاتے ہیں۔

مسئلہ: ابھی حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں آیا اور حج کی سب شرائط موجود ہیں ،تو ابھی حج فرض نہیں ہوا، اگر اس وقت سے پہلے کسی کام میں روپیہ صرف کر دیا، تو اس پر حج فرض نہیں، لیکن اس نیت سے روپیہ صرف کرنا، کہ حج کرنا نہ پڑے ،مکروہ ہے۔

شرائطِ وجوب ادا:

وہ شرائط ہیں کہ حج کا واجب ہونا ،تو ان کے پائے جانے پر موقوف نہیں، لیکن ادا کرنا ان شرائط کے پائے جانے کے وقت واجب ہوتا ہے، اگر شرائط وجوب اور شرائط وجوب ادا دونوں موجود ہوں، تو پھر انسان کو خود حج کرنا فرض ہے اور اگر شرائط وجوب تمام موجود ہوں، لیکن شرائط وجوب ادا میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو، تو پھر خود حج کرنا واجب نہیں ہوتا، بلکہ ایسی صورت میں اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص سے فی الحال حج کرانا، یا بعد میں حج کرنا،یا حج کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔

اس قسم میں پانچ شرطیں ہیں:(۱) تندرست ہونا(۲) قید یا بادشاہ کی طرف سے ممانعت نہ ہونا (۳) راستہ پر امن ہونا(یہ تین شرائط تو عورت مرد سب کے لئے ہیں)(۴) عورت کے لئے محرم ہونا(۵) عورت کا عدت سے خالی ہونا (یہ اخیر کی دو شرطیں عورتوں کے لئے زائد ہیں)۔

مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو ،مریض ہو ،یا اندھا ہو، یا مفلوج ہو، یا لنگڑا وغیرہ ہو اور خود سفر نہ کرسکتا ہو اور ساری شرائط حج کی موجود ہوں، تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں، بعضے کہتے ہیں کہ حج فرض ہوجاتا ہے اور بہت سے علماء نے اسی کو صحیح کہاہے اور اس کو اختیار کیا ہے کہ اس پرحج واجب ہے اور ان کے قول کے موافق ایسا شخص اگر حج نہ کر سکے، تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر خود حج کرلے گا، تو حج ہوجائے گا اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر حج واجب نہیں ،نہ ہی اس پر حج بدل کرانا، یا وصیت کا کرنا واجب ہے۔

نوٹ: یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت حاصل ہوئی ہو، اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہوچکا تھا اور پھر بیمار اور معذور ہوگیا، تو بالا تفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج بدل کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے، اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص قید میں ہے ،یا بادشاہ اس کو حج کو جانے سے منع کرتا ہے، تو اس پر خود حج کرنا واجب نہیں، لیکن اگر حج کرنے کا موقع نہ ملا ،تو مرنے کے وقت حج بدل کرانے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کے ذمہ کسی کا حق ہے (قرض وغیرہ) اور اس کی وجہ سے قید کر دیا گیا اور حج فرض ہے اور اس حق کے ادا کرنے پر قدرت بھی ہے، تو یہ حج کے لئے عذر نہ ہو گا، حج کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ: عورت کے حج کرنے کے لئے کسی دین دار محرم، یا شوہر کا ہونا بھی شرط ہے، اگر کوئی محرم موجود نہ ہو، یا ہے لیکن ساتھ جانے کو تیار نہیں، اسی طرح شوہر بھی ساتھ جانے کو تیار نہیں، تو حج کو جانا واجب نہیں، اگر حج نہ کر سکی تو حج کرانے کی وصیت کرنی واجب ہو گی۔

مسئلہ: محرم وہ مرد ہے، جس سے نکاح کسی وقت بھی جائز نہ ہو، خواہ نسب کے اعتبار سے، یعنی رشتہ دار ہو، یا رضاعت، یعنی دودھ کی شرکت کے اعتبار سے، جیسے بھائی ، بھتیجے، تایا، چچا وغیرہ یا مصاہرت یعنی سُسرالی رشتہ کی وجہ سے، جیسے داماد اور سسر ،مگر اس زمانہ میں سُسرالی رشتہ اوردودھ کے رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے،کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔

مسئلہ: محرم کا عاقل، بالغ اور دین دار ہونا شرط ہے، اسی طرح شوہر کے لئے بھی عقل اور بلوغ اور دین دار ہونا شرط ہے، اگر محرم یا شوہر فاسق ہو، تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں، اسی طرح لااُبالی اور بے پرواہ بھی نہ ہو۔

مسئلہ: جو لڑکا ہوشیار اور قریب بالغ ہونے کے ہے ،وہ بالغ کے مثلہے، اس کے ساتھ جانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی محرم موجود نہیں ہے، تو حج کرنے کے لئے اُس پر نکاح کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر بلا محرم یا شوہر کے ساتھ لئے کوئی عورت حج کو جائی گی، تو حج ہوجائے گا، لیکن گناہ گار ہو گی۔

مسئلہ: محرم کا مسلمان ہونا، یا آزاد ہونا شرط نہیں ،بلکہ غلام اور کافر بھی محرم ہوسکتا ہے، لیکن اگر محرم مجوسی ہو، تو اس کا اعتبار نہیں، کیو نکہ ان کے نزدیک محرمات سے بھی نکاح جائز ہے، مجوسی کے علاوہ اور کافر اگرچہ محرم بن سکتے ہیں، لیکن اس زمانہ میں کافر کا اعتبار نہیں، اندیشہ ہے کہ وہ عورت کو اسلام سے ہٹانے کی کوشش کرے گا، اس لئے اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسئلہ: اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے جانے پر تیار نہ ہو، تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچہ پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوب حج کے لئے شرط ہوگا، ہاں اگر وہ اپنے خرچہ سے جانے کے لئے تیار ہوں، تو پھر عورت پر واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ: حج کرنے کے لئے محرم اور شوہر کو ساتھ لے جانے پر عورت مجبور نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: بوڑھی عورت اور ایسی لڑکی کے لئے بھی جو قریب بالغ ہونے کے ہے، محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ: خنثیٰ مشکل(جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامات پائی جاتی ہوں) کے لئے بھی محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ: عورت پر حج فرض ہوگیا اور محرم بھی جانے کے لئے موجود ہے، تو شوہر اس کو حج فرض سے نہیں روک سکتا، ہاں اگر محرم ساتھ نہ ہو، یا حج نفل ہو،تو روک سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے حج کی نذر مانی ،تو نذر صحیح ہوگئی، لیکن بلا اجازت شوہر کے حج کو نہیں جاسکتی، اگر حج نہ کرسکے، تو اپنے مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کردے۔

مسئلہ: اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے، تو ولی یا شوہر کو روکنے کا حق ہے۔

مسئلہ: خاوند کو یہ حق ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے ،یا اس شہر کے حاجی جس وقت عام طور سے جاتے ہیں ،اس سے پہلے اگر عورت حج کو جائے ،تو روک دے، لیکن اگر ایک دو روز پہلے جاتی ہو، تو نہیں روک سکتا۔

مسئلہ: عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم کے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ: عورت کے لئے حج کو جانا اس وقت واجب ہے ،جب عدت میں نہ ہو ،اگر عدت میں ہے، تو جانا واجب نہیں اور عدت چاہے موت کی ہو ،یا فسخِ نکاح اور طلاق وغیرہ کی، سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی ،تو حج ہوجائے گا ،لیکن گناہ گار ہوگی۔

مسئلہ: اگر راستہ میں شوہر طلاق رجعی دے دے، تو عورت کو خاوند کے ساتھ رہنا چاہیئے، چاہے آگے جائے یا پیچھے لوٹے اور شوہر کو بھی عورت سے علیٰحدہ نہ ہونا چاہیئے اور افضل یہ ہے کہ طلاق سے رجوع کرلے۔

مسئلہ: اگر شوہر نے طلاق بائن سفر میں دی اور اس کے وطن اور مکہ مکرمہ کے درمیان مدتِ سفر یعنی تین روز کی مسافت(اڑتالیس میل) سے کم ہے، تو عورت کو اختیار ہے، چاہے وطن واپس چلی جائے ،یا مکہ مکرمہ چلی جائے، چاہے محرم ساتھ ہو ،یا نہ ہو اور شہر میں ہو، یا جنگل میں ہو، مگر وطن واپس چلے جانا افضل ہے اور اگر ایک طرف مدت سفر زیادہ ہے اور ایک طرف کم، تو جس طرف کم ہو، ادھر جائے، جس طرف مسافت زیادہ ہو ،اس طرف نہ جائے اور اگر دونوں کے درمیان میں مدت سفر کی مسافت سے زیادہ ہو اور شہر میں ہے، تو اس کو اسی شہر میں عدت گزارنی چاہیئے، اگرچہ محرم بھی ساتھ ہو، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں، کہ اگر محرم موجود ہو، تو عدت ختم کرنے سے پہلے بھی اس کو اس شہر سے نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی گاؤں یا جنگل میں عدت لازم ہوگئی اور وہاں جان ومال کا خطرہ ہے، تو اس جگہ سے کسی ایسے گاؤں یا شہر میں جانا کہ جہاں امن ہو ،جائز ہے۔

شرائط صحت ادا:

یعنی وہ شرطیں جن کے بغیر حج نہیں ہوتا۔

(۱) اسلام: اس کا بیان اور مسائل پہلے گذر چکے (۲) احرام: بلا احرام کے اگر کوئی حج کے افعال کرلے گا تو حج صحیح نہ ہوگا (۳) حج کا زمانہ ہونا: یعنی حج کے مہینوں میں افعال حج یعنی طواف، سعی، وقوف وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات میں کرنا (۴) مکان: یعنی ہر چیز کو اس کی متعین جگہ میں کرنا مثلاً وقوف کا عرفہ میں ہونا اور طواف کا مسجد حرام میں ہونا، ذبح کا حدودِ حرم میں ہونا اور رمی کا منٰی میں ہونا، اگر کوئی شخص حج کے افعال کو خواہ وہ رکن ہوں، یا واجب، یا سنت اس کی خاص جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کرے گا، تو وہ افعال صحیح نہ ہوں گے (۵،۶) تمیز اور عقل (۷) احرام کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کا نہ ہونا: اگر جماع کر لیا تو حج صحیح نہ ہوگا، اگرچہ سب افعال پورے کرنے ہوں گے اور بعد میں قضاء بھی کرنی ہوگی (۹) جس سال احرام باندھے اسی سال حج کرنا۔

شرائط وقوع فرض:

یعنی وہ شرائط جن کا پایا جانا حج کے فرائض واقع ہونے اور ذمہ سے ساقط ہونے کے لئے ضروری ہے۔

(۱) حج کے وقت اسلام ہونا (۲) آخر عمر تک اسلام کا باقی رہنا، اگر کوئی شخص العیاذ باللہ حج کے بعد کافر ہوگیا ،تو اس کا پہلا حج معتبر نہ ہوگا، دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد پھر کرنا واجب ہوگا، بشرطیکہ شرائط موجود ہوں (۳) آزاد ہونا (۴) بالغ ہونا (۵) عاقل ہونا (۶) حج خود کرنا، جبکہ قدرت ہو (۷)حج کو جماع سے فاسد نہ کرنا(۸) کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت نہ کرنا (۹) نفل کی نیت نہ کرنا۔

مسئلہ: اگر غلام یا نابالغ یا مجنون نے حج کیا وہ حج فرض نہ ہوگا، بلکہ غلام کو آزاد ہونے، نابالغ کو بالغ ہونے اور مجنون کو اچھا ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا ،بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ:اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص مجنون ہوگیا ،یا احرام سے پہلے مجنون تھا ،مگر احرام کے وقت افاقہ ہوگیا اور احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا، اس کے بعد پھر مجنون ہوگیا اور تمام افعال اس کو ساتھ لے کر ولی نے کرادیئے، تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا، البتہ طوافِ زیارت افاقہ ہونے کے بعد خود ادا کرنا ضروری ہوگا۔

نوٹ: اگر شرائط وجوبِ پائے جانے کے باوجود کسی شخص نے خود حج نہیں کیا ،تو اس کو حج بدل کی وصیت کرنی واجب ہے، خواہ شرائط ادا پائے گئے ہوں ،یا نہ پائے گئے ہوں اور اگر شرائط ادا توپائے گئے، لیکن شرائط وجوب

نہیں پائے گئے، تو وصیت واجب نہیں ،کیونکہ شرائط وجوب کے نہ پائے جانے ہونے کی صورت میں حج فرض نہیں ہوا۔

فرائض حج

حج کے تین فرائض ہیں۔

(۱) احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ کہنا، احرام کا مفصل بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

(۲) وقوف عرفات یعنی ۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے وقت سے ۱۰ ذِی الحجہ کو صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) طواف زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ تک کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ: ان تینوں فرائض کا ترتیب وارادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مقام اور وقت میں کرنا بھی واجب ہے۔

مسئلہ: وقوف عرفات سے پہلے جماع کا ترک کرنا بھی واجب ہے، بلکہ فرائض کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

ارکان حج

حج کے دو رکن ہیں:

(۱) طوافِ زیارت(۲) وقوف عرفہ اور ان دونوں میں زیادہ اہم وقوف عرفہ ہے۔

واجبات حج

حج کے واجبات چھ ہیں:

(۱)مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
(۳) رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا۔
(۴) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔
(۵) حلق یعنی سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی کتروانا۔
(۶) آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طواف وداع کرنا۔
نوٹ: بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کئے ہیں، وہ حقیقت میں حج کے واجبات نہیں ہیں، بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں، مثلاً بعض احرام کے ہیں، بعض طواف کے ہیں، حج کے واجبات بلا واسطہ صرف چھ ہیں، افعالِ حج کے واجبات ان شاء اللہ ان افعال کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے۔
مسئلہ: واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے گا، تو حج ہوجائے گا، چاہے جان بوجھ کر چھوڑا ہو یا بھول کر، لیکن اس کی جزا لازم ہوگی، خواہ قربانی یا صدقہ جیسا جنایات کے بیان میں آئے گا، البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا ،تو جزا لازم نہیں آئے گی۔

حج کی سنتیں

(۱) مفرد آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔
(۲) امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا، ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں اور نویں ذی الحجہ کو عرفات میں اور گیارہویں کو منٰی میں۔
(۳) نویں ذی الحجہ کی رات کو مِنٰی میں رہنا۔
(۴) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جانا۔
(۵) عرفات سے امام کے چلنے کے بعد چلنا ،یعنی غروب آفتاب کے بعد نکلنا۔
(۶) مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے رات کو ٹھہرنا۔
(۷) عرفات میں وقوف سے پہلے غسل کرنا۔
(۸) ایام منیٰ (دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی درمیانی راتیں) میں رات کو منی میں رہنا۔
(۹) منیٰ سے واپسی میں محصب میں ٹھہرنا، اگرچہ کچھ لمحہ ہی ہو۔

(۱۰)اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنی ہو تو طواف قدوم میں رمل کرنااور اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہیں کرنی تو پھر طواف زیارت میں رمل کرنا سنت ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سنتیں ہیں ،جو مسائل وافعال حج کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ موقع بہ موقع ذکر کی جائیں گی۔

مسئلہ: سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو جان بوجھ کر چھوڑنا برا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے چھوڑنے سے جزا لازم نہیں آتی۔

مستحبات ومکروہات

حج کے مستحبات ومکروہات اور آداب بے شمار ہیں ،بہت سے آداب اور مستحبات ومکروہات شروع میں آداب سفر حج کے ذیل میں بیان ہوچکے ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں ،جو ان شاء اللہ آئندہ مسائل کے ذیل میں بیان کئے جائیں گے۔

میقات کا بیان

میقات اصل میں وقت متعین اور مکان معین کو کہتے ہیں، میقات حج کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) میقات زمانی اور(۲) میقات مکانی۔

میقات زمانی:

حج کے لئے میقات زمانی، حج کے مہینے یعنی شوال ذو القعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں۔

مسئلہ: حج کے مہینوں میں ہی افعال حج صحیح ہوتے ہیں ،چاہے وہ افعال واجب ہوں، یا مسنونہ، یا مستحبہ، اگر ان مہینوں سے پہلے کوئی فعل، حج کے احرام کے علاوہکیا، تو صحیح نہ ہوگا، مثلاً قارن یا متمتع اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا طواف کریں، یا حج کی سعی طواف قدوم کے بعد حج کے مہینوں سے پہلے کریں، تو سعی نہ ہوگی۔

مسئلہ: حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:اگر کسی نے حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہے اور طواف قدوم کے اکثر شوط (چکر یا پھیرا) شوال میں کئے اور اس کے بعد حج کے لئے سعی کر لی، تو یہ سعی حج کی ہوجائے گی اور اگر بجائے شوال کے یہ طواف اور سعی رمضان میں کی، تو نہ ہوگی۔

مسئلہ:اگر طواف قدوم کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے اور تھوڑے سے شوال میں، تب بھی جائز نہیں ،اسی طرح اگر سعی طواف قدوم سے پہلے کرلی، اگرچہ شوال ہی میں ہو، تو سعی نہ ہوگی۔

میقات مکانی:

یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے، اسکی تین قسمیں ہیں۔

(۱) میقات اہل آفاق: یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگوں کی میقات (۲) اہل حل یعنی میقات کے اندر، حدود حرم سے باہر رہنے والے کی میقات (۳) اہل حرم یعنی مکہ مکرمہ والے اور جو حدودِ حرم کے رہنے والے ہیں کی میقات۔

آفاقیوں کی میقات یہ ہیں:

(۱) ذو الحلیفہ یعنی بیر علی، مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

(۲) ذاتِ عرق، عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

(۳) جحفہ شام اور مصر کی جانب سے آنےوالوں کے لئے۔

(۴) قرن، نجد کے راستے سے آنے والوں کے لئے،پاکستان سے جانے والے ہوائی جہاز بھی اسی میقات سے گزرتے ہیں۔

(۵) یلملم، یمن سے آنے والوں کے لئے۔

اہل حل اور اہل میقات کے لئے کل زمین حل میقات ہے ،ان کو حج وعمرہ کا احرام حل سے باندھنا ضروری ہے، البتہ اپنے گھر سے باندھنا افضل ہے، اہل مکہ مکرمہ کیلئے حج کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حرم میقات ہے اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حل میقات ہے۔

مسئلہ: آفاقیوں کے لئے جو میقات بیان کی گئی ہیں، یہ خاص ان ممالک والوں کے لئے بھی میقات ہیں، جو لوگ دوسرے ممالک کے رہنے والے، مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے، ان میقاتوں پر گزریں، اُن کے لئے بھی یہی میقات ہیں۔

مسئلہ: جو شخص میقات سے باہر رہنے والا ہے، اگر وہ مکہ مکرمہ یا حرم کے ارادہ سے سفر کرے، تو اس کو میقات پر پہنچ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ یا حرم میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے جائے ،یا تجارت وسیر وغیرہ کیلئے جائے ،بہر صورت میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: میقات سے پہلے اپنے گھر سے بھی احرام باندھنا جائز ہے، بلکہ افضل ہے، بشرطیکہ جنایات احرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو، ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص خشکی میں ،یا سمندر میں سفر کر کے ایسے راستے سے مکہ مکرمہ جا رہا ہے، کہ اس میں کوئی میقات ،مذکورہ مواقیت میں سے نہیں آئے گی، تو اس کو مذکورہ مواقیت میں سے کسی میقات کی محاذات (برابری) سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر ایسے راستہ کو گیا کہ جس میں میقات مقررہ کوئی نہیں آئے گی ،تو اس کو کسی میقات کی محاذات معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اگر معلوم نہ ہو، تو خوب اچھی طرح اس کی محاذات معلوم کرنے میں غور وفکر کرے اور جب ظن غالب ہوجائے ،کہ اس جگہ سے محاذات ہے، تو اس جگہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: غور وفکر اس وقت کرنا چاہیئے کہ جب کوئی واقف موجود نہ ہو، اگر کوئی واقف موجود ہے ،تو اس سے دریافت کرنا واجب ہے، لیکن اگر دو آدمی یکساں ناواقف ہیں اور رائے میں اختلاف ہے ،تو اپنی رائے کے موافق جس جگہ سے محاذات کا ظن غالب ہو، احرام باندھ لے، دوسرے کے قول کا اعتبار نہ کرے۔

مسئلہ: کافر کا قول معتبر نہیں، مثلاً جہاز میں کافر بتائے ،کہ اس جگہ سے میقات کی محاذات ہے ،تو اس کا قول معتبر نہیں، البتہ اگر جہاز کے ملازموں میں سے ایک مسلمان عادل شخص وہاں آمدورفت رکھنے والا اور جاننے والا بتادے، تو اس کا قول معتبر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے راستے میں دو میقات پڑتی ہیں، تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اگر دوسری میقات تک موئخر کر دیا، تو جائز ہے، موئخر کرنے سے دم (قربانی) واجب نہ ہوگا، اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں، تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو محاذات میقات کا علم نہیں اور نہ کوئی جاننے والا اس کو ملا، تو ایسی صورت میں مکہ مکرمہ سے دو منزل پہلے سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: مدینہ منورہ والے کو، یا جو شخص آفاقی ،مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آرہا ہو، ذو الحلیفہ یعنی بیر علی سے احرام باندھنا چاہیئے، جحفہ تک بلا احرام آنا اور پھر یہاں سے احرام باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اسی طرح میقات کے شروع سے باندھنا افضل ہے اور آخر میقات تک تاخیر جائز ہے۔
مسئلہ: اگر آفاقی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہوگیا، تو اس کی میقات اب مثلِ مکہ مکرمہ والوں کی میقات کے ہے، یعنی حج کے لئے حرم اور عمرہ کے لئے حل، البتہ عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھنا افضل ہے۔
مسئلہ: اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائے گا، تو واپسی میں اس کو بھی مثل آفاقی کے میقات سے احرام باندھنا واجب ہوگا۔

میقات سے بلا احرام باندھے گزر جانا

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسلمان عاقل بالغ جو میقات سے باہر رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخلِ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، چاہے حج وعمرہ کی نیت سے ہو، یا اور کسی غرض سے، میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائے گا، تو گناہ گار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا، اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات سے آگے سے ہی احرام باندھ لیا، تو ایک دم دینا واجب ہوگا اور اگر میقات پر واپس آکر احرام باندھا، تو دم ساقط ہو جائے گا۔
مسئلہ: اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام کے گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے میقات پر واپس آگیا اور میقات پر آکر تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیا، تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر احرام باندھ کر واپس آیا اور تلبیہ میقات پر نہیں پڑھا، تو دم ساقط نہ ہوگا۔
مسئلہ: اگر میقات سے بلا احرام گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ میں بھی داخل ہوگیا، مگر افعال حج کو شروع نہیں کیا (مثلاً طواف کا ایک شوط بھی نہیں کیا) اور میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھا، تو دم ساقط ہوجائے گا۔
مسئلہ: اگر بلا احرام کے میقات سے گزر گیا اور پھر آگے احرام باندھ لیا، تو میقات پر واپس آنا واجب ہے، اگر واپس نہیں آیا، تو گناہ گار ہوگا اور دم واجب ہوگا، یعنی حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو میقات پر واپس آکر تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: میقات پر لوٹنا اس وقت واجب ہے، جب واپسی میں جان ومال کا خوف نہ ہو اور کوئی مرض وغیرہ نہ ہو، ورنہ واجب نہیں، لیکن گناہ سے توبہ واستغفار کرنا چاہیئے اور ایک دم بھی دینا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر میقات سے گزرنے کے بعدا حرام باندھا اور پھر میقات پر واپس نہیں آیا، یا کچھ افعال شروع کرنے کے بعد واپس آیا، تو دم ساقط نہ ہو گا۔

مسئلہ: جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرا ہے، اس پر یہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے،بلکہ کسی بھی میقات پر مواقیت مذکورہ میں سے آنا کافی ہے، ہاں افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے گزرا تھا۔

مسئلہ: آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ ،جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے، کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے ،مکہ مکرمہ جانے اور حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے، تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بلا احرام جاسکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہوگیا ،وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا ارادہ کرے، تو ان کی میقات، یعنی حل سے احرام باندھنا ہو گا۔

مسئلہ: آفاقی شخص اگر حرم میں ،یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہو جائے، تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہوجاتا ہے اور اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوا ہو،تو ہر دفعہ کے لئے بلا احرام جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہو گا۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں ،یا حرم میں، بلا احرام داخل ہونے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ لازم ہوتا ہے، اس کے قائم مقام فرض اور حج نذر اور عمرہ نذر بھی ہوجائے گا، اگرچہ قائم مقام بنانے کی نیت بھی نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسرا حج اور عمرہ کرنا واجب نہ ہو گا، لیکن یہ شرط ہے کہ یہ حج یا عمرہ اسی سال میں کیا ہو، جس سال بغیر احرام کے داخل ہوا تھا، اگر یہ سال گزر گیا، تو پھر اس کے لئے مستقل حج یا عمرہ واجب ہو گا۔

مسئلہ: جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں ،یا میقات اور حرم کے درمیان رہتے ہیں ،اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں ،تو احرام باندھنا ان پر واجب ہے اور اگر حج و عمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں ،تو ان کے لئے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں ہے، بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوسکتے ہیں، ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج و عمرہ کے بعد مقیم ہو گیا ہو ،وہ بھی ان کے حکم میں ہے، یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے اپنے وطن سے کسی جگہ حل میں گیا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا ارادہ ہو گیا، تو وہاں سے وہ مکہ مکرمہ بلا احرام جاسکتا ہے ،وہ اہل حل کے حکم میں ہے، ان کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

مثال کے طور پر اگر جدہ سے کوئی شخص مکہ مکرمہ آئے اور اس کی عمرے یا حج کی نیت نہ ہو تو وہ بغیر احرام باندھے مکہ مکرمہ آسکتا ہے،البتہ عمرے یا حج کی نیت کی صورت میں اسے احرام باندھ کر آنا ہوگا۔

احرام کا بیان

احرام:

احرام کے معنی حرام کرنا، حاجی جس وقت حج کی نیت کر کے تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیتا ہے، تو اس پر چند حلال چیزیں، احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں، اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں اور عام طور پر ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں، جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے(حقیقت میں احرام نیت کا نام ہے اور یہ دوچادریں جو احرام کی نیت کی وجہ سے اوڑھی جاتی ہیں یہ احرام کی حالت میں مرد کا لباس اور وردی ہیں)۔

اقسام احرام:

احرام چار طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) صرف حج کا احرام اس کو افراد کہتے ہیں۔

(۲) حج کے مہینوں میں صرف عمرے کا احرام باندھنا اور پھر اسی سال حج کرنا اسے تمتع کہتے ہیں۔

(۳) حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام، اس کو قران کہتے ہیں۔

(۴) ایام حج سے پہلے یا بعد میں صرف عمرہ کا احرام باندھنا۔

احرام باندھنے کا طریقہ:

جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو، تو اول حجامت بنوائے ،زیر ناف کے بال دور کرے، کنگھی سے بال درست کرلے، بیوی اگر ساتھ ہے، تو صحبت بھی مستحب ہے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے، اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکے، تو وضو کرلے اور سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دے، ایک لنگی باندھ لے اور ایک چادر اوڑھ لے، خوشبو لگائے، لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگائے، جس کا جسم (نشان) باقی رہے، اس کے بعد دو

رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھے، اول رکعت میں پوری قُلْ یَاَ ایُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں پوری قُلْ ھُوَ اللہ پڑھنا افضل ہے، سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر، سر کھول کر، اسی جگہ احرام کی نیت کرے۔

اگر حج کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔

عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ

اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو آسان فرمادیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

حج اور عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ

اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کرنا چاہتا ہوں، ان کو آسان فرما دیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یا دنہ ہوں، تو صرف اردو (یا جس زبان میں چاہیں) میں ترجمہ کہہ لیں۔

اس کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں، تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں۔

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے، اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

اس کے بعد درود شریف پڑھیں ،اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں، لبیک کے بعد یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ

یا اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گارہوں اور آپ کے غصہ اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اگر پہلا حج ہے، تو فرض کی نیت خاص طور سے کرنا اور زبان سے کہہ لینا بہتر ہے، نیت کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا، اب ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے، جن کا کرنا ،احرام باندھ لینے کے بعد منع ہے۔

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں (۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع۔
صرف حج کے احرام باندھنے کو افراد کہتے ہیں۔
حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنے کو قران کہتے ہیں۔
اول حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے، پھر گھر جائے بغیر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے، اس کو تمتع کہتے ہیں۔
مسئلہ: حج کی تینوں قسمیں جائز ہیں، مگر سب سے افضل قران ہے، اس کے بعد تمتع، اس کے بعد افراد۔
مسئلہ: آفاقی شخص کو اختیار ہے، کہ حج کی تینوں قسموں میں سے جس کا چاہے احرام باندھے، لیکن مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کو قران اور تمتع کرنا منع ہے۔

شرائط صحت احرام

(۱) صحت احرام کے لئے اسلام کا ہونا شرط ہے (۲) احرام کی نیت اور تلبیہ، یا کوئی ایساذکر جو تلبیہ کے قائم مقام ہو کرنا بھی شرط ہے۔
مسئلہ: صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہو تا ،بلکہ تلبیہ،یا اور کوئی ذکر جو تلبیہ کے قائم مقام ہو کرنا ضروری ہے، اسی طرح اگر بلانیت کے محض تلبیہ پڑھ لے، تب بھی محرم نہ ہو گا، خلاصہ یہ ہے کہ احرام کے لئے نیت اور تلبیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے، نیت کے ساتھ ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔
مسئلہ: احرام کے صحیح ہونے کے لئے کوئی خاص زمانہ یا مکان اور خاص ہیئت یا حالت شرط نہیں، اگر کوئی سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے بھی احرام کی نیت کرے گا، تو احرام صحیح ہو جائے گا۔
اگرچہ اس طرح احرام کی نیت کرنا مکر وہ ہے اور احرام کی نیت کے بعد ان کے پہنے رہنے سے جزاء یعنی دم یا صدقہ واجب ہو گا، جس کا بیان آگے آئے گا۔

واجبات احرام

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔
(۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔

احرام کی سنتیں

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔
(۲) اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا، جبکہ اس سے گزرے۔
(۳) غسل یا وضو کرنا۔
(۴)مرد کے لئے چادر اور لنگی استعمال کرنا۔
(۵) دو رکعت نفل پڑھنا۔
(۶) تلبیہ پڑھنا۔
(۷) تلبیہ کو تین مرتبہ پڑھنا۔
(۸) مرد کیلئے تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا اور عورت کا آہستہ پڑھنا۔
(۹) خوشبو لگانا (یعنی احرام کی نیت کرنے سے پہلے)۔

مستحباتِ احرام

(۱)جسم سے میل کچیل دور کرنا۔
(۲) ناخن کترنا۔
(۳) بغل صاف کرنا۔
(۴) زیر ناف بال دور کرنا۔
(۵) احرام کی نیت سے غسل کرنا۔
(۶) مرد کے لئے لنگی یا چادر سفید، نئی یا دھلی ہوئی استعمال کرنا۔

(۷)مرد کے لئے احرام کی مخصوص چپل پہننا۔
(۸) نماز سے احرام کی نیت کرنا۔
(۹) نماز کے بعد بیٹھ کراحرام کی نیت کا کرنا۔
(۱۰) احرام کا میقات سے پہلے باندھنا۔

احرام کا حکم

جب احرام باندھ لیا، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر حج کا احرام باندھاہے اور حج کسی وجہ سے فاسد ہو جائے، تب بھی تمام افعال حج ادا کرے اور اگر حج نہ ملے، تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر کوئی اسے روک لے، تو قربانی کا جانور حدود حرم میں ذبح کرنے کے بعد احرام سے حلال ہو گا۔

مسائل احرام

نیت کے مسائل:

مسئلہ: نیت احرام کا دل سے ہونا ضروری ہے، زبان سے کہنا صرف مستحسن ہے، جس چیز کا احرام باندھنا ہے اس کی دل سے نیت کرنی چاہیے کہ افراد کا احرام باندھتا ہوں، یا قران کا ،یا تمتع کا، اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو بھی نیت ہو جائے گی۔

مسئلہ:دل میں نیت قران کی کی اور زبان سے افراد یا تمتع نکل گیا ،تو جو دل میں تھا اس کااعتبار ہو گا، زبان کے الفاظ کا اعتبار نہ ہو گا۔

مسئلہ:نیت کا تلبیہ کے ساتھ ہونا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

مسئلہ:اگر کسی شخص نے صرف احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ کسی چیز کی نیت نہیں کی ،تو احرام صحیح ہو گیا اور اس کو حج یا عمرہ کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے اختیار ہے کہ اس احرام کو حج کے لئے کر دے ،یا عمرہ کے لئے، اگر افعال شروع کرنے سے پہلے متعین نہیں کیا اور عمرہ کے لئے پورا طواف یا ایک چکر کر لیا ،یا بلانیت عمرہ

کے طواف کا ایک چکر کر لیا، تو یہ احرام عمرہ کا ہوگیا اور طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ کر لیا، تو یہ احرام حج کا ہو جائے گا اگرچہ نیت نہ ہو۔

مسئلہ: حج کا احرام باندھا، لیکن فرض یا نفل کی تعیین نہیں کی، تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا اور اگر نذر یا نفل یا کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کر لی، تو جیسی نیت کرے گا، ویسا ہی ہوگا۔

مسئلہ: کسی شخص نے حج، یا عمرہ، یا قران کا احرام باندھا اور پھر بھول گیا، یا شک ہوگیا کہ کس چیز کی نیت سے احرام باندھا تھا، تو ایسے شخص کو حج اور عمرہ دونوں کرنے چاہئیں اور عمرہ پہلے کرنا چاہئے جس طرح قارن کرتا ہے، لیکن یہ شخص شرعاً قارن نہ ہوگا، اس لئے اس پر قران کی ہدی (قربانی) لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر حج بدل ہے، تو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کی طرف سے نیت کرے اور زبان سے بھی کہے کہ فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کی طرف سے احرام باندھا۔

تلبیہ کے مسائل

مسئلہ: تلبیہ یعنی لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے، اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ: گونگے کو زبان ہلانی چاہئے، اگرچہ الفاظ نہ کہہ سکے۔

مسئلہ: ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو، تلبیہ کے قائم مقام ہوسکتا ہے، جیسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللہُ اَکْبَرُ وغیرہ۔

مسئلہ: تلبیہ کسی بھی زبان میں پڑھنا جائز ہے، اگرچہ عربی میں بھی پڑھسکتا ہو، مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: خاص تلبیہ کے الفاظ جو پہلے نقل کئے گئے ہیں، ان کا کہنا سنت ہے، شرط نہیں ہے، اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کرے گا، تو احرام صحیح ہو جائے گا، لیکن تلبیہ چھوڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: احرام باندھنے کے وقت تلبیہ، یا کوئی اور ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے، اس کی تکرار سنت ہے، جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔

مسئلہ: حالت کی تبدیلی کے وقت، مثلاً صبح شام، اٹھتے بیٹھتے، باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے، مستحب تلبیہ پڑھنا مؤکد ہے، یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔

مسئلہ: تلبیہ کے درمیان میں کلام نہ کیا جائے، جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تلبیہ پڑھنے کے وقت سلام کیا، تو سلام کا جواب تلبیہ کے درمیان میں دینا جائز ہے، مگر ختم کر کے جواب دینا بہتر ہے۔

مسئلہ: فرض نماز کے بعد سلام پھیر کر سب سے پہلے تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق (۹ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک) میں فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی اول تکبیر تشریق اور پھر تلبیہ پڑھنا چاہیئے، اگر اول تلبیہ پڑھ لیا، تو تکبیر ساقط ہوگی، تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے ،باقی ایام تشریق میں صرف تکبیر کہی جائے۔

تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

مسئلہ: اگر مسبوق جس کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ چھوٹ جائیں، امام کے ساتھ تلبیہ کہہ لے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: تلبیہ کی کثرت مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر چند آدمی ساتھ ہوں، تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں علٰحدہ علٰحدہ کہیں۔

مسئلہ: تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے ،لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ: مسجد حرام، منیٰ ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھے ،لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھے۔

مسئلہ: طواف اور سعی میں تلبیہ نہ پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: تلبیہ کے بعد اور الفاظ کی زیادتی کرنا مستحب ہے ،لیکن درمیان میں زیادتی نہ کی جائے، بلکہ بعد میں کی جائے، مثلاً یہ الفاظ پڑھے:

لَبَّیْكَ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَبَّیْكَ ،یا: لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْكَ وَالرَّغْبٰی اِلَیْكَ

مسئلہ: تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جب کوئی عجیب چیز نظر آئے تو یہ کہے: لَبَّیْکَ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ

مسئلہ: عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ: تلبیہ حج میں رمی کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے ،جب دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبیٰ (بڑے شیطان) کی رمی شروع کرے، تو تلبیہ روک دے، اس کے بعد نہ پڑھے اور عمرہ میں طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔

مسائل غسل

احرام کے لئے غسل مسنون ہے، یہ غسل محض صفائی کے لئے ہے، اس لئے حائضہ اور نفساء اور بچہ کے لئے بھی مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر احرام کے لئے غسل کیا اور پھر احرام باندھنے سے پہلے وضو ٹوٹ گیا، تو غسل کی فضیلت حاصل نہ ہوگی، بعض علماء کے نزدیک حاصل ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر غسل نہ کرسکے، تو وضو کر لے بلا غسل اور وضو کے احرام باندھنا جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر پانی نہ ہو، تو احرام کے لئے غسل کی نیت سے تیمم کرنا مشروع نہیں، ہاں اگر نماز پڑھنی ہے اور پانی نہیں ہے، تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے۔

مسائل لباس

مسئلہ: احرام کی چادر اتنی لمبی ہو، کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور تہہ بند لنگی اتنی ہو، کہ ستر اچھی طرح چھپ جائے۔

مسئلہ: احرام میں کرتا، پاجامہ، اچکن، صدری، بنیان وغیرہ پہننا منع ہے، جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو، اس کو پہننا احرام میں جائز نہیں۔

مسئلہ: چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہے، تو جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ: احرام کا کپڑا سفید ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: کمبل، لحاف، رضائی وغیرہ احرام میں اوڑھنا جائز ہے(لیکن سر اور چہرے کو نہ ڈھکے)۔

مسئلہ: ایک کپڑا بھی احرام میں کافی ہے اور دو سے زائد بھی جائز ہیں، رنگین بھی جائز ہے، لیکن کسم ایک قسم کی خوشبودار گھاس یا زعفران میں رنگا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ: عورت کے لئے احرام کا کوئی خاص لباس مخصوص نہیں، نہ ہی کوئی رنگ مخصوص ہے،البتہ زیب و زینت والا لباس نہ ہو۔

نماز احرام

مسئلہ: دو رکعت نفل احرام کی نیت سے ایسے وقت میں پڑھنا مسنون ہے، کہ وقت مکر وہ نہ ہو۔
مسئلہ: فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کر لی، تو یہ بھی کافی ہے، لیکن مستقل دو نفل پڑھنا افضل ہے۔
مسئلہ: جس میقات سے احرام باندھنا ہے، اگر اس جگہ کوئی مسجد ہے، تو اس میں نماز پڑھ کر احرام باندھنا مستحب ہے۔
مسئلہ: احرام بلا نماز کے باندھنا جائز ہے ،لیکن مکروہ ہے، اگر مکروہ وقت ہے، تو پھر بلا نماز مکروہ نہیں۔
مسئلہ: عورت کو حیض اور نفاس میں چونکہ نماز پڑھنی نا جائز ہے، اس لئے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر ،نیت کر کے، تلبیہ پڑھ لینا چاہیے ،نماز نہ پڑھے۔
مسئلہ: احرام کے نفل سر ڈھانک کر پڑھنے چاہئیں اور نماز میں اضطباع (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) بھی نہ کیا جائے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے، احرام کے نفل کے بعد جب احرام کی نیت کرے، تو اب نمازیں سر کھول کر پڑھی جائیں گی ،جب تک احرام رہے گا، احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔

نابالغ اور مجنون کا احرام

مسئلہ: اگر نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھدار ہے، تو وہ خود احرام باندھے اور افعال حج ادا کرے اور مثل بالغ کے سب افعال کرے ،اگر نا سمجھ اور چھوٹا بچہ ہے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے۔
مسئلہ: چھوٹا بچہ(نا سمجھ) اگر خود افعال ادا کرے ،یا خود احرام باندھے، تو یہ افعال اور احرام صحیح نہیں ہوں گے، البتہ سمجھدار بچہ اگر خود احرام باندھے اور افعال خود ادا کرے تو صحیح ہوجائیں گے۔
مسئلہ: سمجھدار بچہ کی طرف سے ولی احرام نہیں باندھ سکتا۔
مسئلہ: بچہ سمجھدار جو افعال خود کر سکتا ہو، خود کرے اور اگر خود نہ کرسکے تو اس کا ولی کر دے، البتہ طواف کے بعد واجب ہونے والی دو رکعتیں بچہ خود پڑھے، ولی نہ پڑھے۔
مسئلہ: سمجھدار بچہ خود طواف کرے اور نا سمجھ کو ولی گود میں لے کر طواف کرائے ،یہی حکم وقوف عرفات اور سعی اور رمی وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ:ولی کو چاہیئے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے، لیکن اگر کوئی فعل ممنوع بچہ کر لے گا، تو اس کی جزاء واجب نہ ہوگی ،نہ بچہ پر اور نہ ولی پر۔

مسئلہ:جب بچہ کی طرف سے احرام باندھا جائے، تو اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار دیئے جائیں اورچادر اور لنگی اس کو پہنا دی جائے۔

مسئلہ:بچہ پر حج فرض نہیں ہے اس لئے یہ حج نفل ہوگا۔

مسئلہ:بچہ کا احرام لازم نہیں ہوتا ،اگر تمام افعال چھوڑ دے ،یا بعض چھوڑ دے ،تو اس پر کوئی جزاء اور قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ:رشتہ کے اعتبار سے جو ولی سب سے قریب ہو وہ بچہ کی طرف احرام باندھے، مثلاً باپ اور بھائی دونوں ساتھ ہیں، تو باپ کو احرام باندھنا اولیٰ ہے، بھائی وغیرہ باندھ لے گا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ:مجنون کا حکم تمام احکام میں مثل نا سمجھ بچہ کے ہے، لیکن اگر کوئی شخص احرام کے بعد مجنون ہوا ہے، تو ممنوعات احرام کے ارتکاب سے اس پر جزاء لازم ہونے میں اختلاف ہے، احتیاطاً جزاء دیدے، تو اچھا ہے، حج اس کا بلا خلاف صحیح ہو جائے گا اور اگر احرام سے پہلے سے مجنون تھا اور اس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا اور پھر وہ ہوش میں آگیا ،تو اگر اس نے ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ خود احرام باندھ کر افعال حج ادا کرلئے، تو حج فرض ادا ہو گیا۔

عورت کا احرام

مسئلہ: عورت کا احرام مثل مرد کے احرام کے ہے، فرق صرف یہہے،کہ عورت کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔

مسئلہ:عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا منع ہے، اس لئے کوئی چیز پیشانی کے اوپر ایسی طرح لگا کر کپڑا ڈالے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔(آج کل بازار میں اس قسم کے نقاب دستیاب ہیں جن سے پردہ بھی ہو جاتا ہے اور کپڑا بھی چہرے کو نہیں لگتا)۔

مسئلہ: عورت کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہیں، خواہ رنگین ہوں لیکن زعفران اور کسم (خوشبودار گھاس) کا رنگا ہوا نہ ہو، اگر اس سے رنگا ہوا ہوگا، تو اتنا دھوئے کہ خوشبو نہ آئے۔

مسئلہ:عورت کو احرام میں زیور، موزے اور دستانے پہننے جائز ہیں ،مگر نہ پہننا بہتر ہے۔

مسئلہ:عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے ،صرف اس قدر زور سے پڑھے کہ خود سن لے۔
مسئلہ:عورت طواف میں اضطباع (چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) اور رمل (سینہ نکال کر اکڑ چلنا) کبھی نہ کرے اور سعی میں میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر بھی نہ چلے ،اپنی چال سے چلے اور جس وقت ہجوم ہوصفا اور مروہ پر بھی نہ چڑھے، اسی طرح مردوں کے ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ بھی نہ دے اور اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے، بلکہ دور ہی سے اشارے سے استلام کرے اور طواف کی دو رکعت بھی مقام ابراہیم میں مردوں کے ہجوم کے وقت نہ پڑھے۔
مسئلہ:عورت کو بالوں کا منڈا نا منع ہے، اس لئے احرام کھولنے کے وقت ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پورے کے برابر خود کاٹ دے، کسی اجنبی شخص سے کٹوانا حرام ہے، منڈائے نہیں اور ایک انگلی کے ایک پور سے کچھ زیادہ کاٹے، تا کہ اکثر حصہ سر کے بالوں کا کٹ جائے۔
مسئلہ:عورت کو حیض میں‌حج کے تمام افعال کرنے جائز ہیں ،صرف طواف کرنا منع ہے، اگر احرام سے پہلے حیض آجائے، تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے، مگر طواف اور سعی نہ کرے۔
مسئلہ:حیض کی وجہ سے طواف زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہوگیا ،تو دم واجب نہ ہوگا۔
مسئلہ: اگر واپسی کے وقت حیض آگیا اور طواف و داع نہ کر سکی، تو بھی دم واجب نہ ہوگا، لیکن پاک ہونے کے بعد طواف و داع کر کے واپس جانا بہتر ہے۔

ممنوعات احرام

یعنی وہ چیزیں جو احرام کی حالت میں منع ہے۔
مسئلہ: احرام کے بعد جماع (یعنی ہم بستری) کا ذکر عورتوں کے سامنے کرنا، یا جماع کے اسباب جیسے بوسہ لینا ، شہوت سے چھونا منع ہے۔
مسئلہ:احرام کی حالت میں کوئی گناہ کا کام کرنا، خاص طور سے منع ہے، اگرچہ بلا احرام بھی نا جائز ہے۔
مسئلہ:ساتھیوں کے ساتھ یا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا منع ہے۔
مسئلہ:خشکی کے جانور کا شکار کرنا،یا کسی شکاری کو بتانا اور اشارہ کرنا منع ہے، شکاری کی مدد کرنا جیسے تیز تلوار، لکڑی ، چھڑی، چاقو دینا بھی منع ہے ،دریائی شکار جائز ہے۔

مسئلہ: خشکی کے شکار کو بھگانا اور اس کا انڈا توڑنا، پر اور بازو اکھاڑنا، انڈایا شکار بیچنا، خریدنا ، شکار کا دودھ نکالنا، اس کے انڈے یا گوشت کو بھوننا، پکانا، جوں مارنا، یا دھوپ میں ڈالنا، یا کپڑے کو جوں مارنے کے لئے دھونا ،یا دھوپ میں ڈالنا، یا کسی دوسرے سے جوں مروانا، یا مارنے کے لئے اشارہ کرنا، خضاب لگانا، تلبید یعنی بالوں کو گوند وغیرہ سے ایسے طور سے جمانا ،کہ بال چھپ جائیں منع ہے، اگر بال نہ چھپیں تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبو لگانی، ناخن اور بال کاٹنے، کٹوانے، سر یا منہ کو ڈھانکنا خواہ سارا یا تھوڑا منع ہے۔

مسئلہ: سلے ہوئے کپڑے جیسے کرتا، پاجامہ، ٹوپی، عمامہ، اچکن،کوٹ، دستانے ،موزہ وغیرہ پہننا بھی منع ہیں۔

مسئلہ: (مرد کے لئے)اگر جوتا نہ ہوتو موزوں کو کاٹ کر جوتے کی طرح بناکر پہننا جائز ہے، لیکن اتنا کاٹنا ضروری ہے، کہ پیر کے بیچ میں جو ہڈی اٹھی ہوئی ہوتی ہے، وہ کھل جائے۔

مسئلہ: مرد کے لئے ایسا جوتا پہننا بھی منع ہے، جس میں پائوں کی بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔

مسئلہ: کرتا وغیرہ کو چادر کی طرح اوڑھنا جائز ہے، مگر اس سے بھی بچنابہتر ہے۔

مسئلہ: سر اور منہ پر پٹی باندھنا منع ہے، اگر ایک دن اور ایک رات باندھی جائے گی ،اگرچہ بیماری کی وجہ سے ہو، تو صدقہ واجب ہو گا۔

مسئلہ: زعفران اور کسم اور خوشبودار چیز سے رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، ہاں اگر دھلا ہوا ہو اور خوشبونہ آتی ہو، تو جائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص احرام کی حالت میں مرجائے ،اس کی تجہیز و تکفین مثل غیر محرم کے کی جائے، اس کا سر ڈھانکا جائے، کافور اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔

مکروہات احرام

مسئلہ: بدن سے میل دور کرنا، سر یا داڑھی اور بدن کو بغیر خوشبو والے صابون وغیرہ سے دھونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: سریا داڑھی میں کنگھی کرنا، سر یا داڑھی کو ایسی طرح کھجانا ،کہ بال یا جوں گرنے کا خوف ہو مکروہ ہے، ایسے آہستہ کھجلانا کہ بال اور جوں نہ گرے جائز ہے۔

مسئلہ: داڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے، اگر کرے، تو ایسی طرح کرے کہ بال نہ گریں۔

مسئلہ: تہہ بند (لنگی) کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے، اگر کسی نے ستر عورت کی حفاظت کی وجہ سے سی لیا، تو دم واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ: چادر میں گرہ دیکر گردن پر باندھنا، چادر اور تہہ بند (لنگی) میں گرہ لگانا، یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا، دھاگے یا رسی سے باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبو کو چھونا، یا سونگھنا، خوشبو والے کی دوکان پر خوشبو سونگھنے کے لئے بیٹھنا ،خوشبودار میوہ اور خوشبو دار گھاس کو سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے، اگر بلا ارادہ خوشبو آجائے ،تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: سر اور منہ کے علاوہ اور بدن پر بلا وجہ کے پٹی باندہنا مکروہ ہے، اگر ضرورت ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کعبہ کے پردہ کے نیچے اس طرح کھڑے ہونا، کہ منہ کو یا سر کو لگے، مکروہ ہے، اگر سر یا چہرے کو نہ لگے تو جائز ہے۔

مسئلہ: لنگی میں نیفہ موڑ کر کمر بند ڈال کر باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ناک، ٹھوڑی، رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے، ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ: تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: خوشبودار کھانا(بغیر پکاہوا) مکروہ ہے، پکا ہوا خوشبودار کھانا مکروہ نہیں۔

مسئلہ: اپنی بیوی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: چوغہ اور قبہ وغیرہ کو صرف کندھوں پر ڈالنا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے ہوں۔

مسئلہ: احرام باندھنے کے بعد دھونی دیا ہوا کپڑا پہنا مکروہ ہے۔

مباحات احرام

مسئلہ: ضرورت کیلئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے اور غبار دور کرنے کے لیے ،پانی چاہے ٹھنڈا ہویا گرم، غسل کرنا جائز ہے، لیکن میل دورنہ کرے، غوطہ لگانا، حمام میں داخل ہونا، کپڑا پاک کرنا، انگوٹھی پہننا،گھڑی پہننا، ہتھیار باندھنا، دشمن سے شریعت کے حکم کے موافق جنگ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ہمیانی اور پیٹی (بیلٹ)لنگی کے اوپر یا نیچے باندھنا جائز ہے، چاہے اس میں اپنا روپیہ ہو، یا کسی دوسرے کا۔

مسئلہ: گھر اور خیمے کا اندر داخل ہونا، چھتری لگانا اور کسی سایہ دار چیز کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔

مسئلہ: آئینہ دیکھنا ،مسواک کرنا، دانت اکھاڑنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کا کاٹنا، بلا بال دور کئے حجامہ کروانا، بلا خوشبو دار سرمہ لگانا، ختنہ کرنا، آبلہ کو توڑنا، ٹوٹے ہوئے عضوپر پٹی باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ: انجکشن اور ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

مسئلہ: تہہ بند (لنگی) میں روپیہ یا گھڑی کے لئے جیب لگانا جائز ہے۔

مسئلہ: سر اور منہ کے علاوہ سارے بدن کو ڈھانپنا، کان گردن، پیروں کو چادر، رومال وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو داڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہے، اس کو ڈھانپنا جائز ہے۔

مسئلہ: دیگ، طباق، رکابی، چارپائی، سبزی وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا، جس کو حلال شخص نے حل میں شکار کیا ہو اور اسی نے ذبح کیا ہو، محرم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہوجائز ہے، اونٹ، گائے، بکری، مرغی، گھریلو بطخ کو ذبح کرنا اور گوشت کھانا بھی جائز ہے اور جنگلی بطخ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: موذی جانوروں کا مارنا جائز ہے، جیسے سانپ، بچھو، پسو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، کھٹمل، چیل، مکھی، مردار خور کوّا وغیرہ۔

مسئلہ: بلا الائچی اور لونگ اور خوشبودار تمباکو کے پان کھانا جائز ہے اور لونگ الائچی اور خوشبودار تمباکو ڈال کر کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبودار چیز کھانا مکروہ ہے، اگر کسی نے کھانے میں خوشبو ڈال کر پکالیا اور خوشبو آتی ہے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: ایسا شعر پڑھنا جس میں گناہ کی بات نہ ہو، جائز ہے اور جس میں گناہ کی بات ہونا جائز ہے۔

مسئلہ: بدن کو گھی یا چربی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: داڑھی، سر اور تمام بدن کو اس طرح کھجلانا کہ بال نہ گرے جائز ہے اور اگر زور سے کھجلانے سے بال ٹوٹنے کا اندیشہ نہ ہو، تو پھر زور سے کھجلانا بھی جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے، اگرچہ خون نکل آئے۔

مسئلہ: کپڑوں کی گٹھری اگر خوب بندھی ہوئی ہے، تو اس کا اٹھانا جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ: گھی، تیل، چربی کا کھانا جائز ہے۔

مسئلہ: زخم یا ہاتھ پاؤں کی پھٹن میں تیل لگانا جائز ہے، بشرطیکہ خوشبو والا نہ ہو۔

مسئلہ: مسائل اور دینی امور میں گفتگو اور مباحثہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: احرام کی حالت میں اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا جائز ہے، لیکن صحبت کرنا جائز نہیں۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

مسئلہ: جب مکہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ بِھَا قَرَارًا وَّارۡزُقۡنِیۡ فِیۡھَا رِزۡقًا حَلَالًا

اے اللہ میرے لئے مکہ مکرمہ میں ٹھکانہ کر دے اور حلال روزی دے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوا، ادب اور تعظیم کرتا ہوا داخل ہو اور داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ وَاَنَا عَبۡدُكَ جِئۡتُ لِاُؤَدِّیَ فَرِیۡضَتَكَ وَاَطۡلُبَ رَحۡمَتَكَ وَاَلۡتَمِسَ رِضَاكَ مُتَّبِعًا لِاَمۡرِكَ رَاضِیًا بِقَضَائِكَ اَسۡئَلُكَ مَسۡئَلَةَ الۡمُضۡطَرِّیۡنَ اِلَیۡكَ الۡمُشۡفِقِیۡنَ مِنۡ عَذَابِكَ الۡخَائِفِیۡنَ مِنۡ عِقَابِكَ اَنۡ تَسۡتَقۡبِلَنِی الۡیَوۡمَ بِعَفۡوِكَ وَتَحۡفَظَنِیۡ بِرَحۡمَتِكَ وَتَجَاوَزَ عَنِّیۡ بِمَغۡفِرَتِكَ وَتُعِیۡنَنِیۡ عَلٰی اَدَاءِ فَرۡضِكَ اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ وَاَدۡخِلۡنِیۡ فِیۡھَا وَاَعِذۡنِیۡ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں رات اور دن میں جس وقت چاہے داخل ہو، جائز ہے، لیکن دن کو داخل ہونا افضل ہے۔

نوٹ: حدود حرم میں داخل ہونے کے آداب شروع میں بیان ہو چکے ہیں، وہاں دیکھ لئے جائیں۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کے آداب

مسجد حرام:

بیت اللہ کی مسجد کا نام مسجد حرام ہے، بیت اللہ مسجد حرام کے بالکل بیچ میں ہے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے، اگر فوراً ممکن نہ ہو تو اسباب وغیرہ کا بندوبست کر کے اول مسجد میں حاضر ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ: تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہو اور پہلے داہنا پائوں رکھے اور یہ دعا پڑھے اور اعتکاف کی نیت بھی کرلے:

بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ

کہے اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْهٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اے اللہ اس گھر کی شرافت و عظمت و بزرگی اور ہیبت بڑھا، نیز جو اس کی زیارت کرنے والا ہو، اسکی عزت واحترام کرنے والا ہو، اس کی بھی شرافت ،بزرگی اور بھلائی زیادہ کر، اے اللہ آپ کا نام سلام ہے اور آپ ہی کا طرف سے سلامتی مل سکتی ہے، پس ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔

اس کے بعد درود شریف پڑھے اور جو دعا چاہے مانگے ،اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔سب سے زیادہ اہم دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بلا حساب کے جنت مانگے اور اس وقت یہ دعا بھی مستحب ہے:

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الدَّيْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں، اس گھر کے رب کی قرضہ محتاجگی اور تنگدلی اور عذاب قبر سے۔

مسئلہ: بیت اللہ شریف کے دیکھتے وقت کھڑے ہو کر دعا مانگنا مستحب ہے۔

فائدہ: جو دعائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، اگر وہ یاد ہوں، تو ان کا مانگنا افضل ہے ، لیکن اگر وہ دعا یاد نہ ہوں تو جو چاہے دعا مانگے، کسی جگہ کوئی خاص دعا مخصوص نہیں کہ اس کا مانگنا ضروری ہو، جس دعا میں خشوع حاصل ہو وہ مانگے۔

مسئلہ: مسجد حرام میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد نہ پڑھے، اس مسجد کا تحیۃ ،طواف ہے، اس لئے دعا مانگنے کے بعد طواف کرے، البتہ اگر طواف کرنے کی وجہ سے فرض نماز کے قضا ہونے ،یا مستحب وقت نکل جانے ،یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو، تو طواف کی بجائے تحیۃ المسجد پڑھنا چاہئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ: نماز جنازہ، سنت موکدہ، وتر کو طواف تحیۃ سے پہلے پڑھے اور اشراق، تہجد، چاشت وغیرہ کو طواف سے پہلے نہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے فوراً طواف کا ارادہ نہ ہو، تو تحیۃ المسجد پڑھنا چاہیے ،بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ: مسجد حرام میں، بلکہ ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت نفل اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے، اور نفل اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے، اس طرح مسجد میں کھانا، پینا، سونا جائز ہو جائے گا، البتہ دنیا کی باتیں نہ کرے۔

مسئلہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے آگے، طواف کرنے والوں کو گزرنا جائز ہے اور طواف نہ کرنے والوں کو بھی جائز ہے، مگر سجدہ کی جگہ سے نہ گزریں۔

مسجد حرام میں نماز کے ثواب کی زیادتی

مسئلہ: مسجد حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے،البتہ عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: جس طرح کعبہ سے باہر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے ،ایسا ہی کعبہ کے اندر بھی جائز ہے، کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی صورت میں چاروں طرف قبلہ ہے، جدھر کو چاہے نماز پڑھے۔

مسئلہ: کعبہ کے اندرفرض نماز اور نفل پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: کعبہ کی چھت پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے، مگر بلا ضرورت اوپر چڑھنا اور نماز پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ: کعبہ کے اندر تنہا یا جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو ،کیونکہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے، البتہ یہ ضرور شرط ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو، اگر کوئی مقتدی امام کی طرف کو منہ کر کے نماز پڑھے گا، تو نماز ہو جائے گی، مگر اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا، آگے ہونے کی صورت یہ ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اور مقتدی آگے ہو، اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: بیت اللہ کی مسجد میں کعبہ کے چاروں طرف نماز پڑھنی جائز ہے، لیکن بیت اللہ کا سامنے ہونا ضروری ہے، اگر بیت اللہ سامنے نہ ہوگا، تو نماز نہ ہوگی، بیت اللہ سے فاصلہ پر تو بیت اللہ کی سیدھ کافی ہو جاتی ہے، مگر قریب ہونے کی صورت میں ذرا سے فرق سے بھی بعض اوقات استقبال قبلہ نہیں رہتا، اگر قریب کھڑے ہونے کی صورت میں استقبال، عین قبلہ کا نہ ہوگا ،تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: صرف حطیم کا استقبال نماز میں کافی نہیں ہے، بلکہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے، چاہے حطیم بیچ میں آجائے۔

مسئلہ: جب امام بیت اللہ کے باہر کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہو، تو مقتدیوں کو چاروں طرف سے حلقہ بنا کر اس کی اقتداء درست ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے، اس طرف کوئی مقتدی امام سے آگے نہ ہو، یعنی امام اور کعبہ میں جتنا فاصلہ ہے، مقتدی اور کعبہ میں اس سے کم نہ ہو، ورنہ جو شخص بہ نسبت امام کے زیادہ قریب ہوگا، وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا اور اس کی نماز نہ ہوگی، البتہ اور کسی طرف سے اگر کوئی جماعت یا شخص کعبہ کے زیادہ قریب ہو تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، سیر و تفریح میں اس مسجد کی نماز چھوٹ نہ جائے۔

وہ مقامات جہاں بیت اللہ شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

(۱) خانہ کعبہ کے اندر (۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان میں واقع ہے (۵) کعبہ کے دروازے کے پاس بیت اللہ کے سامنے جو گڑھا ہے، جس کو مقام جبرئیل بھی کہتے ہیں (۶) بیت اللہ کے دروازہ کے نزدیک (۷) حطیم خصوصاً میزاب رحمت کے نیچے (۸) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (۹) مصلّٰی آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔

مسئلہ: آج کل عورتیں مردوں کے برابر جماعت میں، یا آگے پیچھے مردوں کے مقابل کھڑی ہو جاتی ہیں ،اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہذا عورتوں کے برابر کھڑا نہ ہو۔

مسئلہ: اگر عورتوں کی صف آگے اور مردوں کی صف عورتوں کی صف کے پیچھے ہو، تو مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: محاذات کی صورت میں نماز کے فاسد ہونے کی چند شرطیں ہیں ،اول عورت کا قابل جماع ہوناچاہے بالغہ ہویا نا بالغہ، دوسرے ،دونوں کا ایک نماز میں شریک ہونا، تیسرے ،درمیان میں حائل یا ایک آدمی کی جگہ خالی نہ ہونا، چوتھے، عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرط پایا جانا، یعنی مجنون اور حیض و نفاس والی نہ ہونا، پانچویں، ایک رکن کی مقدار کم ازکم برابر کھڑے ہو کر نماز میں شریک رہنا، چھٹے، دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں ،یا عورت مرد کی مقتدی ہو، ساتویں، امام کا عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کرنا، اگر نیت نہ کی ہو تو مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی ،عورت کی فاسد ہو جائے گی۔

حرمین شریفین سے متعلق چند ضروری مسائل

(۱)اگر جماعت کی نماز میں عورت مرد کے دائیں بائیں یا آگے کھڑی ہوجائے تو مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے،اس لئے حرم شریف میں نماز شروع کرتے ہوئے احتیاط کریں کہ آس پاس کوئی عورت نہ ہواور باوجود احتیاط کے ،اگر دوران نماز کوئی عورت قریب آکر کھڑی ہوجائے،تو مرد کو چاہئے کہ ایک یا دو قدم آگے بڑھ جائے،ان شاء اللہ نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲)حنفی فقہ کے مطابق عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے،لھذا حرمین شریفین میں عصر کے بعد طواف ،ذکرودعا،درود شریف میں مشغول رہیں۔

(۳)فجر کی سنتوں کا وقت فجر کے فرائض سے پہلے ہے ،اگر خدانخواستہ کسی کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں،تو پھر انھیں فرائض کے فورا بعد ادا نہ کریں،بلکہ سورج طلوع ہوجانے کے بعد جب اشراق کاوقت شروع ہوجائے ،اس وقت ادا کریں۔

(۴)حرمین شریفین کے بعض مقامات پر سلفی علماء کے بیانات ہوتے ہیں اور وہ حضرات اپنے مسلک کے مطابق مسائل بیان کرتے ہیں،جو اکثر حنفی مسلک سے مطابقت نہیں رکھتے،اس لئے ان علماء کے بیانات سننے کی بجائے حنفی علماء سے استفادہ کیا جائے۔

(۵) عام حالات میں عورتوں کیلئے نماز جنازہ نہیں ہے،لیکن حرمین شریفین میں حاضری کے موقعہ پر اگر نماز جنازہ شروع ہوجائے،تو عورتیں شریک ہوسکتی ہیں۔

(٦)بیت اللہ شریف کی طرف پاؤں کرنا ،اس کی طرف تھوکنا،قرآن شریف پر ٹیک لگانا،اسے زمین پر رکھنا،اس کا تکیہ بنانابڑی بے ادبی اور گناہ کی بات ہے،ان سب باتوں سے بچنا ضروری ہے۔

(۷)حنفی فقہ میں دوران نماز آمین آہستہ آواز میں کہی جاتی ہے ،حرمین شریفین میں چونکہ تمام مسالک کے لوگ موجود ہوتے ہیں ،جن میں سے بعض بلند آواز سے آمین کہتے ہیں،ان کی دیکھا دیکھی میں بلند آواز سے اٰمین کہنے کی بجائے اٰمین آہستہ آواز ہی سے کہیں۔

(۸)حنفی فقہ میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز شروع ہونے سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں ہے۔

(۹)عورتوں کیلئے حرمین شریفین جا کر مسجد میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے ،لیکن افضل یہی ہے کہ عورتیں گھر میں نماز پڑھیں۔

(۱۰)مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں،جو گوشت فروخت ہوتا ہے،اگر وہ تازہ ہے،اور وہیں ذبح کیا گیا ہے،یاوہ تازہ تو نہیں،لیکن کسی اسلامی ملک سے درآمد کیا گیا ہے،یااس کے جائز ہونے کی تصدیق کسی مستند مسلمان جماعت نے کردی ہے ایسے گوشت کا استعمال جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا استعمال بھی جائز نہیں۔

طواف کا بیان

طواف کی تعریف:

طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں اور حج کے بیان میں اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف سات مرتبہ گھومنا ہے۔

فضائل طواف:

طواف کی بہت فضیلت ہے اور حدیثوں میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، (جن میں سے) ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں، اور چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطامعاف کر دیتے ہیں اور ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس قدر ہو سکے طواف کرتارہے، یہ نعمت ہمیشہ میسر نہ ہوگی، اکثر اوقات حرم میں گزارے اور بیت اللہ کو دیکھتا رہے، بیت اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

طواف کا طریقہ:

یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجراسود ہے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا ہاتھ(مونڈھا) حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہے، اس کے بعد طواف کی نیت کر کے داہنی طرف کو اتنا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہوجائے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح نماز کے لئے اٹھائے جاتے ہیں (یعنی کانوں کے برابر) اور ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھے:

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کا نام لے کر شروع کرتاہوں وہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تیرے حکم کی تعمیل میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کے ایفا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے لئے اس پتھر کو چھوتا اور چومتا ہوں۔

اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود پر آئے اور دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر بوسہ دے ،لیکن آہستہ بوسہ دے کہ چٹاخے کی آواز پیدا نہ ہو اور بعض کے نزدیک یہ بھی مستحب ہے ،کہ بوسہ دینے کے بعد حجر اسود پر سر رکھے اور اس کے بعد دوسرا بوسہ دے، پھر سر رکھے، پھر تیسرا بوسہ دے اور سر رکھے، اس کے بعد داہنی طرف یعنی بیت اللہ کے دروازے کی طرف کو چلے اور بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے، حطیم اور بیت اللہ کے درمیان سے نہ نکلے، جب طواف کرتا ہوا رکن یمانی (کعبہ کے جنوبی مغربی گوشہ کا نام ہے) پر پہنچے ،تو اس پر پیشانی وغیرہ نہ رکھے، بلکہ اس پر دایاں ہاتھ لگا کر ہاتھ کو بوسہ دے، پھر جب حجر اسود پر آئے، حجر اسود کا استلام کرے جیسا اول مرتبہ کیا تھا، لیکن ہاتھ نہ اٹھائے ہاتھ صرف پہلی دفعہ اٹھائے جاتے ہیں اور حجر اسود تک دوبارہ آنے کو شوط (ایک چکر) کہتے ہیں۔

اسی طرح سات چکر پورے کرے اور ساتویں شوط کے بعد آٹھویں مرتبہ پھر حجر اسود کا استلام کرے بس ایک طواف پورا ہوگیا۔

اگر حجر اسود پر براہ راست بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو حجر اسود کو ہاتھ سے چھو کر ہاتھ پر بوسہ دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو دور سے اشارہ ہی سے استلام کرے۔

اس کے بعد دور رکعت طواف مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھے، پہلی رکعت میں قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا افضل ہے، اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے لیکن دعا آدم علیہ السلام اس مقام پر ماثور ہے، وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

یا اللہ آپ میری ظاہری اور باطنی سب حالتوں سے واقف ہیں، میں عذر کرتا ہوں بس آپ میرے عذر کو قبول فرما لیں اور آپ میری حاجت کو اور جو کچھ میرے دل میں ہے ،جانتے ہیں، پس میرے عذر کو قبول فرما دیں اور میرے قصور کو معاف فرمادیں، یا ارحم الرّاحمین مجھ کو ایسا ایمان عطا فرما جو میرے دل میں جم جائے اور ایسا یقین

عنایت فرما کہ میں آپ کے سوا کسی کی کچھ پرواہ نہ کروں اور ایسی اچھی عادت عطا فرما کہ آپ کی دی ہوئی چیز پر خوش ہو جاؤں۔

پھر دو گانہ طواف پڑھ کر مستحب ہے کہ آبِ زمزم پیئے اور دُعا مانگے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے،

پھر وہاں سے آکر حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار (اس کو ملتزم کہتے ہیں) کو لپٹ کر دعا کرے کہ یہ بھی مقبولیت دعا کا مقام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے بعد اول ملتزم پر آئے اور پھر دوگانہ پڑھے ،پھر زمزم پر جائے۔

نوٹ: (۱) طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہو تو طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع (یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور داہنا کندھا کھلا رہنے دے) بھی کرے اور تمام طواف میں باقی رکھے اور اول کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا) بھی کرے۔

(۲) طواف کے شروع میں تکبیر سے پہلے اور حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہاتھ اُٹھائے۔

(۳) جب دوگانہ طواف پڑھے تو کندھے ڈھانک کر پڑھے، اضطباع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔

(۴) طواف کی نیت اس طرح کھڑے ہو کر کرنی چاہیئے کہ داہنا کندھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو۔

ارکان طواف

طواف کے تین رکن ہیں:

(۱) طواف کے اکثر چکر پورے کرنا۔

(۲) بیت اللہ کے باہر مسجد حرام کے اندر طواف کرنا۔

(۳) خود طواف کرنا گو کسی چیز پر سوار ہو کر کرے، مگر بے ہوش اس سے مستثنیٰ ہے، اس کی طرف سے دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے، جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

شرائط طواف

طواف کی چھ شرطیں ہیں، تین تو صرف حج کے طوافوں کے لئے ہیں اور تین سب طوافوں کے لئے،

(۱)خاص وقت۔

(۲)طواف زیارت سے پہلے احرام کا ہونا۔

(۳) طواف زیارت سے پہلے وقوف عرفہ کا ہونا۔

مذکورہ بالاتینوں شرائط حج کے طوافوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور

(۴) اسلام۔

(۵) نیت۔

(۶) مسجد کے اندر طواف کا ہونا۔

یہ سب طوافوں کے لئے شرط ہیں۔

مسئلہ: طواف کیلئے نیت شرط ہے، بلا نیت کے اگر کوئی شخص بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگائے گا ،تو طواف نہ ہو گا۔

مسئلہ:اگر کسی کو بیت اللہ کی خبر نہیں تھی، کہ یہ بیت اللہ ہے اور سات چکر لگالے تو یہ طواف نہ ہو گا۔

مسئلہ:صرف طواف کی نیت طواف کے صحیح ہونے کیلئے کافی ہے ،خاص طور سے متعین کرنا کہ فلاں طواف کرتا ہوں، شرط نہیں ،تعین کرنا صرف مستحب ،یا مسنون ہے، اگر کسی شخص پر خاص وقت میں کوئی طواف واجب تھا اور اس نے اس کی تعیین کر کے، یا بلا تعیین کے اس وقت میں طواف کر لیا، تو وہ طواف کافی ہوجائے گا۔

واجبات طواف

واجبات طواف آٹھ ہیں۔

(۱) طہارت یعنی حدث اصغر اور اکبر دونوں سے پاک ہونا۔

(۲) ستر کا چھپانا۔

(۳) جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیدل طواف کرنا۔

(۴)اپنی داہنی جانب سے یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف کو چلنا، داہنی طرف سے طواف شروع کرنا۔

(۵) حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔

(۶) حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا۔

(۷) پورا طواف کرنا، یعنی اکثر طواف تو رکن ہے اور اکثر سے زیادہ واجب ہے۔

(۸) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

واجبات کا حکم

واجب کا حکم یہ ہے، کہ اگر کسی واجب کو ترک کرے گا ،تو طواف کو دوبارہ کرنا واجب ہوگا، اگر دوبارہ نہ کیا تو اس کی جزا واجب ہوگی ،جس کا بیان جنایات میں آئے گا۔

سنن طواف

(۱) حجر اسود کا استلام۔

(۲) اضطباع۔

(۳) اول کے تین چکروں میں رمل کرنا۔

(۴) اخیر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا ،بلکہ اطمینان سے چلنا۔

(۵) سعی اور طواف کے درمیان استلام کرنا (اضطباع، رمل اورطواف اور سعی کے درمیان استلام اس طواف میں سنت ہے، جس طواف کے بعد سعی کرنی ہواور جس طواف کے بعد سعی نہ کرنی ہو، اس میں یہ تینوں سنت نہیں ہیں)۔

(۶) حجر اسود کے مقابل کھڑے ہو کر تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے اٹھانا۔

(۷) حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا (یہ اکثر کے نزدیک سنت ہے اور بعض واجب کہتے ہیں)۔

(۸) ابتدائے طواف میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا۔

(۹) تمام چکر پے در پے کرنا۔

(۱۰) بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقی سے پاک ہونا۔

مستحبات طواف

(۱) طواف کو حجر اسود کی داہنی جانب سے اس طرح شروع کرنا کہ طواف کرنے والے کا پورا بدن حجر اسود کے سامنے گزرتے ہوئے محاذی ہو کر گزرے۔

(۲) حجر اسود پر تین مرتبہ بوسہ دینا اور تین مرتبہ اس پر سر رکھنا۔

(۳) طواف کرتے ہوئے دعاؤں کا مانگنا۔

(۴) مرد کو بیت اللہ کے قریب ہو کر طواف کرنا، بشرطیکہ ہجوم اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(۵) عورت کو رات میں طواف کرنا۔

(۶) اگر طواف بیچ میں چھوڑ دیا ہو، یا طریق مکروہ پر کیا ہو، تو اس کو شروع سے کرنا۔

(۷) مباح گفتگو کا ترک کرنا۔

(۸)جو چیز خشوع میں مخل ہو اس کو نہ کرنا۔

(۹) دُعا اور اذکار کو طواف میں آہستہ پڑھنا۔

(۱۰) رکن یمانی (مغربی جنوبی گوشہ) کا استلام کرنا۔

(۱۱) جو چیزیں دل کو مشغول کرنے والی ہوں اس سے نظر بچانا۔

مباحات طواف

طواف میں یہ چیزیں جائز ہیں۔

(۱) سلام کرنا۔

(۲) چھینک آنے پر الحمدللہ کہنا۔

(۳) مسائل شرعیہ بتانا اور دریافت کرنا۔

(۴) کسی ضرورت سے کلام کرنا۔

(۵) کچھ پینا۔

(۶) دعاؤں کا ترک کرنا۔

(۷)اچھا شعر پڑھنا اور کہنا۔

(۸) پاک جوتے وغیرہ پہن کر طواف کرنا۔
(۹) کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔
(۱۰) دل دل میں قرآن پڑھنا۔

محرمات طواف

یہ چیزیں طواف کرنے والے کے لئے حرام ہیں۔
(۱) جنابت (ناپاکی) یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا۔
(۲) بلاعذر کسی کے اوپر چڑھ کر اور سوار ہو کر طواف کرنا۔
(۳) بے وضو طواف کرنا۔
(۴) بلا عذر گھٹنوں کے بل یا الٹاہو کر طواف کرنا۔
(۵)طواف کرتے ہوئے حطیم کے بیچ سے نکلنا۔
(۶) طواف کا کوئی چکر یا اس سے کم چھوڑ دینا۔
(۷) حجر اسود کے علاوہ اور کسی جگہ سے طواف شروع کرنا۔
(۸) طواف میں بیت اللہ کی طرف منہ کرنا، البتہ شروع طواف میں حجر اسود کے استقبال کے وقت جائز ہے۔
(۹) طواف میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔

مکروہات طواف

یہ چیزیں طواف میں مکروہ ہیں۔
(۱) فضول اور بے فائدہ بات کرنا۔
(۲) خرید وفروخت کرنا یا اس کی گفتگو کرنا۔
(۳) کوئی ایسا شعر پڑھنا جو حمد وثنا سے خالی ہو اور بعض نے مطلقًا شعر پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔
(۴) دعا یا قرآن بلند آواز سے پڑھنا، جس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تشویش ہو۔
(۵) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

(٦)رمل اوراضطباع کو بلا عذر ترک کرنا (یعنی جس طواف میں اضطباع اور رمل مسنون ہو)۔

(۷) حجر اسود کا استلام چھوڑنا۔

(۸) طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ کرنا۔

(۹) دو طواف اس طرح اکٹھے کرنا کہ دوگانہ طواف بیچ میں نہ پڑھے، لیکن اگر اس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہو تو جائز ہے۔

(۱۰) دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر کے اٹھانا۔

(۱۱) خطبہ اور فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوجانے کے وقت طواف کرنا۔

(۱۲)طواف کے درمیان کھانا کھانا۔

(۱۳) بعض نے پینے کو بھی مکروہ کہا ہے۔

(۱۴)پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت طواف کرنا۔

(۱۵) اسی طرح بھوک اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔

(۱٦) طواف کرتے ہوئے نماز کی طرح ہاتھ باندھنا ،یا کولہے اور گردن پر ہاتھ رکھنا۔

طواف کی اقسام

طواف کی سات قسمیں ہیں:

(۱) طواف قدوم: یعنی مکہ مکرمہ آنے کے وقت کا طواف کرنا، اس کو طواف تحیہ، طواف اللقاء اور طواف الورود بھی کہتے ہیں، یہ اس آفاقی کے لئے سنت ہے ،جو صرف حج یا حج قران کرے اورحج تمتع اور عمرہ کرنے والے کے لئے سنت نہیں، اسی طرح اہل مکہ مکرمہ کے لئے بھی سنت نہیں ہے، ہاں اگر کوئی مکی میقات سے باہر جاکر افراد یا قران کا احرام باندھ کر حج کرے، تو اس کے لئے بھی مسنون ہے اور اس کا اول وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا وقت ہے۔

(۲)طواف زیارت: اس کو طوافِ رکن ، طوافِ حج اور طوافِ فرض بھی کہتے ہیں، یہ حج کا رکن ہے، بلا اس کے حج پورا نہیں ہوتا اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ایامِ نحر یعنی دسویں سے بارھویں تک کرنا واجب ہے، اگر اس کے بعد سعی کرنی ہو، تو اس میں رمل ہوتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اگر احرام کھول کر پہن لئے ہیں،تو اضطباع نہیں ہوتا اور اگر احرام کے کپڑے نہیں اتارے، تو پھر اضطباع بھی

کرنا چاہیئے، اس کے بعد سعی بھی ہوتی ہے، لیکن اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے، تو پھر رمل، اضطباع اور سعی نہ کرے۔

(۳) طواف صدر: یعنی بیت اللہ سے واپسی کا طواف، اس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں، یہ آفاقی پر واجب ہے، مکی پر یا جو آفاقی مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لئے وطن بنائےاس پر واجب نہیں، اس طواف میں رمل واضطباع نہیں کیا جاتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے، یہ تینوں طواف حج کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۴) طواف عمرہ: یہ عمرہ میں رکن اور فرض ہے، اس میں اضطباع اور رمل کرے اور بعد میں سعی کرے۔

(۵) طواف نذر: یہ نذر ماننے والے پر واجب ہوتا ہے۔

(۶) طواف تحیۃ: یہ مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے مستحب ہے ،لیکن اگر کوئی دوسرا طواف کر لیا، تو وہ اس کے قائم مقام ہوجائے گا۔

(۷) طواف نفل: یہ جس وقت جی چاہے کیا جاسکتا ہے۔

مسائل استلام

مسئلہ: استلام ہجوم کی وجہ سے اگر نہ ہوسکتا ہو، تو طواف شروع کر دے اور اشارہ سے استلام کر لے یعنی ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے۔

مسئلہ: حجر اسود کو ہاتھ لگانا اور چومنا اس وقت مسنون ہے ،جب کسی کو تکلیف نہ ہو، کسی مسلمان کو سنت عمل کی وجہ سے تکلیف دینا حرام ہے، اس لئےدھکے دے کر استلام نہ کرے، بلکہ ایسے وقت میں صرف دونوں ہاتھ حجر اسود کو لگائے اور ہاتھوں کو چوم لے اور اگر ایک ہاتھ لگائے، تو داہنا ہاتھ لگائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو کسی لکڑی وغیرہ سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے، اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر وتہلیل کہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ: حجر اسود اور بیت اللہ کی چوکھٹ یعنی دہلیز کے علاوہ بیت اللہ کے اور کسی گوشہ یا دیوار کوبوسہ دینا منع ہے، صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے اور اگر ہاتھ نہ لگا سکے، تو اس کی طرف اشارہ نہ کرے۔

مسئلہ: طواف کرتے ہوئے استلام کے وقت کے علاوہ بیت اللہ کی طرف منہ اور سینہ کرنا منع ہے اور استلام کے وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کر کے پھر سیدھا کھڑا ہو کر طواف کرنا چاہیئے، عام طور پر لوگ استلام کر کے پیچھے ہٹتے ہیں، جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو جانا کافی ہے۔

مسائل نماز طواف

مسئلہ: ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور یہ نماز مقام ابرہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب اور افضل ہے، اس کے بعد اس کے قریب، اس کے بعد کعبہ کے اندر، اس کے بعد حطیم میں میزاب رحمت (پرنالہ بیت اللہ) کے نیچے ،اس کے بعد باقی حطیم میں، اس کے بعد بیت اللہ کے قریب مقام جبرئیل ملتزم وغیرہ میں، اس کے بعد مسجد حرام میں، اس کے بعد حرم میں‌ان مقامات کے علاوہ پڑھنا۔

مسئلہ: طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے میں تاخیر کرنا برا اور مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں یہ نماز نہ پڑھی تو اس کو ادا کرنا واجب ہے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی، تمام عمر میں‌کہیں بھی ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: یہ نماز وقت مکروہ میں نہ پڑھے، مثلاً اگر عصر کے بعد طواف کیا ہے تو مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھے، اگر وقت میں گنجائش ہو تو مغرب کی سنتوں سے طواف کی نماز کو پہلے پڑھے، ورنہ پہلے مغرب کی سنتیں پڑھے،اس کے بعد طوف کی دو رکعت پڑھے۔

مسئلہ: دو گانہ طواف مکروہ وقت میں پڑھنا مکروہ ہے، اگر مکروہ وقت میں پڑھ لی تو دہرانا بہتر ہے۔

مسئلہ: عین طلوع آفتاب یا زوال یا غروب کے وقت اگر طواف کی نماز کسی نے شروع کی، تو اس کا اعتبار نہیں پھر پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی دو گانہ طواف پڑھنا بھول جائے اور دووسرا طواف شروع کر دے، تو اگر ایک چکر پورا کرنے سے پہلے یاد آجائے ،تو طواف کو چھوڑ کر نماز پڑھے اور اگر ایک چکر پورا کرنے کے بعد یاد آئے ،تو طواف کو نہ چھوڑے، طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: طواف کی نماز کا طواف کے بعد متصل پڑھنا مسنون ہے اور تا خیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گزرنے کے بعد پڑھے۔

مسائل رمل

مسئلہ: جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے ،اس میں اول کے تین چکروں میں رمل بھی ہوتا ہے اور جس طواف کے بعد سعی نہیں اس میں رمل نہیں ہوتا، رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی سے چلے اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اور کندھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا چلے۔

مسئلہ: اگر زیادہ ہجوم ہے کہ رمل نہیں کر سکے گا ،تو ہجوم کم ہونے تک طواف کو مؤخر کرے، جب ہجوم کم ہوجائے اس کے بعد طواف رمل کے ساتھ کرے۔

مسئلہ: اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کرسکتا، تو رمل موقوف کر دے اور طواف پورا کر دے۔

مسئلہ: اگر رمل کرنا بھول گیا اور ایک چکر کے بعدیاد آیا تو صرف دو میں رمل کر لے اور اگر اول کے تین چکر کے بعد یاد آئے تو پھر رمل نہ کرے، کیونکہ جس طرح اول کے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے ،اسی طرح اخیر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا بھی سنت ہے۔

مسئلہ: سارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے، لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ: کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کر سکتا تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: رمل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کے قریب چلنا افضل ہے ،لیکن اگر قریب ہو کر رمل نہ کر سکتا ہو تو پھر فاصلہ سے رمل کے ساتھ طواف کرنا افضل ہے ، محض قریب کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو تکلیف دینا گناہ ہے، اسی طرح بلا رمل بھی مرد کو بیت اللہ کے قریب طواف کرنا افضل ہے ،لیکن اگر قریب ہونے میں دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو تو پھر افضل نہیں۔

طواف کے پھیروں میں کمی زیادتی کے مسائل

مسئلہ: اگر جان بوجھ کر کِسی نے آٹھواں چکر بھی کرلیا تو پھر چھ چکراور ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے، گویا اب دو طواف ہوجائیں گے۔

مسئلہ: ساتویں چکر کے بعد وہم یاوسوسہ سے آٹھواں چکر کرلیا ،تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر آٹھواں چکر کیا اور گمان یہ تھا کہ ساتواں ہے ،لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آٹھواں ہے تو پھر دوسرا طواف لازم نہیں۔

مسئلہ: اگر طوافِ رکن میں شک ہوجائے تو اس کا اعادہ کرے اور اگر طواف فرض اور واجب کے پھیروں کی تعداد میں شبہ ہوجائے تو جس پھیرے میں شک ہو اس کو دوبارہ کرلے۔

مسئلہ: طواف سنّت اور نفل میں اگر شک ہو تو غالب گمان کا اعتبار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عادل شخص طواف کرنے والے کے ساتھ ہو اور وہ تعداد پھیروں کی کم بتائے تو اس کے قول پر احتیاطاً عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو عادل شخص بتادیں تو ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

آب زمزم پینے کا طریقہ

آب زمزم پینے کے لئے نماز طواف کے بعد آئے اور بسم اللہ پڑھ کر کھڑے ہوکر، یا بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھ کر پیئے اور خوب ڈٹ کر پیئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ عِلْماً نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاۤءً مِّن كُلِّ دَاۤءٍ

اے اللہ میں آپ سے علم نافع اور رزق واسع اور شِفاء کامل کا طلب گار ہوں۔

اور تین مرتبہ سانس لے کر پیئے اور پھر خدا کی حمد کرے اور سراور منہ پر بھی پانی ملے اور باقی بدن پر بھی ڈالے۔

نوٹ: مریض اور بیہوش کے طواف کا حکم بیہوش کے احرام میں گزر چکا ہے۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ: مریض معذور کو طواف کرانے کے لئے اجرت پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر اٹھانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور معذور بے ہوش نہیں تھا، اُس نے خود طواف کی نیت کرلی تو طواف ہوگیا اور اگر بے ہوش تھا تو طواف نہیں ہوا۔

مسئلہ: طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہوجائے تو طواف فاسد نہیں ہوتا ،نہ مرد کا نہ عورت کا۔

مسئلہ: معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا یا کوئی زخم جاری ہے، اُس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک رہتا ہے ،نماز کا وقت نکلنے کے بعد دوبارہ وضوکرنا ہوتاہے، اس لئے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کرلے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کرسکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر دوران طواف چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کرلے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کرسکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم ہونے کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: طواف کی جگہ بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد کے اندر اندر ہے، چاہے بیت اللہ سے قریب ہو، یا دور اور چاہے ستون وغیرہ کو درمیان میں لے کر طواف کرے، طواف ہوجائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی مسجد کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے، اگرچہ بیت اللہ سے اونچا ہوجائے تب بھی طواف ہوجائے گا۔

مسئلہ: مسجد حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کرے گا تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی طواف میں حطیم کی دیوار پر چڑھ کر طواف کرلے تو طواف ہوجائے گا ،لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ: طواف میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: طواف میں دُعا مانگنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ: طواف میں ناجائز امور سے نہایت اہتمام سے بچنا چاہیئے، لڑکوں اور عورتوں کی طرف نہ دیکھے اور فضول بات بھی نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی کسی مسئلہ سے ناواقف ہوتو اس کو حقیر نہ سمجھے،بلکہ اس کو نرمی سے مسئلہ بتادے۔

مسئلہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرنا اور خوب دھکم دھکا کرنا حرام ہے، عورتوں کو رات یادن کو ایسے وقت میں طواف کرنا چاہیئے کہ مردوں کا ہجوم نہ ہو اور طواف میں مردوں سے جہاں تک ہوسکے علیٰحدہ رہنا چاہیئے۔

مسئلہ: بادشاہ، امراء اور بڑے لوگ جب طواف کے لئے آتے ہیں تو اُن کے خدام اور ملازمین عام مسلمانوں کو روکتے ہیں اور مطاف سے باہر نکال دیتے ہیں ،یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

طواف قدوم کے احکام

مسئلہ: طواف قدوم آفاقی کے لئے جو مفرد یا قارن ہو سنّت ہے اور تمتع کرنےوالے آفاقی کے لئے سنّت نہیں ہے، مکی میقاتی اور حلّی کے لئے بھی مسنون نہیں ہے ،البتہ مکّی وغیرہ اگر میقات سے باہر جاکر مکہ مکرّمہ آئے ،تو اس کے لئے بھی مسنون ہے، جبکہ حج افراد یا حج قران کا احرام باندھے۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوف عرفہ تک ہے، اگر وقوفِ عرفہ کرلیا اور طواف نہیں کیا تو اس کا وقت ختم ہوگیا اور اس کے بعد طوافِ قدوم ساقط ہوگیا۔

مسئلہ: آفاقی شخص اگر سیدھا عرفات چلاجائے اور مکہ ّمکرمہ میں دسویں تاریخ کو، یانویں کو وقوف عرفہ کے بعد آئے تو اس سے طوافِ قدوم ساقط ہوجاتا ہے، اس لئے کہ اس کا وقت وقوف سے پہلے پہلے ہے۔

مسئلہ: کوئی شخص باوجود قدرت اور وقت کے طواف قدوم کو چھوڑ کر عرفات چلا گیا، اس کے بعد خیال آیا کہ طوافِ قدوم مکہ مکرمہ کو واپس آکر کرے ،تو اگر وقوفِ عرفہ کے وقت یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے پہلے واپس آکر طواف کرلیا تو سنت ادا ہوگئی، ورنہ نہیں۔

مسئلہ: طوافِ قدوم کے بعد اگر صفامَروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو،تو اس طواف میں اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرے، ورنہ اضطباع اور رمل نہ کرے۔

مسئلہ: مفرد کے لئے سعی ،طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے اور قارن کے لئے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے اور جو شخص طوافِ زیارت سے پہلے حج کی سعی کرلے، وہ طوافِ زیارت کے بعد سعی نہ کرے۔

مسئلہ: وقوف سے پہلے اگر کسی نے نفلی طواف کرلیا اور طوافِ قددم کی نیت نہیں کی تو بھی طوافِ قدوم ہوگیا، طوافِ قدوم کی خاص طور سے نیت کرلینا ضروری نہیں ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

صفامروہ، یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔

سعی کے معنی ہیں دوڑنا، احکام حج میں صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ سے سات چکر لگانے کا نام سعی ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا طریقہ

جس طواف کے بعد سعی ہو تو طواف سے فارغ ہو کر، حجر اسود کا استلام کرے، جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے اور یہ نواں استلام سعی کرنے والے کے لئے مستحب ہے،استلام کر کے باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر جائے اور صفا کے قریب پڑھے:-

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

جس سے اللہ نے ابتداء کی، میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں۔

اور صفا کی ایک تہائی چڑھائی پر چڑھے ،پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بیت اللہ پر نظر رہے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کندھوں تک اٹھائے ،جیسے دُعا میں اٹھاتے ہیں، اس کے بعد تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور تکبیر وتہلیل بھی بلند آواز سے تین مرتبہ کہے اور آہستہ سے درود شریف پڑھے ،پھر خوب خشوع سے اپنے لئے اور دوسروں کیلئے دُعا مانگے، یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے، اس طرح تکبیر وتہلیل کہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ اَسْئَلُكَ اَنْ لَا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَشَائِخِيْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے دُعا مانگے اور تلبیہ بھی پڑھتا رہے اور دیر تک ٹھہرا رہے، تقریباً پچیس آیات پڑھنے کی مقدار ٹھہرے اور پھر اپنی رفتار سے ذکر کرتا ہوا، دُعا مانگتا ہوا مروہ کی طرف چلے اور درمیان صفاومردہ کے یہ دُعا ماثورہ پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

اے اللہ بخش دے آپ ہی سب سے زیادہ عزّت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے مانگے ،یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے اور جب سبز میل (جو کہ مسجد کے کونے پر لگا ہے) چھ ہاتھ کے فاصلے پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے، مگر متوسط طریقہ سے دوڑے، جب دونوں میلوں سے نکل جائے، تو پھر اپنی چال سے چلنے لگے، یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے اور کشادہ جگہ پر رُک جائے، ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہواور پھر جس طرح صفا پر ذکراور دُعا کی تھی یہاں بھی کرے، یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔

یہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوگیا اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑ کر چلے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کرے، جیسے شروع میں کیا تھا، یہ مردہ سے صفا تک دوپھیرے ہوگئے، اسی طرح سات پھیرے کرے ،ساتواں پھیرا مروہ پر پورا ہوگا۔

پھر سعی کے سات پھیرے پورے کرنے کے بعد دورکعت نماز نفل مسجد حرام میں پڑھے اور مطاف (یعنی جس جگہ طواف کرتے ہیں) کے کنارے پر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: سعی کرنا واجب ہے اور طواف کے بعد متصل کرنا سنت ہے، فوراً کرنا واجب نہیں، اگر کسی عذریا تھکن کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد نہ کرسکے تو مضائقہ نہیں، بلاعذر تاخیر مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر طواف اور سعی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہوجائے، تب بھی کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: طواف قدوم کے بعد کسی نے سعی نہیں کی اور وقوف عرفہ کرلیا، تواب طواف زیارت سے پہلے وقوف کے بعد سعی کرناجائز نہیں ،بلکہ طواف زیارت کر کے سعی کرے۔

مسئلہ: سعی کے لئے باب الصفا سے نکلنا مستحب ہے ،اگر کسی دوسرے دروازے سے نکلے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: سعی کے شروع کرنے سے پہلے حجراسود کا استلام مسنون ہے۔

مسئلہ: صفا پر ایک تہائی چڑھائی چڑھے، بعض جگہ سے بیت اللہ نظر آنے لگتا ہے،اس سے زیادہ اوپر چڑھنا ،اہل سنت والجماعت کے طریقہ کے خلاف ہے۔

مسئلہ: صفا اور مروہ پر چڑھنا مسنون ہے، اگرچہ بلا چڑھے بیت اللہ نظر آئے۔

مسئلہ: صفا پر چڑھ کر قبلہ روہو کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے ،جس طرح دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

مسئلہ: میلین اخضرین کے درمیان زیادہ تیز دوڑنا مسنون نہیں، بلکہ متوسط طریقہ سے اتنا تیز چلنا چاہیئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔

مسئلہ: مروہ پر بھی زیادہ اوپر چڑھنا منع ہے، کشادہ جگہ تک چڑھے۔

مسئلہ: سعی کے سات چکر ہیں اور صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دوسرا، اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔

مسئلہ: سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: میلین کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔

مسئلہ: میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا، یا تمام سعی میں جھپٹ کر چلنا برا ہے، لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: حج کی سعی اگر طواف قدوم کے بعد طواف زیارت سے پہلے کرے ،تو سعی میں تلبیہ پڑھے اور عمرہ کی سعی میں تلبیہ نہ پڑھے، تمتع کرنے والا بھی تلبیہ نہ پڑھے، کیونکہ عمرہ کرنے والے اور تمتع کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے اور حج کرنے والے کا رمی شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان تیزی سے نہ چل سکتا ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار کرے ورنہ مثل تیز چلنے والوں کے حرکت کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی سواری پر سوار ہو کر سعی کرے تو میلین کے درمیان اس کو بھی تیز چلائے ، بشرطیکہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ: اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں کچھ شک ہو تو کم کا اعتبار کر کے پُورا کرے اور اگر کوئی ثقہ اور عادل شخص تعداد کم بتاتا ہے، تو اس کے قول پر عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دوثقہ عادل شخص کم بتاتے ہیں ، تو ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

رکن سعی

سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان ہونا رکن ہے، اگر ان دونوں کے درمیان میں سعی نہیں کی بلکہ ادھر ادھر کی تو سعی نہ ہوگی۔

شرائط سعی

سعی کی ۶ شرطیں ہیں:

(۱)خود سعی کرنا اگرچہ کسی کے اوپر چڑھ کے، یا کسی سواری پر سوار ہو کر کرے، سعی میں نیابت جائز نہیں،مگر یہ کہ احرام سے پہلے کوئی شخص بے ہوش ہوگیا، تو اس کی طرف سے دوسرا شخص سعی کرسکتا ہے ،بشرطیکہ سعی کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ سعی پُورا طواف، یا اکثر طواف کرنے کے بعد ہو، خواہ طواف نفل ہی ہواور خواہ طواف بحالت پاکی کیا ہو،یاناپاکی، اگر کوئی شخص طواف سے پہلے،یاطواف کے چار پھیرے کرنے سے قبل سعی کرے گا تو سعی نہ ہوگی اور اگر طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد کرے گا تو صحیح ہوجائے گی۔

(۳) تیسری شرط:احرام حج یا عمرہ کا سعی پر مقدم ہونا، اگر کوئی شخص احرام سے پہلے سعی کرے گا تو صحیح نہ ہوگی، اگرچہ طواف کے بعد ہو اور احرام کا باقی رہنا سعی تک ضروری نہیں ،بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حج کی سعی کرتا ہے (خواہ قارن ہو یا متمتع یا مفرد) اور وقوف عرفہ سے پہلے کرتا ہے تو احرام کا ہونا سعی کے وقت شرط ہے اور اگر وقوف کے بعد سعی کرتا ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں ،بلکہ احرام کا نہ ہونا مسنون ہے اور اگر سعی عمرہ کی ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں مگر واجب ہے، اگر طواف کے بعد حلق کر کے سعی کرے گاتو دم واجب ہوگا اور سعی صحیح ہوجائے گی۔

(۴) چوتھی شرط:صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرناہے،اگر مروہ سے کسی نے ابتدا کی تو یہ پھیرا شمار نہ ہوگا ،بلکہ صفا سے لوٹ کرآئے گا تو سعی شروع ہوگی اور سات چکر اس پھیرے کے علاوہ کرنے ہوں گے، جو مروہ سے شروع کیا تھا۔

(۵) پانچویں شرط:اکثر حصہ (یعنی سات پھیروں میں سے اکثر پھیرے) سعی کا کرنا، اگر اکثر حصّہ نہیں کیا تو سعی نہ ہوگی۔

(۶) چھٹی شرط:سعی کے وقت میں سعی کرنا، یہ حج کی سعی کی شرط ہے، عمرہ کی سعی کی شرط نہیں، البتہ قارن یا متمتع عمرہ کرے تو اس کے عمرہ کی سعی کے لئے بھی وقت شرط ہے اور حج کی سعی کا وقت حج کے مہینوں کا شروع ہوجانا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور حج کے مہینوں سے پہلے سعی کرلی تو سعی صحیح نہ ہوگی، کیونکہ ابھی حج کے مہینے شروع نہیں ہوئے اور اگر حج کے مہینوں کے ختم ہونے کے بعد کی مثلاً ایام نحر گزرنے پر طواف زیارت کے بعد سعی کی تو صحیح ہوجائے گی۔

مسئلہ: سعی کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط نہیں اور نہ سعی کے چکروں میں آپس میں اتصال اور پے درپے ہونا شرط ہے، بلکہ سنّت ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے متفرق طور سے سعی کی مثلاً ایک چکر روز کرلیا اور سات روز میں سعی پوری کرلی تو سعی ہوجائے گی، لیکن اگر بلاعذر ایسا کیا تو از سرنو کرنا مستحب ہے۔

واجبات سعی

(۱) سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا، جو جنابت اور حیض سے پاک ہونے کی حالت میں کیا ہو۔

(۲) سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

(۳) پیدل سعی کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو، اگر بلاعذر کے کوئی شخص سوار ہو کر سعی کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

(۴) سات پھیرے پورے کرنا، یعنی چار پھیرے تو فرض ہیں اور اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں، اگر کسی نے تین پھیرے چھوڑ دیئے تو سعی ہوجائے گی، لیکن ہر پھیرے کے بدلہ میں نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت صدقۂ واجب ہوگا۔

(۵) عمرہ کی سعی میں، عمرہ کا احرام اخیر سعی تک باقی رہنا۔

(٦) صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی، یعنی کے اوپر چڑھ کر شروع کرنا اور مروہ کے اوپر تک جانا۔

مسئلہ: سعی کے لئے جنابت اور حیض سے پاک ہونا شرط اور واجب نہیں ہے، خواہ حج کی سعی ہو، یا عمرہ کی البتہ مستحب ہے۔

مسئلہ: آج کل اکثر امراء سواری پر سوار ہو کر بلاعذر سعی کرتے ہیں، ان پر دم واجب ہے اور قصداً بلاعذر ایسا کرنا گناہ ہے، اس کے علاوہ دوسرے سعی کرنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے، اس کا گناہ علیٰحدہ ہے۔

سنن سعی

(۱)حجراسود کا استلام کر کے سعی کے لئے مسجد سے نکلنا۔
(۲)طواف کے بعد فوراً سعی کرنا۔
(۳)صفا اور مروہ پر چڑھنا۔
(۴)صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ روہونا۔
(۵)سعی کے پھیروں کو پے درپے کرنا۔
(۶)جنابت اور حیض سے پاک ہونا۔
(۷) سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا کہ جوپاکی کی حالت میں کیا ہو اور کپڑوں اور بدن اور طواف کی جگہ پر بھی کوئی نجاست نہ ہو اور باوضو بھی کیا ہو۔
(۸)میلین کے درمیان جھپٹ کر چلنا۔
(۹)ستر عورت کا ہونا، گوہر حال میں ستر ڈھانکنا فرض ہے، مگر یہاں اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔

مستحبات سعی

(۱)نیت کرنا۔
(۲)صفا اور مروہ پر دیر تک ٹھہرنا۔
(۳)خشوع اور خضوع سے ذکر اور دعائیں تین تین مرتبہ پڑھنا۔
(۴)سعی کے پھیروں میں اگر بلاعذر زیادہ فاصلہ ہوجائے، یا کسی پھیرے میں کچھ وقفہ ہوجائے تو ازسرنوکرنا، لیکن سعی کو شروع سے کرنا اس وقت مستحب ہے، جبکہ اکثر پھیرے نہ ہوئے ہوں۔
(۵)سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں آکر دورکعت نفل پڑھنا۔

مسئلہ:مروہ پر ان نفلوں کا پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہوجائے، یا نماز جنازہ ہونے لگے، تو سعی کو چھوڑ کر نماز میں شریک ہوجائے اور پھر باقی پھیرے پورے کرلے، اسی طرح اگر کوئی اور عذرپیش آجائے تو باقی پھیرے بعد میں پورے کرسکتا ہے۔

مباحات سعی

جائز کلام کرنا جو مشغول کرنے والا اور خشوع کے منافی نہ ہو اور ایسا کھانا پینا جو سعی کے چکروں میں وقفہ کا سبب نہ ہو، مباح ہے۔

مکروہات سعی

(۱)خرید وفروخت اور بات چیت ایسے طور سے کرنا کہ حضور قلب نہ رہے اور دعا وغیرہ نہ مانگ سکے، یا سعی کے پھیرے پے در پے نہ کر سکے

(۲) صفا اور مروہ پر نہ چڑھنا۔

(۳) سعی کو بلاعذر طواف سے موخر کرنا یا ایام نحر سے موخر کرنا۔

(۴) ستر کھولنا۔

(۵) میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا ،یا پھیروں میں بہت فاصلہ کرنا۔

سعی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کے قیام میں کیا کرنا چاہیئے

مفرد اور قارن جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو جائیں تو اس کو احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں رہنا چاہیئے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے اور متمتع جس وقت عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے تو حلق (بال منڈانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کرائے، اس کے بعد وہ حلال ہوجائے گا، جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس کے لئے منع ہوگئی تھیں اب وہ حلال ہوگئیں اور جب تک دوبارہ احرام نہ باندھے گا حلال رہیں گی اور حج کے لئے آٹھویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہوگا،جس کابیان آگے آرہا ہے۔

مفرد اور قارن اور متمتع کو مکہ مکرمہ کے قیام کو غنیمت سمجھنا چاہیئے، جس قدر ہوسکے نفلی طواف کرتارہے۔

مسئلہ:مفرد اور قارن طواف قدوم اور عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ میں رہتے ہوئے جس وقت چاہے نفل طواف کرے ،البتہ نفل طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہوتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں، لیکن نفلی طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:مفرد اور قارن طوافِ قدوم اور عمرہ کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے ،البتہ طواف کرتے ہوئے نہ پڑھے، مفرد اور قارن اور متمتع (تینوں قسم کے حج کرنے والوں)کا تلبیہ دس ذی الحجہ کوجمرہ عقبہ کی رمی کے وقت ختم ہوتا ہے۔
مسئلہ:سعی نفلی نہیں ہوتی۔
مسئلہ:باہر کے رہنے والوں کے لئے نفلی طواف، نفل نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔

بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا

مسئلہ:بیت اللہ میں اگر داخل ہونے کا موقع مل جائے، تو مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور دعا مانگے اور ننگے پیرداخل ہو، پہلے سیدھا پیررکھے اور نہایت خشوع وخضوع سے داخل ہو، چھت کی طرف کو نظرنہ اٹھائے اور ادھر ادھر بھی نہ دیکھے، یہ بے ادبی ہے اور جس جگہ جناب رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، ہوسکے تو اس جگہ نفل پڑھے، یعنی دروازے سے داخل ہو کر سیدھا چلا جائے، جب مغربی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو اسی جگہ دو یا چار نفل پڑھ کراپنے رخسار کو دیوار پر رکھے اور خدا تعالیٰ کی حمدوثنا کرے اور تہلیل وتکبیر اور درود کے بعد دُعا مانگے۔
مسئلہ:حطیم بھی بیت اللہ کا حصّہ ہے، اگر کسی شخص کو بیت اللہ میں داخِل ہونے کا موقع نہ ملے، تو حطیم میں داخِل ہوجائے۔

خطبات حج

حج میں تین خطبے مسنون ہیں، ایک سات ذی الحجہ کو ظہر کے بعد، دوسرانویں ذی الحجہ کو مسجد نمرہ عرفات میں زوال کے بعد ظہراور عصر کی نمازاکٹھا پڑھنے سے پہلے، تیسرا منیٰ میں گیارہویں ذی الحجہ کو مسجد خیف میں ظہر کے بعد، اگر امام یہ خطبے پڑھے تو اُن کو سُننا چاہیئے،ان خطبوں میں احکام حج بیان کئے جاتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے منیٰ جانا

آٹھویں ذی الحجہ کو متمتع اور اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام باندھنا چاہیئے، اس سے پہلے بھی باندھنا جائز ہے،جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو غسل وغیرہ کر کے دورکعت نماز نفل پڑھ کراحرام کی نیت کرے، احرام باندھنے کا طریقہ احرام کے بیان میں مفصّل مذکورہوچکا ہے، وہاں دیکھیں۔

مسئلہ:متمتع اور مکی کو حج کا احرام آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام میں باندھنا مستحب ہے اور دوسری جگہ بھی حدودحرم کے اندر اندر باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ:قارن کو جدید احرام کی ضرورت نہیں اس کا پہلا احرام باقی ہے۔

مسئلہ:آٹھویں کو احرام باندھنے والا اگر حج کی سعی، طوافِ زیارت سے پہلے کرنا چاہے، تو اس کو چاہیئے کہ ایک نفل طواف اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے اور اس کے بعد سعی کرے، یہ حج کی سعی ہوجائے گی اور پھر دسویں تاریخ کو سعی نہ ہوگی ،مگر افضل یہ ہے کہ سعی طوافِ زیارت کے بعدکرے۔

مسئلہ:آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کو چلے اور اگر آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ سے زوال کے بعد چلا اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھ لی، تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:منیٰ میں آٹھویں تاریخ کو جاکر ظہر، عصر، مغرب، عشاء فجر پانچ نمازیں پڑھنی مستحب ہیں اور رات کو منیٰ ہی میں ٹھہرنا چاہیئے ،مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ ٹھہرنا خلاف سنّت ہے۔

مسئلہ:اگر آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ کو جانا جائز ہے اور اگر زوال تک نہ گیا تو زوال کے بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے، پھر نماز جمعہ سے قبل جانا منع ہے۔

مسئلہ:منیٰ میں بھی جمعہ ،حج کے ایام میں جائز ہے۔

مسئلہ:منیٰ کو جاتے ہوئے اور وہاں کے قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے۔

نوٹ:آٹھویں تاریخ کے قیام میں منیٰ میں کوئی خاص حکم نہیں ہے، صرف قیام اور پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں۔

فائدہ:منیٰ مکہ مکرمہ سے تین میل مشرق کی جانب ہے، اگر کوئی دقت نہ ہو تو پیدل جانے میں سہولت رہتی ہے، آج کل منیٰ میں ٹھہرنے کا انتظام معلم ہی کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

منیٰ سے عرفات کو جانا

مسئلہ:نویں ذی الحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اسفار یعنی خوب اجالے میں پڑھے اور جب سورج نکل آئے تو عرفات کو چلے۔

نوٹ: بہت سے معلم حاجیوں کو صبح صادق سے قبل عرفات بھیجنا شروع کردیتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ:تلبیہ پڑھتا ہوا اور دُعا، درود، ذکر کرتا ہوا، نہایت وقار اور خشوع سے عرفات کو جائے اور جبل رحمت (میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو تسبیح و تہلیل و تکبیر کہے اور دُعا مانگے اور یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ۔

یااللہ میں محض آپ کی رضا کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں، یا اللہ میری توبہ قبول فرمالیجئے اور میری مراد پوری فرمایئے اور میرے لئے ہر طرف سے خیر مقرر کردیجئے، یا اللہ آپ ہر برائی سے پاک ہیں، تمام تعریفوں کے مستحق ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں یا اللہ آپ ہی سب سے بڑے ہیں۔

اس کے بعد تلبیہ پڑھتا ہواعرفات میں داخل ہوجائے۔

مسئلہ:نویں ذی الحجہ سے پہلے یا سورج نکلنے سے پہلے عرفات جانا خلاف سنّت ہے۔

نوٹ:آج کل ہجوم کی کثرت کی بناء پر معلمین حضرات رات ہی میں منی سے عرفات لے جانے پر مجبور ہیں اس لئے ان سے نہ الجھیں۔

عرفات کے احکام

عرفات مکہ مکرمہ کے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل کے فاصلے پرایک میدان ہے، نویں تاریخ کوزوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا، چاہے ایک لمحہ ہی کیلئے ہو، حج کا رکن اعظم ہے،گویا اس میدان میں نویں تاریخ کوجو شخص ایک لمحہ کے لئے پہنچ گیا اس کا حج ہوگیا۔

مسئلہ:عرفات میں جس جگہ چاہے ٹھہرے، لیکن راستہ میں نہ ٹھہرے اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے، لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ میں ٹھہرنا، یا راستہ میں ٹھہرنا مکروہ ہے، جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔

مسئلہ:عرفات کا میدان سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے، اس میں جس جگہ جی چاہے ٹھہرے، لیکن بطن عرنہ میں ٹھہرنا جائز نہیں، عرنہ ایک وادی ہے، مسجد عرفات سے مغرب کی جانب بالکل متصل ہے کہ اگر مسجد کی غربی دیوار گرے تو اسی میں جاکر پڑے۔

مسئلہ:بہتر یہ ہے کہ اول زوال تک مسجد نمرہ کے قریب ٹھہرے اور ظہر وعصر کی نماز پڑھ کر پھر جبلِ رحمت کے قریب جا کر ٹھہرے۔

مسئلہ:عرفات میں پہنچ کر تلبیہ، دُعا اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے، جب زوال ہوجائے تو وضو کرے، غسل افضل ہے(لیکن اس غسل میں کسی بھی قسم کا صابن استعمال نہ کریں نہ ہی بدن سے میل کچیل دور کرے صرف پانی بہا لے)، ضروریات کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہوجائے اور بالکل اطمینان وسکونِ قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور زَوال ہوتے ہی یا اس سے پہلے مسجد نمرہ میں پہنچ کر جائے۔

نوٹ: آج کل عرفات میں ٹھہرنے کا انتظام معلم ہی کے ذریعہ ہی ہوتا ہےاور مسجد نمرہ جانا مشکل ہوا کرتا ہے،اس لئے عرفات میں جہاں بھی آپ کا قیام طے شدہ ہو وہیں ذکرودعا میں مشغول رہیں۔

ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھنا

عرفات میں نویں تاریخ کو ظہر اور عصر، ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور اس کے جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں، خواہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہو، یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہو۔

مسئلہ: جب امام منبر پر بیٹھ جائے، موؤذن اذان دے، اس کے بعد امام جمعہ کی نماز کی طرح دو خطبے پڑھے ،جن میں احکام حج بیان کرے، خطبے سے فارغ ہو کر جب ممبر سے اتر آئےتو موؤذن تکبیر کہے اورامام ظہر کی نماز پڑھائے، اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کے بعد عصر کی نماز پڑھائے، دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے، زور سے نہ پڑھے۔

مسئلہ:ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق کہے، لیکن ظہر کی سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ:امام اور مقتدی کو دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنت ،یا نوافل پڑھنا ،یا اور کوئی کام کرنا، کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے، البتہ اگر امام عصر کی نماز میں تاخیر کرے تو پھر مقتدیوں کو ظہر کی سنت ،یا نوافل پڑھنا مکروہ نہیں، اگر دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل ہوجائے تو پھر عصر کے لئے بھی اذان دی جائے۔

مسئلہ:اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں ،خواہ مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہیں وہ پوری پڑھیں۔

مسئلہ:مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام اور اگر مقیم امام ہو اور قصر کرے تو اس کی اقتداء نہ مُسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو، اگر کوئی امام مقیم قصر کرے گا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:عرفات میں جمعہ جائز نہیں۔

مسئلہ:خطبہ ان نمازوں سے پہلے صرف سنت ہے ،شرط نہیں ہے، اگر امام خطبہ نہ پڑھے، یا زوال سے پہلے خطبہ پڑھے تو یہ خلافِ سنت ہے، لیکن دونوں نمازوں کو جمع کرنا صحیح ہوگا۔

ظہر وعصر کو جمع کرنے کی شرائط

مسئلہ: ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھنے کیلئے چند شرائط ہیں:

(۱) عرفات میں یا اس کے قریب ہونا۔

(۲) نویں ذی الحجہ کا ہونا۔

(۳) امام وقت یا اس کے نائب کا ہونا۔

(۴) دونوں نمازوں میں حج کا احرام ہونا۔

(۵) ظہر کا عصر سے پہلے پڑھنا۔

(۶) دونوں نمازوں کا باجماعت پڑھنا۔

اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہوجائے گی تو دونوں نمازوں کو جمع کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہوگا۔

نوٹ: حجاج کرام نو ذی الحجہ کو مسجد نمرہ جا کر ظہر اور عصر کی نماز نہ پڑھیں ،بلکہ اپنے قیام کی جگہ پر ہی ظہر اور عصر کی نماز پڑھیں ،وہ ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔

کیفیت وقوف عرفہ

جب نماز پڑھ چکے تو مسجد سے نکل کر موٗقف (ٹھہرنے کی جگہ) پر جائے اور نماز کے بعد تاخیر نہ کرے، تاخیر کرنا مکروہ ہے، امام کو سوار ہو کر اور لوگوں کو پیادہ کھڑا ہونا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اوروں کو بھی سوار ہونا اولیٰ ہے، جہاں تک ہوسکے جبل رحمت کے قریب امام کے پاس قبلہ رخ ہاتھ دُعا کی طرح اٹھا کر کھڑا ہونا افضل ہے، جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے، جبل رحمت کے اوپر چڑھنا بدعت ہے۔

مسئلہ: وقوفِ عرفہ کے لئے نیت شرط نہیں، اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔

مسئلہ: جبل رحمت کے قریب ذرا اوپر، جس جگہ بڑے بڑے سیاہ پتھر کا فرش ہے، جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے، اگر سہولت سے ممکن ہو تو یہاں کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے، بیٹھ کر، لیٹ کر جس طرح ہوسکے، سوتے جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد وثنا، درود ودُعا، اذکار، تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خوب الحاح وزاری کے ساتھ دعا کریں اور اپنے لئے اور اپنے عزیز واقارب، سعد عبد الرزاق اس کے گھر والوں اور سب مسلمانوں کے لئے دُعا کریں اور قبولیت کی امید قوی رکھیں اور دُعاء ودرود، تکبیر و تہلیل وغیرہ تین تین مرتبہ پڑھیں، دُعا کے شروع میں تسبیح، تحمید، تہلیل وتکبیر ودرود پڑھیں اور ختم پر بھی پڑھیں۔

مسئلہ: نماز کے بعد وقوف شروع کر کے غروب تک دُعا وغیرہ کرتا رہے اور دُعا کے درمیان میں تھوڑی دیر کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے۔

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ کھڑا ہونے میں ہجوم اور تشویش کی وجہ سے حضورِ قلب اور خشوع نہ ہو اور تنہائی میں خشوع حاصل ہو تو تنہا کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ کھڑا ہونا اور ان میں مخلوط ہونا منع ہے۔

مسئلہ: وقوف کے وقت جس قدر ذکر ودعا ہوسکے، ان میں کمی نہ کرے، یہ وقت ملنا مشکل ہے، اس وقت کے لئے کوئی خاص دعا مقرر نہیں، سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجۂ ذیل دُعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ان ہی کے لئے سلطنت، اس ہی کے لئے تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ

یا اللہ آپ ہی کے لئے ایسی تعریفیں ہیں، جیسے آپ نے اپنی تعریفیں کی ہیں اور اس سے بہتر جیسی ہم کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَإِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ

اے اللہ آپ ہی کے لئے میری نماز ہےاور آپ ہی کے لئے میرا حج اور میری زندگی اور موت ہے اور آپ ہی کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میرا مال بھی آپ ہی کا ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ

اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں، عذابِ قبر سے اور دِل کے وسوسہ اور کاموں کی پراگندگی سے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ۔

یا اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں اس خیر کو جو ہوالے کر آتی ہے اور پناہ مانگتا ہوں اُس شر سے جو ہوا لے کر آئے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا

یا اللہ میرے دل میں، میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں نُور بھر دیں۔

اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسَاوِسِ فِي الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

یا اللہ میرا سینہ کھول دیجئے، میرا کام آسان کر دیجئے اور پناہ لیتا ہوں آپ سے سینہ کے وسوسوں سے اور کام کی پراگندگی سے اور عذابِ قبر سے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رُخ ہو کر سو مرتبہ

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

پھر سو مرتبہ پوری سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔

پھر سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

پھر سو مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَّعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَّعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! کیا جزا ہے میرے اس بندہ کی کہ اس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور بڑائی اور عظمت بیان کی اور ثنا کی اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف(اہل عرفات) کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا۔

اور جو دُعا چاہے مانگے، میدان عرفات میں سعد عبد الرزاق اور اس کے اہل خانہ کیلئے بھی مغفرت کی دعُا فرمادیں۔

مسئلہ: اگر ہو سکے تو وقوف کے وقت سایہ میں کھڑا نہ ہو، لیکن اگر تکلیف کا اندیشہ ہو تو سایہ میں کھڑا ہوجائے اور غروب آفتاب تک خوب رورو کر دعا کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

شرائط وقوف

وقوف کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں :

(۱) اسلام، کافر کا وقوف صحیح نہیں ہو گا۔

(۲) حج صحیح کا احرام ہونا، اگر عمرہ کا احرام باندھ کر، یا حج فاسد کا احرام باندھ کر، یا بلا احرام کے وقوف کرے گا تو صحیح نہ ہو گا۔

(۳) مکان یعنی عرفات میں وقوف کا ہونا، اگر عرفات سے باہر وقوف کیا تو وقوف نہ ہو گا۔

(۴) وقوف کا وقت ہو نا، یعنی ۹ نو ذی الحجہ کے زوال سے دسویں کی صبح صادق تک، کسی وقت میں وقوف کرنا۔

رکن وقوف

وقوف کا عرفہ میں ہونا رکن ہے، اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو، خواہ کسی طرح ہو، نیت ہو، یانہ ہو اور عرفات کا علم ہو، یا نہ ہو، سوتے ہوئے ہو، یا جاگتے ہوئے ہو، بیہوش ہونے کی حالت میں ہو،یا افاقہ کی حالت میں، خوشی سے ہو، یا زبردستی سے، یا دوڑتا ہوا گزر جائے، وقوف کے وقت میں اگر ایک لمحہ کے لئے بھی عرفات میں داخل نہیں ہوا تو وقوف نہیں ہوا۔

مسئلہ: وقوف کے لئے حیض ونفاس، جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ:نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس آجائے گا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

سنن وقوف

وقوف میں یہ چیزیں مسنون ہیں :

(۱)وقوف کے لئے غسل کرنا۔

(۲) امام کو زوال کے بعد دونوں نمازوں سے پہلے ،دو خطبے پڑھنا۔

(۳)دونوں نمازوں کو جمع کرنا۔

(۴) نماز کے بعد فوراً وقوف کرنا۔

(۵) عرفات سے امام کے ساتھ چلنا۔

(۶) اگر ہجوم کے خوف سے غروب کے بعد امام سے پہلے چل دے ،تب بھی کچھ حرج نہیں، اسی طرح اگر غروب سے پہلے چل دے، لیکن حدود عرفات سے غروب کے بعد نکلے، تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مستحبات وقوف

یہ چیزیں وقوف میں مستحب ہیں:

(۱) کثرت سے تلبیہ، تکبیر تہلیل دُعا، استغفار، قرآن درود پڑھنا۔

(۲)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہونا۔

(۳) خشوع وخضوع۔

(۴)امام کے پیچھے اور قریب کھڑا ہونا۔

(۵) قبلہ رخ کھڑا ہونا اورسوار ہو کر کھڑا ہونا۔

(۶) زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا۔

(۷) وقوف کی نیت کرنا، دُعا کے لئے ہاتھ اٹھانا، تین مرتبہ دُعا کا دہرانا۔

(۹) حمد وصلوٰۃ سے دُعا شروع کرنا اور ختم کرنا۔

(۱۰) پاک ہونا۔

(۱۱) جو روزہ رکھ سکے اس کوروزہ رکھنا اور جو نہ رکھ سکے اس کو نہ رکھنا اور بعض علماء نے روزہ کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے ضعف ہوجائے گا اور اچھی طرح افعال ادا نہ کرسکے گا، اس لئے نہ رکھنا بہتر ہے۔

(۱۲) دھوپ میں کھڑا ہونا۔

(۱۳) جھگڑا نہ کرنا۔

(۱۴) اچھے اعمال کرنا جیسے صدقہ وغیرہ۔

مکروہات وقوف

(۱) نماز ظہر وعصر کے جمع کرنے کے بعد وقوف میں تاخیر کرنا۔

(۲) راستہ پر ٹھہرنا۔

(۳) وقوف کے وقت بلا عذر لیٹنا۔

(۴) زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا۔

(۵) غفلت کے ساتھ وقوف کرنا۔

(۶) غروب کے بعد عرفات سے چلنے میں دیر کرنا۔

(۷) آفتاب غروب ہونے سے پہلے چلنا۔

(۸) مغرب اور عشاء کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا۔

(۹) اس قدر جلدی چلنا کہ جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔

وقوفِ عرفہ میں اشتباہ اور غلطی واقع ہونا

مسئلہ: وقوف کے بعد اگر ایک جماعت ،یا عادِل شخص گواہی دیں کہ آج آٹھ ذی الحجہ ہے، نو نہیں ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی اور دوسرے روز وقوف پھر کرنا ہو گا۔

اور اگر یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے، گیارہویں ہے ،تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور حج ہو جائے گا۔

اور اگر آٹھ ذی الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے، یا گیارہویں ہے، تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور حج ہو جائے گا۔

اور اگر آٹھ ذ الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج نویں ہے اور عرفہ کا روز ہے اور اتنا وقت ہے کہ امام اکثر لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کرسکتا ہے تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو اگلے روز وقوف کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس صورت میں ان کی گواہی تسلیم کرنے سے اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو تو اُن کی گواہی نہیں مانی جائے گی، اگرچہ بہت بڑی جماعت گواہی دے اور اگر تھوڑے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو ان کی گوہی قبول کر لی جائے گی۔

فائدہ: جمعہ کے روز اگر وقوف عرفہ (حج) ہو تو اُس کی فضیلت اور دنوں کے وقوف کے مقابلے میں ستر درجہ زیادہ ہے۔

عرفات سے مزدلفہ کو واپسی

مسئلہ:جب سورج غروب ہوجائے تو نہایت متانت اور وقار سے مزدلفہ(منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان)کی طرف روانہ ہو، جو منیٰ سے تین میل اور عرفات سے بھی تین میل ہے۔

مسئلہ:اگر راستہ فراخ ہو اور ہجوم نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے، ورنہ احتیاط سے چلے، کسی کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔

مسئلہ:امام سے پہلے عرفات سے نہ چلے، لیکن اگر رات ہونے لگے اور امام چلنے میں تاخیر کرے تو امام کے چلنے کا انتظار نہ کرے، مگراب چونکہ کثرت حجاج کی وجہ سے یہ معلوم ہونا ہی مشکل ہے کہ امام چلا ،یا نہیں ،اس لئے امام کے انتظار میں نہ رہیں۔

مسئلہ:اگر کوئی شخص امام سے پہلے، یا غروب سے پہلے، ہجوم کی وجہ سے چل دیا، لیکن حدود عرفات سے باہر نہیں نکلا ،بلکہ آگے آکر ٹھہر گیا، تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:امام کے چلنے کے بعد ،ہجوم یا کسی عذر کی وجہ سے تھوڑی دیر ٹھہرنے یں‌مضائقہ نہیں، البتہ بلا عذر دیر کرنا خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ:مزدلفہ کے راستہ میں تلبیہ، تکبیر، دُعا درود کثرت سے پڑھے۔

مسئلہ:مغرب اور عشاء کی نماز عرفات میں، یا راستہ میں نہ پڑھے ،بلکہ مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت میں ،دونوں ایک ساتھ پڑھے، جیسا کہ آئندہ اس کا بیان آرہا ہے۔

مسئلہ:مزدلفہ کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر جائے، پیادہ پا ہو کر مزدلفہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ:مزدلفہ میں داخل ہونے کے لئے غسل مستحب ہے۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں، مزدلفہ پہنچ کر نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، حتی کہ سواری پر سے اسباب بھی بعد میں اتارے اگر کوئی دقت نہ ہو۔

مسئلہ:جب عشاء کا وقت ہوجائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے، اول مغرب کی نماز پڑھے، اس کے بعد عشاء کی، عشاء کی نماز کیلئے اذان وتکبیر نہ کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت اور نفل بھی نہ پڑھے، بلکہ مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھے، اسی طرح اور کوئی کام بھی بلا ضرورت درمیان میں نہ کرے، اگر دونوں نمازوں کے بیچ میں زیادہ فاصلہ ہوجائے تو اذان اور تکبیر کہنا چاہیئے۔

مسئلہ:مغرب کی ادا کی نیت کرے، قضا کی نیت نہ کرے ،اگرچہ قضا کی نیت سے بھی نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ:مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں، خواہ جماعت سے پڑھے ،یا تنہا ،دونوں کو اکٹھا پڑھے، لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ:ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی یہ شرطیں ہیں۔

(۱) حج کا احرام ہونا، جو شخص حج کا احرام باندھے ہوئے نہ ہو، اس کو جمع کرنا جائز نہیں۔

(۲) وقوف عرفہ پہلے کرنا، اگر کوئی پہلے مزدلفہ میں ٹھہرے اور مغرب وعشاء جمع کر لے اور پھر عرفات جائے تو پہلے جمع جائز نہ ہوگی۔

(۳) دسویں ذی الحجہ کی رات ہونا، دسویں کی صبح تک جمع کر سکتا ہے۔

(۴) مزدلفہ میں جمع کرنا، مزدلفہ سے پہلے، یا نکل کر جمع کرنا جائز نہیں۔
(۵) عشاء کا وقت ہونا، اگر مزدلفہ میں عشاء کے وقت سے پہلے پہنچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو، مغرب نہ پڑھے۔
(٦) دونوں نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا، اگر پہلے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی، تو عشاء کی نماز پھر پڑھے۔
مسئلہ:اگر مغرب یا عشاء عرفات میں، یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو اس کو مزدلفہ آکر پھر پڑھنا چاہیئے، اگر پھر نہ پڑھی اور فجر ہوگئی تو وہی نماز ہوجائے گی، قضاء واجب نہ ہوگی۔
مسئلہ:اگر عرفات سے واپس ہوتے ہوئے راستہ میں، کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک فجر ہوجائے گی ،تو راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھنا جائز ہے، لیکن ہر ایک کو اس کے وقت میں پڑھے۔
مسئلہ:اگر عرفات سے واپسی میں راستہ بھول گیا اور مزدلفہ نہیں پہنچا ،تو نماز کو مؤخر کرے، جب صبح صادق قریب ہو، اُس وقت پڑھے۔
مسئلہ:مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے، بخلاف ظہر وعصر کے عرفہ میں، کہ ان کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لئے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی ہوتی ہے۔

کیفیت وقوف مزدلفہ

مسئلہ:مغرب وعشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے ،مزدلفہ میں صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے۔
مسئلہ:اس شب میں جاگنا اور تلاوت نوافِل دُعا وغیرہ کرنا مستحب ہے۔
مسئلہ:جب صبح صادق ہوجائے تو اندھیرے میں امام کے ساتھ نماز پڑھے، اگر ممکن ہو، ورنہ خود جماعت کر لے اور تنہا بھی جائز ہے، مگر جماعت افضل ہے اور فجر کی نماز کے بعد مثلِ عرفہ کے وقوف کرے۔
مسئلہ:صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ کے لئے غسل مستحب ہے۔
مسئلہ:اگر نماز سے پہلے وقوف کر لے اور پھر خوب اُجالا کر کے نماز پڑھے تو جائز ہے، لیکن اولیٰ نماز کے بعد ہے۔

مسئلہ:اس وقوف میں بھی درود شریف، تکبیر، تہلیل، استغفار، تلبیہ، اذکار خوب پڑھے اور دعا کی طرح ہاتھ اٹھائے۔

مسئلہ:مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے، مگر وادئ محسر میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ:مزدلفہ کا وقوف صحیح ہونے کے لئے وقوف سے پہلے احرام کا ہونا اور وقوف عرفہ کرنا اور زمانہ اور مکان اور وقت شرط ہے، یعنی جو شرائط دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے ہیں ،وہ یہاں بھی ہیں، یہاں کے وقوف کاوقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد، یا صبح صادق سے پہلے مزلفہ کا وقوف کرے گا، تو وقوف صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ:اس وقت وقوف کرنا واجب ہے، اگرچہ ذراسی دیر ہو، اگر راستہ چلتے ہوئے بھی اس وقت میں مزدلفہ میں سے گزر جائے گا تو وقوف ہوجائے گا، خواہ سوتے، جاگتے، بیہوشی ،یا کسی حال میں ہو، مزدلفہ کا علم ہو، یا نہ ہو، جیسے وقوفِ عرفہ کا حکم ہے کہ ہر حال میں صحیح ہوجاتا ہے۔

مسئلہ:اگر مزدلفہ میں اس وقت وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا، البتہ اگر عذر کی وجہ سے نہیں ٹھہرا ،مثلاً مریض ہے ،یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، اور اگر مرد ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے گا تو دم واجب ہوگا، اور اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا ،کیونکہ مقدار واجب وقوف ہوگیا۔

مسئلہ:اگر کوئی شخص عرفات میں بالکل اخیر وقت یعنی صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ میں نہ آسکا، تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔

مزدلفہ سے منیٰ کوروانگی اور کنکریاں اٹھانا

مسئلہ: جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت رہے تو منیٰ کی طرف نہایت سکون اور وقار سے چلے اور راستہ میں تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا چلے، جب بطن محسر کے کنارے پر پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور اگر سواری ہو تو سواری کو تیز چلائے،وادی محسر (یہ کچھ تھوڑا سا نشیب ہے، مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان، نہ منیٰ میں داخل ہے اور نہ مزدلفہ میں، دونوں کے درمیان حدِ فاصل ہے)، سعودی حکومت نے نشان بھی لگادئے ہیں۔

مسئلہ: مزدلفہ سے ستر کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے کے دانے کے برابر اُٹھانا رمی کرنے کے لئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے، مگر جمرہ (جس جگہ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں) کے پاس سے نہ اٹھائے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں، اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا، اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں، لہٰذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے، اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:مسجد خیف یا اور کسی مسجد سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے مسجد سے کنکریاں لے کر ماریں تو رمی جائز ہوگئی، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:ناپاک جگہ کی کنکریوں سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔

مسئلہ:سات کنکریاں جمرۃ العقبیٰ بڑے شیطان پر دسویں تاریخ کو ماری جاتی ہیں اور گیارہویں سے تیرہویں تک روزانہ اکیس کنکریاں تینوں جمرات (شیطانوں)کوماری جاتی ہیں۔

مسئلہ: اگر بڑے بڑے پتھر مارے ،یامقررہ تعداد سے زیادہ کنکریاں ماریں تو جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ: کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے، اگرچہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں، ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں۔

دسویں تاریخ سے تیرہویں تک کے احکام

دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے مِنیٰ کو چلے اور جمرۂ اُخریٰ (بڑے شیطان) کی رمی کرے، اس کے بعد اگر متمتع یا قارن ہے تو قربانی کر کے بال منڈوا کر، یا بال کتروا کر احرام کھول دے اور اگر مفرد ہے تو قربانی کرنا ضروری نہیں البتہ افضل ہے،اس کے بعد طواف زیارت کرے، پھر منیٰ میں بارھویں یا تیرھویں تک قیام کرے اور گیارہویں‌اور بارھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے اور تیرھویں کو بھی اگر مِنیٰ میں ٹھہرے تو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے۔

فائدہ: جمار ،جمرہ کی جمع ہے، جمرہ کنکری کو کہتے ہیں، چونکہ ان مقامات پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس لئے ان کو جمار یا جمرات کہتے ہیں، اصل میں جمرہ ان ستونوں کے نیچے اور ان کے پاس کی وہ جگہ ہے، جس پر نشان لگا ہوا ہے، یہ ستون جمرہ نہیں ہے، جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے آئے، تو شیطان جمرۃ الأولیٰ کی جگہ نظر آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں ،یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر دھنس گیا، پھر جمرۃ الاخری کی جگہ نظر آیا، پھر اس کے سات کنکریاں ماریں ،یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلتے ہو۔

رمی یعنی کنکریاں مارنا

منیٰ میں تین مقامات پر پتھر کی تین اونچی دیواریں بنی ہوئی ہیں، ان تینوں جگہوں کو جمرات اور جمار کہتے ہیں اور ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں، ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف ہے، اس کوجمرۃ العقبیٰ اور جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ (بڑا شیطان)کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ(درمیانہ شیطان) کہتے ہیں اور تیسرا جو مسجد خیف کے قریب ہے، اسکو جمرۃ الاولیٰ(چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو صرف جمرۃ اُخریٰ(بڑے شیطان) کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی نہیں ہوتی، دسویں کو جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی بدعت ہے۔

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے، رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: دسویں کو رمی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، اگر گیارہویں کی صبح صادق ہوگئی اور رمی نہ کی ،تو دم واجب ہوگا اور دسویں کی صبح صادق سے پہلے رمی جائز نہیں ہے، اگر کرے گا تو صحیح نہ ہوگی۔

دسویں تاریخ کی رمی کا مسنون وقت سورج نکلنے سے زوال تک ہے، زوال سے غروب تک وقت مباح ہے، غروب کے بعد مکروہ ہے اور دسویں کو صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے، البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ اگر ہجوم کے خوف سے سویرے آکر کر لیں، یا غروب کے بعد کرلیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جب منیٰ میں آئے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر، سیدھا تیسرے جمرہ پر آئے اور مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں داخل ہوکر سب کاموں سے پہلے رمی کرے، اس کے بعد کوئی کام کرے۔

مسئلہ: رمی کے وقت جمرۂ عقبہ کے پاس نشیب میں اس طرح کھڑا ہو، کہ منیٰ دائیں جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر اور دعا اِس طرح پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ رَغۡمًا لِلشَّيۡطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحۡمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهُ حَجًّا مَّبۡرُوۡرًا وَّذَنۡبًا مَّغۡفُوۡرًا وَّسَعۡيًا مَّشۡكُوۡرًا

اس اللہ کا نام لے کر جو سب سے بڑا اور اعلیٰ ہے، اس کے نام کی برکت اور حکم کی بجا آوری کے لئے شیطان کو کنکری مارتا ہوں، اے اللہ میرا حج اوردوڑ دھوپ منظور فرما اور گناہ معاف کر۔

تکبیر کی بجائے سُبۡحَانَ اللّٰهِ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن بالکل ذکر کو چھوڑنا بُرا ہے۔

مسئلہ: کنکری کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر مارنا مستحب ہے۔

مسئلہ: رمی کا یہ طریقہ صرف مستحب ہے ،ورنہ جس طرح اور جس طرف سے چاہے رمی کر سکتا ہے، جمرۂ عقبہ کی اوپر کی جانب بھی رمی جائز ہے، لیکن بلا عذر مکروہ ہے۔

مسئلہ: جمرۂ اخریٰ کی رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے، بشرطیکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور دوسرے جمرات کی رمی پیدل کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: رمی کرنےوالا جمرہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، اس سے کم فاصلہ مکروہ ہے، زیادہ میں مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: سیدھے ہاتھ سے رمی کرنا مستحب ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے اور بغل کی سفیدی نظر آنے لگے۔

تلبیہ پڑھنا کب موقوف کرے

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جمرۂ اُخریٰ پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دے اور اس کے بعد تلبیہ نہ پڑھے، خواہ مفرد ہو، یا قارن، یا متمتع، حج صحیح ہو ،یا فاسد۔

مسئلہ: اگر کسی نے رمی سے پہلے سرمنڈوایا، یا طواف زیارت، رمی اور سر منڈوانے اور ذبح سے پہلے کر لیا تو بھی تلبیہ موقوف کر دے اور اگر کسی نے زوال تک رمی نہ کی ہو،تو جب تک رمی نہ کرے، تلبیہ موقوف نہ کرے ،البتہ اگر رمی نہیں کی اور سورج غروب ہوگیا تو تلبیہ موقوف کر دے۔

مسئلہ: اگر رمی سے پہلے ذبح کیا تو مفرد تلبیہ موقوف نہ کرے اور قارن ومتمتع کردے۔

مسئلہ: جمرۂ اُخریٰ کے بعد جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے ،بلکہ اپنے مقام پر آجائے۔

ذبح کے احکام

مسئلہ: جمرۂ اُخریٰ کی رمی سے فارغ ہو کر اپنے ٹھکانے پر آئے، کسی کام میں راستہ میں مشغول نہ ہو، اس کے بعد شکریۂ حج کی قربانی کرے ،یہ قربانی مفرد کے لئے مستحب ہے اور قارن و متمتع کے لئے واجب ہے، مفرد نے اگر قربانی سے پہلے حجامت بنوالی اور اس کے بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں، البتہ رمی ذبح سے پہلے اور ذبح حجامت سے پہلے کرنا مستحب ہے اور قارن و متمتع پر ذبح حجامت سے پہلے واجب ہے۔

مسئلہ: جو شخص خود ذبح کرنا جانتا ہو، اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اور اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو، تو ذبح کے وقت قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے اور ذبح سے پہلے یا بعد میں یہ دعا پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ھٰذَا النُّسُکَ وَاجْعَلْہُ قُرْبَانًا لِّوَجْھِکَ وَعَظِّمْ اَجْرِیْ عَلَیْھَا۔

مجھے محض آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے خدا کی رضا مندی مطلوب ہے کہ جس کی عنایت سے میں توحید پر قائم ہوں اور مجھے مشرکوں سے بڑی نفرت ہے، میں سچ کہتا ہوں کہ میری نماز ،حج، قربانی ،اپنی زندگی اور موت سب کچھ اس کے حکم کے مطابق ہی اس کی ذات پر قربان کرتا ہوں جو ساری مخلوق کی اکیلا خبر گیری کرتا ہے اور میں ہر وقت ،ہر طرح اس کا فرمانبردار غلام ہوں۔

اے اللہ قبول فرما میری یہ قربانی اور خالص اپنے لئے کر دے اور بڑا اجر کردے۔

مسئلہ: اس قربانی کے احکام مثل عید الاضحیٰ کی قربانی کے ہیں ،جو جانور وہاں جائز ہے ،یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ گائے، بھینس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں ،یہاں بھی شریک ہوسکتے ہیں۔

مسئلہ: اونٹ اور گائے میں سات آدمیوں سے کم بھی شریک ہوسکتے ہیں ،لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ: جانور اندھا، کانا نہ ہو، اگر اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا زیادہ جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا تہائی سے زیادہ دُم کٹ گئی، یا لنگڑا ہے اور صرف تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں ٹیکتا ،تو ایسے جانور کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی درست نہ ہوگی، اگر کچھ دانت گر گئے، لیکن زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: جس جانور کی پیدائش ہی کے وقت سے کان نہ ہوں، اس کی قربانی بھی درست نہیں، اگر کان تو ہیں لیکن پیدائشی چھوٹے چھوٹے ہیں، کٹے ہوئے نہیں ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔
مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں، تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ ٹوٹ گیا اور مغز نکل آیا تو اس کی بھی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر تھوڑا سا ٹوٹا ہے، مغز تک نہیں ٹوٹا تو اس کی قربانی درست ہے۔
مسئلہ: خصی کی قربانی درست ،بلکہ افضل ہے۔
مسئلہ: جو جانور بالکل دُبلا ہو گیا کہ اس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) بالکل نہ رہا ہو، اس کی قربانی بھی درست نہیں ہے۔
نوٹ: منیٰ میں چونکہ عید الاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے وہاں قربانی کے ذبح کے لئے نماز عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے۔
مسئلہ: ذبح سے پہلے جانور کے ہاتھ اور ایک پیر باندھ دیا جائے اور قبلہ رُخ کردیا جائے اور چھری خوب تیز کر لے، لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور خون کے لئے گڑھا کھود دیا جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور داہنے ہاتھ میں چُھری لے کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور چھری تیزی سے چلائے، ذبح کے بعد ہاتھ پیر کھول دے اور قبول ہونے کی دُعا کرے اور اپنی قربانی سے گوشت کھانا مسنون ہے۔
مسئلہ: جو حاجی مسافر ہو مکہ مکرمہ میں مقیم نہ ہو، اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، اگر مقیم ہے اور صاحبِ نصاب ہے تو واجب ہے۔
مسئلہ: حج کی قربانی دم شکر حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔

حلق وقصر یعنی بال منڈوانا یا کتروانا

مسئلہ: ذبح سے فارغ ہونے کے بعد سر کے بال منڈوائے، یا کتروائے ،قبلہ رخ بیٹھ کر اپنی داہنی جانب سے سر منڈوانا ،یا کتروانا شروع کرائے، چوتھائی سر کے بال منڈوانا ،یا کتروانا واجب ہے ،اس کے بغیر احرام نہیں کھل سکتا، تمام سر کے بال منڈوانا، یا کٹوانا مستحب ہے اور منڈوانا ،کٹوانے سے افضل ہے، اگر بال کتروائے تو ایک انگل سے کچھ زیادہ کٹوائے، اس سے کم نہ کٹوائے، کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں ،اگر کم کٹوائے گا تو

چھوٹے بال نہ کٹیں گے اور زیادہ کٹوانے کی صورت میں چھوٹے بڑے سب کٹ جائیں گے اور سر کے بال منڈوانے، یا کٹوانے کے بعد مونچھیں اور بغل وغیرہ کے بال بھی دُور کرے، اگر سر منڈوانے یا کٹوانے سے پہلے لبیں اور ناخن وغیرہ کٹوائے گا، تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ: عورت کو سر منڈوانا حرام ہے، صرف چوتھائی سر کے بال بقدر انگلی کے ایک پورے کے کتروانا کافی ہیں، لیکن ایک پور سے زیادہ کاٹے، تاکہ سب بال آجائیں کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔

مسئلہ: مرد کیلئے سنت تمام سر کے بال منڈوانا ہے، صرف چوتھائی سر کے بالوں کو منڈوانا جائز ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: حجامت کے وقت اور بعد میں تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃً وَّامْحُ بِھَا عَنِّیْ سَیِّئَۃً وَّارْفَعْ لِیْ بِھَا دَرَجَۃً۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَاوَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ۔ اٰمین۔

تعریف ہے اس خدا کی جس نے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت کی اور ہم پر انعام فرمایا، اے میرے اللہ یہ میری پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے ،پس قبول فرما لیجئے اور مغفرت کر دیجئے میرے گناہوں کی۔

اے میرے اللہ لکھ دیجئے عوض میں ہر بال کے نیکی اور مٹادیجئے عوض میں ہر بال کے گناہ اور بلند فرمادیجئے مرتبہ۔

اے میرے اللہ میری اور سر منڈوانے والوں کی اور بال کتروانے والوں کی مغفرت فرما دیجئے، آپ بڑے وسیع مغفرت کرنے والے ہیں۔

اور حجامت کے بالوں اور ناخن کو دفن کرنا مستحب ہے، پھینکنے میں بھی مضائقہ نہیں ،لیکن غسل خانہ، پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے اور حجامت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا اَللّٰھُمَّ زِدْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا

خدا ہی کی تعریف ہے ،جس نے ہم سے حج پورا کرادیا، اے اللہ ایمان اور یقین زیادہ فرما

اپنے لئے اور اپنے والدین اور سب مسلمانوں اور سعد عبد الرزاق اور اس کے اہل وعیال کے لئے بھی اللہ سے دعا فرما دیجئے۔

مسئلہ: اگر سر منڈوانے سے کوئی عذر ہے، مثلاً استرہ نہیں ،یا کوئی مونڈنے والا نہیں، یا سر میں زخم وغیرہ ہوں، تو بال کتروانا ہی واجب ہوگا اور اگر کتروا نہیں سکتا، مثلاً بال بہت چھوٹے ہیں اور سر میں زخم بھی نہیں ہے تو منڈوانا ہی واجب ہوگا اور اگر زخم ہے اِس کا بیان آگے آرہا ہے۔

مسئلہ: اگر بال اکھاڑدئے ،یا بال صفا وغیرہ سے اڑا دیئے، یا لڑتے ہوئے اکھڑ جائیں تو بھی کافی ہے ،خواہ اپنے فعل سے اکھڑے ہوں ،یا کسی دوسرے نے اکھاڑدئے ہوں۔

مسئلہ: اگر کوئی گنجا ہے اور اس کے سر پر بالکل بال نہیں ہیں ،یا سر میں زخم ہیں، تو صرف سر پر اُسترہ پھیرنا واجب ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے اور بلا حجامت مثل منڈوانے والے کے حلال ہوجائے گا، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔

مسئلہ: اگر جنگل یا کسی ایسی جگہ میں چلا گیا ہو کہ وہاں اُسترہ یا قینچی نہیں ہے تو یہ عذر معتبر نہیں، جب تک سر منڈوائے یا کتر وائے گا نہیں حلال نہ ہو۔

مسئلہ: حلال ہونے کے وقت (یعنی جب سب ارکان ادا کر چکا ہو اور سر منڈانے کا وقت آگیا ہو) محرم کو اپنا، یا کسی دوسرے شخص کا خواہ محرم ہو، سر مونڈنا یا کترنا جائز ہے، اس سے جزاء واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: حجامت کرانے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایامِ نحر میں یعنی دسویں سے بارہویں تک کرائے، خواہ دن میں ہو رات میں اور حدود حرم میں ہونا بھی ضروری ہے، اگر اس مذکورہ وقت اور حدود حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو حلال ہوجائے گالیکن دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: حجامت کا وقت احرام حج میں دسویں کی صبح صادق کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بارھویں کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس وقت میں حجامت بنوانا واجب (رمی جمرۃ العقبیٰ کے بعد اور جس پر ذبح واجب ہے ذبح کے بعد حجامت کرادے ورنہ دم واجب ہوگا) ہے۔

مسئلہ: احرام عمرہ میں سعی کے بعد حجامت کرانی چاہیئے۔

مسئلہ: حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع ہیں، وہ سب جائز ہوجاتی ہیں ،مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا کپڑا پہننا، شکار وغیرہ، البتہ بیوی سے صحبت اور لپٹنا ،بوسہ وغیر جائز نہیں ہوتا، بلکہ یہ طواف زیارت کے بعد جائز ہوتا ہے۔

طواف زیارت

مسئلہ: رمی، ذبح اور حجامت سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرے، یہ طواف رُکن اور فرض ہے اور اس کو طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں، دسویں ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے اور بارھویں کے غروب آفتاب تک جائز ہے، اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے ،طواف کرنے کا طریقہ وہی ہے جو بیان ہو چکا۔

مسئلہ: طواف زیارت کا اول وقت دسویں کی صبح صادق ہے، اس سے پہلے جائز نہیں اور آخر وقت ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے،اس کے بعد اگر کیا جائے گا تو طواف ہوجائے گا لیکن دم واجب ہو گا۔

مسئلہ: اگر سعی طواف قدوم کے ساتھ کر چکا ہے تو طواف زیارت میں رمل اور اضطباع نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے اور اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اور نماز طواف پڑھ کر استلام کر کے باب الصفا سے نکلے اور سعی کرے اور اگر طواف زیارت میں سلے ہوئے کپڑے پہن لئے ہیں تو اضطباع نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی نے طوافِ قدوم جنابت کی حالت میں کیا اور اس میں رمل کیا اور سعی بھی کی تو دوبارہ سعی کرنا واجب ہے اور رمل کا اعادہ سنت ہے اور اگر بے وضو کیا ہو تو سعی کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے طوافِ قدوم حج کا احرام باندھ کر کیا اور سعی بھی کر لی تو طوافِ قدوم ہوگیا، لیکن مکروہ تحریمی ہوا اور سعی دوبارہ کرنی واجب ہے۔

شرائط طواف زیارت

طواف زیارت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

(۱) اسلام۔

(۲) عقل وتمیز۔

(۳) حج کا احرام طواف سے پہلے باندھنا۔

(۴) طواف زیارت سے پہلے وقوف عرفہ کا ہونا۔

(۵) طواف کی نیت کرنا۔

(۶) طواف کا زمانہ اور وقت ہونا۔

(۷) مکان یعنی مسجد کے اندر بیت اللہ کے چاروں طرف کرنا۔
(۸) خود طواف کرنااگرچہ کسی سواری پر سوار ہو کر کرے، البتہ جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہوگیا ہو اور طواف کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا بھی کرسکتا ہے۔

واجبات طواف زیارت

طوافِ زیارت میں یہ چیزیں واجب ہیں:
(۱) پیدل طواف کرنا بشرطیکہ چلنے پر قادر ہو۔
(۲) داہنی طرف سے شروع کرنا۔
(۳) سات پھیرے پورے کرنا۔
(۴) حدث سے پاک ہونا (یعنی باوضو ہو اور جنبی نہ ہو)۔
(۵) ستر عورت۔
(۶) ایام نحر میں طواف کرنا۔
مسئلہ: طواف زیارت کو رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے ،واجب نہیں ہے۔
مسئلہ: یہ طواف کسی چیز سے فوت نہیں ہوتا یعنی تمام عمر میں ہوسکتا ہے، البتہ ایام نحر میں کرنا واجب ہے، اس کے بعد دم واجب ہوتا ہے اور یہ طواف لازمی ہے، اس کا بدل کچھ نہیں ہوسکتا، سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طواف سے پہلے مرجائے اور حج کے پورا کرنے کی وصیت کر جائے کہ میرا حج پورا کرادینا تو ایک گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا اور حج پورا ہوجائے گا اور وقوف مزدلفہ ورمی وسعی کے ترک سے کوئی دم اس پر واجب نہ ہوگا۔
مسئلہ: یہ طواف آخر عمر تک چونکہ صحیح ہے، اس لئے اگر بدون طواف کئے مرجائے تو وصیت واجب ہوگی اور بلا عذر تاخیر کا گناہ ذمہ رہے گا۔
مسئلہ: طواف زیارت کے بعد بیوی سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہوجاتی ہے، اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لئے بیوی سے صحبت وغیرہ حلال نہ ہوگی، اگرچہ سالہا سال گزر جائیں، طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔
مسئلہ: اگر کوئی حجامت سے پہلے طواف زیارت کرے، توکوئی چیز بھی ممنوعات احرام سے حلال نہ ہوگی۔

مسئلہ: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جاکر پورا طواف، یا صرف چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے گی، تو دم واجب نہ ہوگا، پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ: عورت جانتی ہے کہ حیض قریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے ،لیکن نہیں کیا اور حیض آگیا، پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہیں کہ چار پھیرے کر سکے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

طواف زیارت کے بعد منٰی واپسی

دسویں تاریخ کو طواف زیارت کر کے پھر مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس آجائے اور ظہر کی نماز منٰی میں پڑھنا مسنون ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں ہی پڑھنا مسنون ہے، رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے، منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات کو رہنا مکروہ ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں رہے، یا راستہ میں ،اسی طرح رات کا اکثر حصہ کسی دوسری جگہ گزارنا بھی مکروہ ہے، لیکن اس سے دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: منیٰ میں مسجد خیف میں جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے اور مسجد کے بیچ میں جو قُبّہ ہے، اس کی محراب میں خاص طور سے نماز پڑھے، یہ جگہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی ہے، اگر مسجد خیف نہ جا سکے تو اپنے قیام کی جگہ پر ہی جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرے۔

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو رمی یعنی کنکریاں مارنا

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے، رمی کے چار دن ہیں، دسویں، گیارھویں، بارھویں، تیرھویں۔

مسئلہ: دسویں کو صرف جمرۂ اُخریٰ (بڑے شیطان) کی رمی ہوتی ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا اور باقی ایام میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔

مسئلہ: گیارہویں کو زوال کے بعد(ظہر کی نماز پڑھ کر) تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے، اول جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان) جو مسجد خیف کے قریب ہے، کی رمی کرے، سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا

پڑھے اور جمرہ اولیٰ کی رمی کے بعد ذرا آگے کو بڑھ کر، قبلہ رُخ کھڑا ہو کر، ہاتھ اٹھا کر، حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور تسبیح وتکبیر پڑھے، اپنے لئے،اپنے گھر والوں کے لئے، سعد عبد الرزاق اور اس کے اہل و عیال ،نیز سب مسلمانوں کے لئے دعا مانگے، رمی کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ جتنی دیر میں سورۂ بقرہ، یا تین پاؤ پارہ ،یا بیس آیات پڑھی جاتی ہیں۔

اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ یعنی بیچ والے جمرہ پر آئے اور جمرۂ اولیٰ کی طرح رمی کرے اور ذرا بائیں جانب کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر مثل جمرۂ اولیٰ کے تسبیح، تہلیل، تکبیر، دعا وغیرہ کرے۔

اس کے بعد جمرۂ اُخریٰ کی رمی کرے اور اس کی رمی کے بعد ٹھہر کر دُعا وغیرہ نہ کرے،دعا صرف جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد سنت ہے۔

جمرۂ اخریٰ کی رمی سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پر واپس آجائے اور رات کو منیٰ میں رہے، پھر بارہویں کو زوال کے بعد اسی طرح جمرات کی رمی کرے اور سب امور مذکورہ کا خیال رکھے۔

اس کے بعد تیرہویں کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ مکرمہ چلے آنا بلا کراہت جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ تیرھویں کو رمی کے بعد آئے۔

مسئلہ: جو شخص بارہویں کو رمی کے بعد مکہ مکرمہ آگیا ،اس پر تیرہویں کی رمی واجب نہیں رہتی۔

مسئلہ: اگر بارہویں تاریخ کو مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے، غروب کے بعد تیرہویں کو بلا رمی کئے جانا مکروہ ہے، اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہو جائے تو تیرہویں کی رمی واجب ہو جائے گی، اگر بلا رمی کئے آئے گا تو دم واجب ہو گا۔

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے رمی جائز نہیں اور زوال سے غروب آفتاب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے، اگر گیارہویں کو رمی نہیں کی اور بارہویں کی صبح ہوگئی، تو گیارہویں کی رمی فوت ہوگئی اور اس کا وقت نکل گیا، اس کو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضا کر لے، اسی طرح بارہویں کی رمی اگر تیرہویں کی صبح تک نہ کی تو اس کا بھی وقت نکل گیا اور قضا واجب ہوگئی اور دم بھی دینا ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی روز کی رمی اس کے وقت معین میں نہ ہوسکی ،تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا، اسی طرح بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت نکل گیا، تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کر لی تو رمی صحیح نہیں ہوگی، بلکہ زوال کے بعد دوبارہ کرنی ہوگی اگر زوال کے بعد دوبارہ رمی نہ کی تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: رمی کی قضا کا وقت تیرھویں کی غروب تک ہے، غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب تک ہے، لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ ہے اور بعد میں وقت مسنون ہے اور غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے، تیرھویں کی رمی کی بھی غروب کے بعد قضا نہیں ہوسکتی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں ،یا بارہویں کو رمی نہیں کی، تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کر سکتا ہے، مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی، تو دسویں اور گیارہویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے، کیونکہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار کی جاتی ہے۔

اور اگر کوئی شخص ان تاریخوں سے پہلی رات میں دن کی رمی کرے گا، تو رمی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: تیرہویں کے بعد والی رات، تیرہویں کے تابع شمار نہیں کی جاتی۔

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے، اگر جمرۂ وسطیٰ ،یا جمرۂ اُخریٰ کی رمی پہلے کی اور اول کی بعد میں، تو وسطیٰ اور اُخریٰ کی رمی پھر کرے، تا کہ ترتیب مسنون کے مطابق ہوجائے۔

مسئلہ: رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے، تاخیر اور کنکریوں میں فاصلہ مکروہ ہے، اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں علاوہ دعا کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: رمی کرنے کے لئے کوئی خاص حالت اور ہیئت شرط نہیں، بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہو کر رمی کرے گا صحیح ہوجائے گی، البتہ امورِ مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔

شرائط رمی

رمی کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں۔

(۱) کنکر کا پھینکنا ضروری ہے، جمرہ کے اوپر رکھ دینا کافی نہیں۔

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا ،اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگی۔

(۳) کنکری کا جمرہ کے قریب گرنا اور اگر دور گرے گی تو رمی نہ ہوگی، تین ہاتھ کا فاصلہ دور ہے اور اس سے کم قریب ہے۔

(۴) کنکری کا پھینکنے والے کے فعل سے گرنا، اگر کنکری کسی آدمی کی پشت ،یا سواری پر جا کر ٹھہر گئی اور دوسرے شخص نے اس کو گرایا، یا آدمی اور جانور کی حرکت سے گر گئی، تو رمی نہ ہوگی اور اس کنکری کا لوٹانا واجب ہوگا۔

اسی طرح اگر جس شخص کے اوپر کنکری جا پڑی تھی، وہ اس کو اٹھا کر رمی کرے، یا جمرہ پر رکھ دے تو بھی رمی نہ ہوگی، البتہ بلا اس شخص کے حرکت کئے کہ جس کی کمر پر کنکری جا کر پڑی ہے، خود بخود لڑھک کر جمرہ کے قریب گر پڑے تو رمی ہوجائے گی اور اگر دور گرے، تو نہ ہوگی، اور اگرشک ہے کہ خود گری ،یا آدمی کی حرکت ،یا جانور کی حرکت سے گری ،تو احتیاطًا اِعادہ کر لے۔

(۵) سات کنکریاں علیٰحدہ علیٰحدہ مارنا، اگر ایک سے زیادہ، یا ساتوں ایک دفعہ میں مارے تو ایک شمار ہوگی، اگرچہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں، اور باقی پوری کرنی ضروری ہوں گی۔

(۶) خودرمی کرنا، کسی دوسرے سے باوجود قادر ہونے کے بلا عذر رمی کرانی جائز نہیں، البتہ اگر مریض کسی دوسرے کو حکم کر دے، یا کوئی مجنون ،یابے ہوش ہو، یا بچہ ہو اور دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کرے، تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکری اُس شخص کے ہاتھ پر رکھ دی جائے اور اس کو خودپھینک دے، یا اس کا ساتھی پھینک دے، مریض کی طرف سے رمی کے لئے اس کا حکم شرط ہے اور بے ہوش وغیرہ کیلئے حکم شرط نہیں۔

مسئلہ: رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائے گا کہ جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو، اگر سوار ہو کر جمرات تک آسکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے، تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے، دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں، ہاں اگر سواری یا کوئی خاص شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے، دوسرے سے رمی کراسکتا ہے۔

مسئلہ: جو شخص دوسرے کی طرف سے رمی کرے تو اس کو پہلے اپنی سات کنکریاں پوری کرنی چاہئیں، اس کے بعد دوسرے کی طرف سے مارے، اگر اس طرح رمی کی کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری اور اس کے بعد دوسری دوسرے کی طرف سے ،تو جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔

گیارہویں ،بارہویں، تیرہویں کو اول تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے، اس کے بعد تینوں کی رمی دوسرے کی طرف سے کرے۔

مسئلہ: اگر معذور کا عذر، دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے وقت میں زائل ہوگیا ،تو دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: کم عقل مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں، تو ان پر فدیہ واجب نہیں، البتہ اگر مریض رمی نہ کرے گا، تو ترک رَمی کی جزاء واجب ہوگی۔

(۷) کنکری کا جنسِ زمین سے ہونا شرط ہے، خواہ پتھر ہو ،یا کچھ اورہو، جنسِ زمین کے علاوہ کسی اور چیز سے رمی جائز نہیں۔

مسئلہ: پتھر، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، گیرو، چونہ، ہڑتال، سُرمہ، پہاڑی نمک، گندھک، مردار سنگھ، ریت سے رمی جائز ہے، لیکن ریت کی ایک مٹھی، ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔

مسئلہ: پتھر سے رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: سونا چاندی، لوہا، عنبر، موتی، مونگا، جواہر، لکڑی، مینگنی وغیرہ سے رمی جائز نہیں۔

مسئلہ: یا قوت اور فیروزہ سے رمی میں اختلاف ہے، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس سے رمی نہ کرے۔

(۸) وقت رمی کا ہونا اور وقت کابیان پہلے گذر چکا۔

(۹) اکثر عدد رمی کا کرنا، اگر چار کنکریاں ماریں اور تین چھوڑ دیں تو جزا واجب ہوگی ،جیسا کہ جنایات میں مفصل آئے گا، اور اگر چار یا چار سے زیادہ چھوڑ دیں تو دَم واجب ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ رمی بالکل نہیں کی۔

(۱۰) ترتیب وار تینوں جمرات کی رمی کرنا، یہ بعض کے نزدیک شرط ہے اور اکثر کے نزدیک سنت ہے۔

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ: عورت اور مرد کے لئے رمی کے احکام برابر ہیں، کوئی فرق نہیں، البتہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: ہجوم کی وجہ سے عورت کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بن کر رمی کرنا جائز نہیں، اگر ہجوم کے خوف سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں اور بارہویں کو سورج غروب ہونے کے بعد، رات میں ہجوم کے خوف سے رمی کرے تو مکروہ نہیں، اسی طرح ضعیف اور کمزور کا حکم ہے، ان کے علاوہ اور لوگوں کے لئے مکروہ ہے۔

مسئلہ: کنکر رمی کے وقت ستون میں نہ مارے، بلکہ نیچے جہاں کنکری اکٹھی ہوتی ہیں، وہاں مارے، اگر ستون پر لگ کر نیچے گر گئی، یا اس کے اطراف میں گر گئی تو رَمی ہوجائے گی اور اگر دور گری تو رمی نہیں ہوگی دوبارہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: ہر جمرہ پر سات کنکر سے زیادہ جان بوجھ کر مارنا مکروہ ہے، شک ہوجانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو حرج نہیں۔

مسئلہ: منیٰ کے ایام میں سامان واسباب پہلے مکہ مکرمہ بھیجنا اور خود منیٰ میں رہنا، اسی طرح سامان منیٰ میں چھوڑ کر عرفات کو جانا مکروہ ہے، لیکن اگر سامان کی طرف سے اطمینان ہو اور مکہ مکرمہ بھیجنے اور منیٰ میں چھوڑنے سے تشویش نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

منیٰ سے مکہ مکرمہ روانگی

رمی سے فارغ ہو کر بارہویں کو یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے اور محصب میں تھوری سی دیر ٹھہر کر دعا کرے، خواہ نیچے اتر کر، خواہ سواری کے اوپر ہی۔

مسئلہ: محصب میں تھوڑی دیر اترنا یا ٹھہرنا سنت ہے، اس کو چھوڑنابرا ہے۔

نوٹ: اب حج پورا ہوگیا، اگر طواف زیارت کر لیا ہو تو بیوی بھی حلال ہوگئی، جب تک مکہ معظمہ میں قیام رہے، غنیمت اور سعادت سمجھے اور حرم شریف میں نمازوں اور نفلی طواف کو اللہ کی طرف سے انعام سمجھے۔

اپنے والدین اور عزیز واقارب کو نفلی طواف کر کے ثواب پہنچاتا رہے، پھر جب مکہ مکرمہ سے رخصت کا وقت آئے تو رخصتی طواف کرے، جس کا نام طوافِ صدر اور طوفِ وداع ہے، ایامِ تشریق یعنی تیرہویں کے بعد عمرہ کرنا چاہے تو عمرہ کرے اپنی طرف سے اور والدین واقارب کی طرف سے اور جس کی طرف سے چاہے کرے۔
عمرہ کا بھی بہت ثواب ہے، جیسا عمرہ کے بیان میں آئے گا اور نماز وروزہ صدقہ اور اعمال خیر کثرت سے کرے، حرم میں ایک قران ختم کرنا بھی مستحب ہے، اہل مکہ مکرمہ کو بری نظر سے نہ دیکھے، ان کے حالات پر بلا فائدہ نکتہ چینی نہ کرے، ان کی تعظیم کرے اور جہاں تک ہوسکتے ان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

طواف وداع

حج سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرے اور اس میں رمل نہ کرے اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے، طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آبِ زمزم پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے اور زمزم چہرہ، سر اور بدن کو ملے اور اپنے اوپر بھی ڈالے، پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے ابھری ہوئی ہے، بوسہ دے، پھر ملتزم سے لپٹے سینہ اور داہنا رخسار ملتزم کو لگا کر داہنا ہاتھ اوپر کو اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے، جیسا کہ کوئی غلام اور خادم اپنے آقا کا دامن پکڑتا ہے، اگر پردہ تک ہاتھ نہ پہنچے تو دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر دیوار پر سیدھے کھڑے کر کے پھیلا دے، غرض جس طرح ہوسکے،اس وقت خوب روئے، گڑگڑائے، آہ وزاری کرے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت بنالے اور بیت اللہ کی جُدائی پر اظہار افسوس دِل سے کرے، پھر حجر اسود کا استلام کرے اور اگر سہولت ہو تو اُلٹے پاؤں بیت اللہ کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوااور روتا ہوا مسجد سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دعا مانگے اور یہ دُعا مانگے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ اِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ اِنْ جَعَلْتَهٗ اٰخِرَ الْعَهْدِ فَعَوِّضْنِيْ عَنْهُ الْجَنَّةَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

تمام پاک بابرکت تعریفیں سب اللہ کے لئے ہیں، اے اللہ مجھ کو (حج سے) واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما اور اے ذوالجلال والاکرام مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنالے، اے اللہ آپ بیت اللہ کی اس زیارت کومیرے لئے آخری زیارت نہ بنائیں اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو اے ارحم الراحمین

آپ مجھے اس کے عوض جنت عطائیں فرما اور رحمت کا ملہ نازل فرمائیں بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر۔

حیض اور نفاس والی عورت طواف وداع نہ کرے، بلکہ دروازے پر کھڑی ہو کر دُعا مانگ لے۔

مسائل طواف وداع

مسئلہ: طواف وداع باہر کے رہنے والے (آفاقی)حاجی پر واجب ہے، خواہ حج افراد کیا ہو، یا قران، یا تمتع، بشرطیکہ عاقل ،بالغ ہو معذور نہ ہو، اہل حرم، اہل حل اہل میقات اور حائض و نفساء، مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں اور فائت الحج یعنی جس شخص کا حج فوت ہوگیا ،یا محصر یعنی جو حج سے روک لیا گیا ،اس پر بھی واجب نہیں اور صرف عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں۔

مسئلہ: طواف وداع مکی حلی اور میقاتی کے لئے مستحب ہے۔

مسئلہ: جو شخص مکہ مکرمہ یا حوالی مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے، تو اس سے یہ طواف ساقط ہوجاتا ہے، بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے، اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہوگیا تو بھی طوافِ وداع واجب نہ ہوگا، جیسے مکہ مکرمہ والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی ،لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو طواف وداع ساقط نہ ہوگا، اگرچہ سالہا سال رہے۔

مسئلہ: اول وقت طوافِ وداع کا طواف زیارت کے بعد ہے اگر مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہے، اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور اس لئے طواف وداع کر لیا اور اس کے بعد پھر قیام ہوگیا تو طوافِ وداع ادا ہوگیا اور آخر وقت اس کا معین نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعدکرے گا، تب بھی ادا ہوگا قضاء نہ ہوگا، البتہ مستحب یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر طواف کرے اور اس کے بعد فوراً سفر شروع کرے۔

مسئلہ: طوافِ وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہوگیا تو پھر چلنے کے وقت دوبارہ طواف وداع مستحب ہے۔

مسئلہ: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوجائے، تو اس کو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہوجائے گا۔
مسئلہ: طواف زیارت کے بعد اگر کسی نے نفلی طواف کیا تو طواف وداع ادا ہو گیا۔

بلا طواف وداع کئے میقات سے تجاوز کرنا

مسئلہ: جو شخص بلا طواف وداع کے مکہ مکرمہ سے چل دے ، تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو ،اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے، احرام کی ضرورت نہیں، اگر میقات سے نکل گیا تواب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے اور یہی بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے اور چاہے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کرے ،اس کے بعد طوافِ وداع کرے اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں، لیکن بلاوجہ ایسا کرنا بُرا ہے، میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے، بلا احرام آنا منع ہے۔
مسئلہ: تنعیم وغیرہ جانے والے کے لئے طوافِ وداع واجب نہیں ہے۔
مسئلہ: طوافِ قد وم ،یا طوافِ وداع، یا طوافِ زیارت کے لئے خاص طور سے نیت کرنا شرط نہیں ہے کہ فلاں طواف کرتا ہوں ،بلکہ ہر طواف کے وقت میں صرف طواف کی نیت کافی ہے، مثلاً مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت اگر طواف کیا، تو طواف قدوم ادا ہو جائے گا، اسی طرح ایام نحر میں طواف کرنے سے طواف زیارت ادا ہوجائے گا اور طواف زیارت کے بعد،یا وطن واپسی کے وقت طواف کرنے سے طواف وداع ادا ہو جائے گا، البتہ نیت کرنا افضل ہے، طوافِ زیارت کے بعد اگر نفل طواف کر چکا ہے، تو وہ بھی طواف وداع کے قائم مقام ہوجائے گا۔

حج کرنے کا طریقہ

یہاں تک بفضلہ تعالیٰ افعالِ حج کا مفصل بیان ترتیب وار شروع سے آخر تک ہوچکا، حاجی کو چاہیئے کہ وہ شروع سے آخر تک ان تمام احکام کو کئی مرتبہ غور سے مطالعہ کرے اور جس چیز کا وقت ہو ،اس وقت خاص طور سے

اس کے بیان کو بھی اچھی طرح دیکھ لے، شروع میں بیان ہوچکا ہے، کہ حج تین طرح کیا جاتا ہے، افراد، قران، تمتع، احکام مذکورہ اکثر تینوں قسم میں مشترک ہیں اور جو احکام کسی قسم کے ساتھ مخصوص ہیں، ان کو اس مقام پر ذکر کر دیا گیا ہے اور آئندہ بھی مختصر طور سے ان شاءاللہ بیان کیا جائے گا، اب مختصر طریقے سے تینوں قسم کے حج کرنے کی کیفیت اور طریقہ بیان کیا جاتا ہے، جو حقیقت میں احکام سابقہ کا خلاصہ ہے۔

افراد یعنی صرف حج کرنے کا مختصر اور مسنون

افراد کے معنٰی اکیلا کرنا اور اصطلاح میں صرف حج کرنا، اس کے ساتھ عمرہ نہ کرنا۔

جو شخص صرف حج کرنا چاہتا ہے، اس کو چاہیئے کہ میقات پر پہنچنے سے پہلے حجامت بنوائے، زیر ناف بال دُور کرے، بیوی ساتھ ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس سے صحبت بھی کرے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے اور غسل نہ کر سکے تو وضو کرلے، یہ غسل صرف صفائی کے لئے ہے، اس لئے حیض ونفاس والی عورت اور بچہ کے لئے بھی مسنون ہے، غسل کے بعد سلے ہوئے کپڑے بدن سے اتاردے، ایک تہہ بند (لنگی) باندھ لے اور ایک چادر اوڑھ لے، اگر دو کپڑے نہ ہوں تو ایک بھی کافی ہے، مستحب یہ ہے کہ دونوں کپڑے سفید نئے ،یا دھلے ہوئے ہوں، چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہو تو مضائقہ نہیں، البتہ مستحب یہ ہے کہ بالکل سلائی نہ ہو، اس کے بعد بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگائے، لیکن کپڑوں میں ایسی خوشبو نہ لگائے، جس کا جسم خوشبو لگانے کے بعد باقی رہے، پھر دو رکعت نماز نفل پڑھے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کرے تو بھی کافی ہے، احرام کی نماز میں اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللہ پڑنا افضل ہے اور یہ نماز سر ڈھانک کر بلا اضطباع کے پڑھے، سلام کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر احرام کی نیت دل سے کرے ، اور زبان سے کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے اس کے بعد تلبیہ یعنی

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ

تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے، مرد بلند آواز سے پڑھے اور عورت آہستہ، بس احرام بندھ گیا، اب کثرت سے تلبیہ پڑھتا رہے، بالخصوص حالات بدلنے کے وقت، مثلاً سوار ہوتے ہوئے ، سواری سے اترتے ہوئے، اُونچی جگہ

چڑھتے ہوئے، نیچائی میں اترتے ہوئے، صبح کے وقت، رات کو جب آنکھ کھلے، کسی سے ملاقات کے وقت، ہر نماز کے بعد، احرام باندھنے کے بعد۔

ممنوعاتِ احرام اور واجبات ومستحبات کا خیال رکھے، اس کے سوا اور کوئی خاص فعل حرم میں داخل ہونے تک کرنا نہیں ہوگا، جب حدِ حرم میں داخل ہو، (جو جدہ کی طرف سے جانے والے کے لئے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر شروع ہوتی ہے اور وہاں دو منارے بنے ہوئے ہیں) تو سواری سے اتر کر ننگے پاؤں چلنا افضل ہے، اگر زیادہ نہ چل سکے تو تھوڑی دور چلے اور نہایت خشوع وخضوع سے حرم میں داخل ہو اور تلبیہ، تکبیر، تہلیل کثرت سے کرے، جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ بِھَا حَلَالاً

پھر اگر سامان کی طرف سے اطمینان ہو تو سیدھا مسجد حرام میں جائے، ورنہ سامان کا انتظام کر کے مسجد حرام میں جائے اور مسجد میں باب السلام سے داخل ہو، اول داہنا پائوں رکھے اور نہایت عاجزی سے داخل ہو اور لَبَّیْکَ پڑھ کر اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور دعا مانگے، اس وقت یہ دعا مسنون ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذا تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا تلبیہ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے اور طواف قدوم کرے، بشرطیکہ فرض نماز، یا باجماعت، یا وتر، یا سنت موکدہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو اگر خوف ہو، تو پہلے اسے ادا کر لے۔

طواف کے لئے حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود دائیں طرف رہے پھر طواف کی نیت کرے، نیت کرنا فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

اس کے بعد داہنی طرف ذرا سا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہوجائے، پھر حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَھْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کا استلام کرے،، لوگوں کو تکلیف نہ دے، اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر ہاتھوں کو بوسہ دے، اگر اس طواف کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہو تو طواف شروع کرنے سے ذرا پہلے اضطباع کرے، یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور اول کے تین پھیروں میں رمل بھی کرے، یعنی ذرا اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے اور قریب قریب قدم رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح ذرا جلدی جلدی چلے اور اگر اس کے بعد سعی کا ارادہ نہ ہو تو رمل اور اضطباع نہ کرے۔

طواف شروع کرنے کے بعد تلبیہ نہ پڑھے اور حجر اسود کے استلام کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف، یعنی اپنے داہنی جانب کو چلے اور طواف میں حطیم کو شامل کرے، جب رکن یمانی (یعنی بیت اللہ کا مغربی جنوبی کونہ) پر پہنچے تو اس کو صرف دونوں ہاتھ، یا داہنا ہاتھ لگائے، بوسہ نہ دے اور ہجوم کے وقت یہاں اشارہ بھی نہ کرے۔

پھر جب حجر اسود تک پہنچ گیا تو ایک چکر پورا ہو گیا، اسی طرح سات چکر پورے کرے، ہر چکر کے پورا ہونے پر حجر اسود کا استلام کرے، ساتویں چکر کے ختم پر آٹھویں مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دے، بس طواف پورا ہو گیا پھر مقام ابراہیم (جو بیت اللہ کے مشرق کی جانب مطاف کے کنارے پر ہے) کی طرف ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پڑھتا ہوا چلے اور مقام ابراہیم کو بیت اللہ اور اپنے بیچ میں لے کر دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں سورہ کٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورہ فاتحہ کے بعد پڑھنا افضل ہے اور اگر وہاں جگہ نہ مل سکے تو بیت اللہ کے اندر، یا حطیم میں ،یا اور جس جگہ ممکن ہو پڑھے۔

نماز طواف کے بعد ملتزم کے پاس آئے اور اس سے لپٹ جائےا ور داہنا رخسار اور کبھی بایاںاس پر رکھے اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر خشوع وخضوع سے دعا کرے، پھر زمزم پر آئے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب سیر ہو کر تین سانس میں آب زمزم پئے اور اپنے اوپر بھی ڈالے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

پڑھے اور صفا کے قریب یہ پڑھے:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

اورصفا پر زیادہ اوپرنہ چڑھے، صفا پر قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جیسے دعا کے لئے اٹھاتے ہیں اور تکبیر، تہلیل، تحمید تین تین مرتبہ پڑھے اور جو دعائیں سعی کے بیان میں گزریں وہ پڑھے اور اگر وہ یاد نہ ہوں تو اپنی زبان میں دعا مانگے اور بہت دیر تک ٹھہر کر یہاں دعا کرے، پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف اطمینان سے چلے اور جب سبز میل جو مسجد کی دیوار میں لگا ہوا ہے، چھ ہاتھ رہ جائے تو وہاں سے دوسرے سبز میل تک دوڑ کر چلے ،لیکن بہت تیز نہ دوڑے اور صفا و مروہ کے درمیان یہ دعا پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

اے اللہ بخش دیجئے اور رحم فرمایئے، آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

پھر دوسرے میل سے نکل کر اپنی رفتار سے چلے اور مروہ پر کشادہ جگہ تک چڑھ کر تھوڑا سا داہنی طرف کو ہو جائے تا کہ قبلہ روہو جائے اور یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا وغیرہ دیر تک اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کی تھی، صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوگیا اور مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا ہوجائے گا، اسی طرح سات پھیرے پورے کرے، ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے اور ہر شوط میں جو دعا تسبیح یاد ہو اور جس میں جی لگے پڑھے، سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف کے کنارے پر آکر پڑھے۔

مفرد جب طواف قدوم اور سعی کر لے تو احرام کی حالت میں ہی مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور نفلی طواف جس قدر چاہے کر تا رہے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے، البتہ عمرہ نہ کرے، آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد ایسے وقت میں منٰی پہنچ جائے کہ ظہر کی نماز مستحب وقت میں وہاں پڑھ سکے، رات کو منٰی میں رہے اور پانچ نمازیں ظہر سے فجر تک وہیں پڑھے۔

نویں تاریخ کی صبح کو نماز فجر کے بعد جب دھوپ پھیل جائے تو عرفات کی طرف تلبیہ و تکبیر کہتے ہوئے چلے، جب جبل رحمت (عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو دعا مانگے، تکبیر، تہلیل، استغفار پڑھے۔

مسجد نمرہ (جو عرفات کے کنارے پر مکہ مکرمہ کی طرف ہے) کے قریب ٹھہرے اور کھانے پینے سے فارغ ہو کر زوال سے پہلے غسل کرے ،اس کے بعد مسجد نمرہ میں جا بیٹھے اور امام کا خطبہ سنے اور ظہر عصر دونوں اکٹھی ظہر کے وقت میں پڑھے، لیکن ان کے اکٹھے پڑھنے کے لئےکچھ شرائط ہیں جو پہلے بیان ہو چکی ہیں ان کو اچھی طرح ملحوظ رکھے۔

نماز سے فارغ ہو کر فوراً عرفات میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ جائے، اگر جبل رحمت کے قریب کے قریب جگہ ملے تو وہاں ٹھہرے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ ہے ،ورنہ جہاں چاہے ٹھہر جائے، جبل رحمت کا جس قدر قرب ہو بہتر ہے، جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے، اپنے موقف میں قبلہ رخ کھڑے ہونا بہتر ہے ،ورنہ لیٹنا ،بیٹھنا بھی جائز ہے، جب امام خطبہ پڑھے تو اس کو خشوع کے ساتھ سنے اور جو دعائیں یاد ہیں ان کو موقف میں شام تک پڑھتا رہے، سیر و تماشہ میں نہ لگے، تھوڑی تھوڑی دیر میں لَبَّیک پڑھتا رہے اور توبہ و استغفار کثرت سے کرے۔

عرفہ کے روز روزہ رکھنا حجاج کو جائز ہے، مگر نہ رکھنا افضل ہے، بہتر یہ ہے کہ روزہ بھی نہ رکھے اور زیادہ کھائے پیئے بھی نہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو لبّیک اور دعا پڑھتا ہوا امام کے ساتھ یا تنہا ،جیسا موقع ہو مزدلفہ کی طرف چلے اور سکون ووقار سے چلے، عرفات سے سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا جائز نہیں، اگر پہلے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، اگر راستہ کشادہ ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے، ورنہ آہستہ چلے، کسی کو تکلیف نہ دے۔

جب مزدلفہ آجائے تو غسل، یا وضو کرے اور مسجد مشعر حرام کے قریب راستہ سے داہنے طرف اترنا افضل ہے، راستہ میں نہ ٹھہرے، وادیٔ محسر کے علاوہ مزدلفہ میں جس جگہ چاہے ٹھہرے، وادیٔ محسر میں ٹھہرنا جائز نہیں، اسباب اتار نے سے پہلے مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک تکبیر سے عشاء کے وقت میں پڑھے، بیچ میں سنت نفل کچھ نہ پڑھے، بلکہ بعد میں پڑھے، ان دونوں نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کی شرائط بھی پہلے گزر چکی ہیں، عرفات یا راستہ میں مغرب و عشاء پڑھنا جائز نہیں، اگر کوئی پڑھ لے گا تو لوٹانا واجب ہوگا، اگر عشاء سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہوجائے اس وقت تک مغرب کی نماز بھی نہ پڑھے۔

مزدلفہ میں شب کو جس قدر ہوسکے عبادت کرے، یہ شب شب قدر سے بھی افضل ہے، جب صبح صادق ہوجائے، تو اول وقت میں فجر کی نماز امام کے ساتھ یا تنہا جیسا موقع ہو پڑھ کر، مشعر حرام کے پاس قبلہ رو ہو کر لبیک یا تسبیح اور تہلیل پڑھتا رہے اور دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول رہے، جب سورج نکلنے میں بقدر دو رکعت کے وقت باقی رہ جائے، تو منٰی کی طرف چلے، جب وادیٔ محسر میں پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور مزدلفہ سے چلتے وقت ستر کنکریاں چنے کے برابر اٹھا لے، راستہ یا اور کسی جگہ سے اٹھانا بھی درست ہے،البتہ جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے۔

جب منٰی میں آئے تو جمرۃ الاخریٰ(بڑے شیطان) کے پاس آکر نشیب میں پانچ ہاتھ یا اس سے زائد فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ منٰی داہنی جانب ہو اور مکہ مکرمہ بائیں جانب، انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکر پکڑ کر مارے اور تلبیہ پہلی کنکری پر موقوف کر دے اور ہر کنکر پر:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ وَرَضِیً لِّلرَّحْمٰنِ

پڑھے، کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے، رمی سے فارغ ہو کر وہاں نہ ٹھہرے ،اپنی جگہ پر آجائے۔

دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق سے پہلے تک ہے، مگر طلوع آفتاب سے زوال تک وقت مسنون ہے، اس کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت مباح ہے، غروب سے صبح صادق سے پہلے تک مکروہ ہے۔

رمی سے فارغ ہو کر قربانی کرے اور اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور قربانی کا گوشت کھانا چونکہ مستحب ہے، اس لئے ہو سکے تو تھوڑا سا گوشت، یا جس قدر ضرورت ہو لے لے، اگر ممکن ہو باقی صدقہ کرے،مفرد کے لئے حج کے شکریہ میں قربانی مستحب ہے، واجب نہیں۔

قربانی سے فارغ ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر سرمنڈوائے یا کتروائے، لیکن منڈوانا افضل ہے اور داہنی جانب سے شروع کرائے اور حجامت کے شروع میں اور بعد میں تکبیر کہے، عورت کو بال منڈانا چونکہ نا جائز ہے، اس لئے ساری چوٹی پکڑ کر ایک انگلی کے ایک پور کے برابر بال تر شوالے، یا خود تراش دے، نا محرم سے نہ کٹوائے ،مرد بال منڈوانے یا کترانے کے بعد مونچھیں کتروائے اور بغل کے بال صاف کرے، سر کے بال کٹوانے یا منڈوانے سے پہلے ان چیزوں کو کٹوانا درست نہیں، حجامت کے بعد ناخن بال وغیرہ کو دفن کرنا افضل ہے، حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع تھیں، وہ سب حلال ہوگئیں ،صرف بیوی حلال نہیں ہوئی ،یعنی اس سے صحبت اور بوس و کنار کرنا حلال نہیں ہوا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ آکر طواف زیارت کرنا چاہیئے، دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے، ورنہ بارہویں کے سورج غروب ہونے تک اس طواف کا وقت ہے، اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی ہے، تو اس طواف میں رمل بھی کرے اور اگر طواف زیارت کے وقت احرام اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے ہیں تو اضطباع نہ کرے ورنہ اضطباع بھی کرے۔

طواف زیارت کے بعد نماز طواف پڑھ کر حجرا سود کا استلام کر کے باب الصفاء سے نکل کر سعی کرے (اگر طواف قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے تو طواف زیارت کے بعد سعی کی ضرورت نہیں) اور منٰی واپس آجائے، رات کو منٰی میں قیام کرے، طواف زیارت کے بعد بیوی سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہوگئی۔

گیارہویں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، سنت یہ ہے کہ پہلے جمرہ اولیٰ (جو مسجد خیف کے قریب ہے) رمی کرے، پھر جمرہ وسطیٰ یعنی بیچ والے کی، پھر جمرہ اخریٰ یعنی تیسرے کی رمی کرے، جمرہ اولیٰ کی رمی کر کے ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہوکرہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور اتنی دیر تک دعا، تسبیح، تکبیر، تہلیل اور استغفار وغیرہ میں مشغول رہے، جتنی دیر تین پائو پارہ پڑھنے میں لگتی ہے، اگر اتنا نہ ہوسکے تو بقدر بیس آیات کے دعا وغیرہ کرے، اسی طرح جمرہ وسطٰی کی رمی کے بعد بھی دعا کرے اور جمرہ اخریٰ کی رمی کے بعد دعا نہ کرے، بلکہ رمی کر کے فوراً اپنے ٹھکانے پر چلا آئے، پھر بارہوں تاریخ کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے، بارہویں کی رمی کرنے کے بعد مکہ مکرمہ جاسکتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو زوال کے بعد رمی کر کے مکہ مکرمہ آئے۔

جب منٰی سے بارہویں یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے تو نہایت عاجزی سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے اور وادئ محصب میں جو منٰی کے راستہ میں مکہ مکرمہ کے قریب ہے، ظہر، عصر، مغرب و عشاء پڑھے ،پھر ذرا لیٹ جائے، اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور اگر اتنی دیر نہ ٹھہر سکے، تو تھوڑی ہی دیر وہاں ٹھہر جائے، خواہ نیچے اتر کر ،یا سواری پر۔ بس اب حج ہو چکا، جب تک جی چاہے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور خوب طواف اور عمرہ کرے، مگر عمرہ تیرہویں کے بعد کرے، ۹ سے ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا منع ہے۔

جب مکہ سے روانگی کا ارادہ ہو تو طواف و داع (رخصتی کا طواف) کرے، یہ طواف واجب ہے، اگر بلا کئے چلا جائے گا، تو میقات سے نکلنے سے پہلے پہلے لوٹ کر آنا واجب ہوگا اور میقات سے نکل جانے کے بعد اختیار ہے کہ دم دے، یا احرام باندھ کرواپس آکر اول عمرہ کرے، اس کے بعد طواف وداع کرے۔

طواف زیارت کے بعد اگر کسی نے نفلی طواف کرلیا تو اس کا طواف وداع ادا ہوگیا،چاہے طواف وداع کی نیت ہو یا نہ ہو، لیکن افضل یہ ہے کہ عین چلنے کے وقت کرے، پھر طواف و داع کے بعد دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس پڑھ کر زمزم کے پاس آئے اور قبلہ رخ کھڑا ہو کر پانی پیٹ بھر کر تین سانس میں پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف نظر کرے اور پیتے وقت یہ پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰه صلّى الله عَليه وَسَلَّمَ

اور پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡئَلُكَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنۡ كُلِّ دَاءٍ

اور باقی پانی سر اور چہرہ اور بدن پر ڈالے ،پھر ملتزم پر آئے اور اپنا سینہ اور داہنا گال دیوار کعبہ پر رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ کی طرف اٹھائے اور جس طرح غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر اپنی خطائیں بخشواتا ہے ،اسی طرح کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے، استغفار، تسبیح، تہلیل، دعاو درود میں دیر تک مشغول رہے، اگر رونانہ آئے تو رونے والے کی صورت بنائے، پھر چوکھٹ کو بوسہ دے اور دعا مانگے، پھر حجر اسود کا استلام کر کے کعبہ کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوا اور اس کی جدائی پر افسوس کرتا ہو ا،اگر ممکن ہو توالٹے پائوں باب الوداع سے نکلے اور مساکین کو صدقہ دے اور دعا مانگے۔

حیض اور نفاس والی عورت اگر اس وقت پاک نہ ہو، تو اس سے طواف و داع ساقط ہو جاتا ہے، اس کو چاہیئے کہ باب الوداع پر مسجد سے باہر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے مسجد میں نہ جائے۔

عمرہ

عمرہ کے معنی لغت میں مطلق زیارت کے ہیں اور اصطلاح میں میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفاو مروہ کی سعی کرنے کے ہیں، عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں، عمرہ تمام عمر میں ایک مرتبہ بشرط استطاعت و قدرت سنت موکدہ ہے۔

عمرہ کرنے کے لئے میقات سے حج کے احرام کی طرح عمرہ کا احرام باندھے اور احرام کے محرمات و مکر وہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں ان ہی آداب کو ملحوظ رکھ کر داخل ہو، جو پہلے گزر چکے ہیں ا ور مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ باب العمرہ سے داخل ہواور پھر رمل واضطباع کے ساتھ طواف کرے اور جب حجر اسود کااستلام کرے،تو تلبیہ موقوف کر دے اور طواف مکمل کرنے کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کر کے، باب الصفا سے نکل کر سعی کرے اور سعی ختم کر کے مروہ پر حجامت بنوا کر حلال ہو جائے اور سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف کے کنارے پر پڑھے بس عمرہ ہو گیا۔

عمرہ اور حج میں کیا فرق ہے

مسئلہ: عمرہ کی شرائط حج کی شرائط کی طرح ہیں اور اس کے احرام کے احکام بھی حج کے احرام کی طرح ہیں ،جو چیزیں وہاں حرام و مکروہ اور مسنون ومباح ہیں ،ان کا یہاں بھی یہی حکم ہے، البتہ ان امور میں حج کے لئے ایک خاص وقت معین ہے، عمرہ تمام سال میں ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہ تک عمرہ کرنامکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: حج فرض ہے،جبکہ عمرہ کرنا سنت موکدہ ہے۔

مسئلہ: حج فوت ہو جاتا ہے، عمرہ فوت نہیں ہوتا۔

مسئلہ: حج میں وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور نمازوں کو اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے، عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

مسئلہ: حج میں طواف قدوم اور طواف وداع ہوتا ہے، عمرہ میں دونوں نہیں ہوتے۔

مسئلہ: عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں طواف کرنے سے بکری ذبح کرنا کافی ہے اور حج میں کافی نہیں۔

مسئلہ: عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حل ہے، بخلاف حج کے کہ اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام حرم سے باندھنا ہوتا ہے، البتہ آفاقی شخص جب باہر سے آئے اور عمرہ کا ارادہ ہوتو اپنی میقات سے احرام باندھ کر آئے۔

مسئلہ: عمرہ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے، حج میں جمرہ اخری کی رمی شروع کرنے کے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔

فرائض عمرہ

عمرہ میں دو فرض ہیں، ایک احرام، دوسرا طواف، احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں اور طواف کے لئے صرف نیت فرض ہے۔

واجبات عمرہ

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بال منڈوانا، یا بالوں کو کٹوانا۔

مسائل عمرہ

مسئلہ: عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے، صرف پانچ روز یعنی ۹ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ کے دوران عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ان پانچ روز میں عمرہ کا احرام باندھا تو احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہو گیا، مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے اس پر عمرہ کا ترک کرنا واجب ہے، تا کہ گناہ سے بچ جائے اور ان ایام کے گزرنے کے بعد عمرہ کی قضا اور ایک دم واجب ہو گا اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا ان ہی ایام میں کر لیا تو عمرہ ہو گیا، لیکن ایک دم ارتکاب مکروہ کی وجہ سے واجب ہو گا اور اگر ان ایام میں احرام تو عمرہ کا باندھا، مگر عمرہ کے افعال ان ایام میں نہیں کئے ،بلکہ ایام تشریق کے بعد کئے تو عمرہ ہوگیا اور دم واجب نہیں ہو گا مگر ایسا کرنا برا ہے۔

مسئلہ: رمضان میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے، رمضان کے عمرہ کا ثواب ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے عمرہ کا ثواب اس حج کے برابر ہے، جو میرے ساتھ کیا ہے۔

مسئلہ: شعبان میں عمرہ شروع کیا اور رمضان میں اس کو پورا کیا تو اگر طواف کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے تو یہ عمرہ رمضانی شمار ہوگا، ورنہ شعبانی ہوگا، اسی طرح اگر رمضان میں شروع کیا اور شوال میں ختم کیا تو اگر طواف کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے تو رمضانی ہوگا ورنہ شوالی۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے والوں کے لئے عمرہ کے احرام کی میقات حل ہے، اس لئے حل میں جاکر جس جگہ چاہے احرام باندھے، لیکن افضل تنعیم ہے اور اس کے بعد جعرانہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ: کثرت سے عمرہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران کثرت سے طواف کرنا عمرہ کرنے سے افضل ہے۔

مسئلہ: آفاقی شخص اگر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے تو اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے۔

فضائل عمرہ

عمرہ کی فضیلت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے، ہم صرف تین روایتیں ذکر کرتے ہیں۔

(۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبُثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ الْفِضَّةِ (رَوَاهُ الترمذی وغیرہ)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ پے درپے (مسلسل) کیا کرو، کیونکہ وہ دونوں تنگدستی اور گناہ کو ایسے دور کر دیتے ہیں، جیسا کہ بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج و عمرہ سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں، بلکہ انسان سے ان دونوں کی برکت سے فقرو فاقہ بھی دور ہوجاتا ہے اور ظاہر و باطن، دنیا و آخرت کی دولت سے حج اور عمرہ کرنے والا مالا مال ہو جاتا ہے، لیکن اخلاص شرط ہے۔

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِيْ رَمْضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَفِيْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ حَجَّةً مَعِيْ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کا ثواب ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہوا۔

(۳) اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَہُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَلَہُمْ رَوَاہُ (ابن ماجۃ)
ترجمہ: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو وہ قبول کرتا ہے ،اگر خطا معاف کراتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرتے ہیں۔

قران یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ کرنا

قران کے معنی لغت میں دو چیزوں کو ملانے کے ہیں اور اصطلاح میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھباندھ کر حج اور عمرہ کرنے کو قران کہتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں حج اور عمرہ دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

قران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ کر، یا اس سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کے کپڑے پہن کر، دو رکعت نماز نفل سر ڈھانک کر پڑھے ،سلام کے بعد سر کھولے اور قبلہ رخ بیٹھ کر دل میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرے اور زبان سے یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ

پھر تلبیہ پڑھے:

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ

پھر اس طرح پڑھے:

لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ

اور باقی احکام عمرہ کے سب وہی ہیں جو مفرد کے لئے ہیں، ہر چیز کو اس کے بیان میں دیکھ لے، جو احکام قران کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو ہم آگے بیان کریں گے۔

جب مکہ مکرمہ میں پہنچے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب کا لحاظ رکھے ،اس کے بعد مسجد حرام میں مسجد کے آداب کے مطابق باب السلام سے داخل ہو کر اول عمرہ کا طواف مع اضطباع اور رمل کے کرے، طواف سے فارغ ہو کر نماز طواف اور آب زمزم وغیرہ سے فارغ ہو کر، حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفاء سے نکل کر

عمرہ کی سعی کرے، سعی کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہو گئے، لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت نہ بنوائے، کیونکہ حج کا احرام بھی باندھا ہوا ہے۔
سعی کے بعد فوراً یا ٹھہر کر مگر جہاں تک ہو سکے جلد از جلد طواف قدوم کر لے، ورنہ وقوف عرفہ سے پہلے پہلے طواف قدوم سے فارغ ہو جائے، طواف قدوم کے بعد اگر حج کی سعی بھی کرنی ہو تو اس میں رمل اور اضطباع کرے ورنہ نہ کرے، لیکن طواف قدوم کے بعد قارن کو سعی کرنا افضل ہے، اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی۔
عمرہ اور طواف قدوم سے فارغ ہو کر احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ میں قیام کرے ،اس کے بعد آٹھویں تاریخ کو منٰی جائے اور نویں کو عرفات جائے، منٰی، عرفات اور مزدلفہ کے احکام میں قران اور افراد میں کچھ فرق نہیں، اس لئے سب افعال اسی طرح کرے ،جس طرح مفرد کرتا ہے، پھر دسویں کو منٰی آکر صرف جمرہ اخری کی رمی کرے، اس کے بعد قران کے شکریہ میں قربانی کرے، اس کے بعد سر کے بال منڈوائے یا کٹوائے، حجامت کروانے کے بعداحرام سے حلال ہو جائے گا اور بیوی سے صحبت و بوس و کنار کے علاوہ ،وہ سب چیزیں جو احرام کی وجہ سے منع تھیں جائز ہو جائیں گی اس کے بعد اگر ۱۰ ذی الحجہ کو طواف زیارت کر سکتا ہے تو مکہ مکرمہ جاکر طواف زیارت کرے، دسویں کو کرنا افضل ہے، ورنہ ۱۲ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کر لینا ضروری ہے۔
طواف زیارت کے بعد منٰی واپس آکر گیارہ بارہ کو تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کرے اور اگر تیرہ کو بھی منٰی میں ٹھہرنا ہو تو پھر تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کرے اور اگر بارہ کو جانا چاہے تو جاسکتا ہے۔
رمی، حجامت اور قربانی کے احکام ہر ایک کے بیان میں مفصل لکھے جا چکے ہیں وہاں دیکھ لیں۔
جب منٰی سے مکہ آئے تو راستہ میں وادیٔ محصب میں اگر ہو سکے تو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھے اور ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آئے ورنہ جس قدر ہو سکے اگرچہ ایک لحظہ بھی وہاں ٹھہر جائے، یہاں ٹھہرنا سنت ہے، اس کے بعد مثل مفرد کے طواف وداع وغیرہ کرے،حج قران ہو گیا۔

شرائط قران

قران کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) عمرہ کا پورا طواف یاطواف کا اکثر حصہ (یعنی چار پھیرے) حج کے مہینوں میں کرنا، اگر حج کے مہینوں سے پہلے کر لیا تو قران نہ ہو گا۔

(۲) عمرہ کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ (یعنی چار پھیرے) وقوف عرفہ سےپہلے کرنا، اگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ کر لیا، تو عمرہ چھوٹ گیا، اس کی قضاء ایام تشریق کے بعد کرے اور ایک دم دے اور عمرہ چھوٹ جانے کی وجہ سے قران باطل ہو گیا اور دم قران بھی ساقط ہو گیا

(۳) حج کا احرام، عمرہ کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ (یعنی چار پھیرے) کرنے سے پہلے باندھنا، اگر حج کا احرام طواف عمرہ کے اکثر چکر کرنے کے بعد باندھا، تو قارن نہ ہو گا، متمتع ہو جائے گا۔

(۴) عمرہ فاسد کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھنا، اگر عمرہ فاسد ہونے کےبعد حج کا احرام باندھا تو قران نہ ہو گا بلکہ افراد ہو گا۔

(۵) حج اور عمرہ کا جماع اور ردۃ (مرتد ہونے سے) فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کا اکثر طواف کرنے سے پہلے جماع کر کے عمرہ کو فاسد کر دیا، یا وقوف عرفہ سےپہلے جماع کر کے حج کو فاسد کر دیا تو قران باطل ہو گیا اور دم قران بھی ساقط ہو گیا۔

مسئلہ: قران کے لئے حج اور عمرہ دونوں کا احرام میقات سے باندھنا شرط نہیں، بلکہ میقات پر صرف ایک احرام کا باندھنا ضروری ہے، اگر میقات پر عمرہ کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہو گیا، تو عمرہ کے طواف کےچار چکر کرنے سے پہلے پہلے حج کا احرام باندھ کر قران ہو سکتا ہے، اس طرح اگر میقات پر حج کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہوگیا، تو وقوف عرفہ سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر قارن ہو سکتا ہے، لیکن ایسا کرنا برا ہے میقات سے دونوں کا احرام باندھنا مسنون ہے۔

مسئلہ:اگر طواف عمرہ کے کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا، یا وقوف عرفہ کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو قارن نہ ہو گا۔

مسئلہ: قارن اگر احرام کے بعد یا عمرہ سے فارغ ہو کر بلا احرام کھولےاپنےوطن چلا جائے تو قران باطل نہ ہو گا، قران کے لئے وطن نہ جانا شرط نہیں ہے۔

مسائل قران

مسئلہ: قارن پر جمرۃ الاخریٰ کی رمی کے بعد ایک دم (قربانی) قران کے شکریہ میں واجب ہے، اس کو دم قران اور دم شکر کہتے ہیں۔

مسئلہ:ایک بکری ،یاایک بھیڑ ،یاایک دنبہ، یا گائے اور اونٹ میں سے کسی ایک کاساتواں حصہ دم قران میں جائز ہے، ساتویں حصہ سے کم جائز نہیں۔

مسئلہ:دم قران کی شرائط ،قربانی کی شرائط کی طرح ہیں۔

مسئلہ:دم قران سے قارن کو کھانا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ مثل قربانی کے ،ایک تہائی فقراء کو دے دے اور ایک تہائی احباب میں تقسیم کر دے اور ایک تہائی خود استعمال میں لائے، یا جیسے موقع ہو ویسا کرے، اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:دم قران کی نیت کرنا ضروری ہے، تا کہ دم جنایت سے ممتاز ہو جائے، بلانیت کے دم قران ادا نہ ہو گا۔

مسئلہ:اگر چند آدمی ایک اونٹ یا گائے میں شریک ہوں ،تو ہر ایک کو قربت اور ثواب کی نیت کرنا ضروری ہے، اگرچہ قربات(ثواب کی قسمیں) مختلف ہوں، مثلاً کوئی دم قران کا حصہ لے، کوئی نذر کا، کوئی قربانی کا، کوئی نفل کا، اگر کسی شریک نے محض گوشت کھانے کا حصہ لیا، قربت(ثواب) کی نیت نہیں کی، تو کسی کی طرف سے بھی دم ادا نہ ہو گا۔

مسئلہ:دم قران واجب ہونے کے لئے قران کا صحیح ہونا اور جانور یا اس کی قیمت پر قادر ہونا اور حاجی (قارن) کا عاقل بالغ آزاد ہونا شرط ہے، غلام اور نا بالغ پر دم واجب نہیں، غلام پر اس کی بجائے روزے واجب ہوں گے۔

مسئلہ:دم قران صرف ذبح کرنے سے ادا ہو جاتا ہے، اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں، اس لئے اگر ذبح کے بعد کسی نے اس کو چرا لیا، تو اس کی بجائے دوسرا دم واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ:دم قران کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حرم کے علاوہ اگر ذبح کیا جائے گا تو ادا نہ ہو گا، اسی طرح ایام نحریعنی دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ کی مغرب کے دوران ذبح کرنا واجب ہے، ان ایام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں، بعد میں جائز ہے، لیکن ترک واجب ہو گا۔

مسئلہ:ذبح کا اول وقت اگرچہ دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، مگر وقت مسنون سورج نکلنے کے بعد ہے اور قارن کے لئے رمی اور حجامت کے درمیان ذبح کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:مکہ مکرمہ اور حدود حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے، لیکن منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے۔

مسئلہ:اگر قارن یا متمتع دم شکر کے ذبح کرنے سے پہلے مر جائے، تو اس پر ذبح کی وصیت واجب ہے، اگر وصیت کر جائے، تو تہائی مال سے پوری کی جائے، اگر وصیت نہیں کی تو ورثاء پر ذبح کرنا واجب نہیں، لیکن اگر ورثاء خود اس کی طرف سے ذبح کریں، تو جائز ہے، تا کہ میت کے ذمہ سے دم ساقط ہو جائے۔

مسئلہ: قارن کے لئے رمی ذبح اور حجامت کو ترتیب وار کرنا واجب ہے، اول رمی کرے، پھر ذبح، پھر حجامت بنوائے، طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں، اگر ان تینوں سے پہلے ،یا بعد میں، یا بیچ میں طواف زیارت کرے تو جائز ہے، مگر سنت یہ ہے کہ حجامت کے بعد طواف کرے اور مفرد پر ذبح واجب نہیں ہے ،لیکن رمی اور حجامت میں اس کے لئے بھی ترتیب واجب ہے۔

مسئلہ:دم قران یا تمتع کے قائم مقام عید کی قربانی نہ ہوگی اور عید کی قربانی مقیم پر واجب ہے، مسافر پر واجب نہیں۔

مسئلہ: جو حجاج کرام مکہ مکرمہ میں۱۵ یوم یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کر لیں، ان پر بقر عید کی قربانی بھی واجب ہے، بقر عید کی قربانی مکہ مکرمہ میں بھی کی جا سکتی ہے اور اپنے وطن میں بھی حاجی کے رشتہ دار حاجی کی طرف سے کر سکتے ہیں، اگر حاجی کی قربانی اس کے رشتہ دار حاجی کی طرف سے اس کے وطن میں کر رہے ہوں تو اس بات کو ضرور لحاظ کریں کہ قربانی کے وقت مکہ مکرمہ اور جہاں قربانی کی جا رہی ہے دونوں جگہ عید کا ہونا ضروری ہے، مثال کے طور پر مکہ مکرمہ میں جس دن عید کا پہلا دن ہوتا ہے ،عام طور پاکستان میں اس دن عید نہیں ہوتی اور جب پاکستان میں عید کا تیسرا دن ہوتا ہے تو مکہ مکرمہ میں عید ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

دم قران اوردم تمتع کا بدل

مسئلہ: اگر قارن یا متمتع کے پاس اتنا خرچ نہیں ہے، کہ دم خرید سکے تو اس کے بدلے دس روزے رکھے،اس میں سے تین روزے دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھے، ان کو متفرق طور سے رکھنا جائز ہے، لیکن پے درپے رکھنا افضل ہے اور ساتویں ،آٹھویں، نویں ذی الحجہ کو رکھنا بہتر ہے، لیکن اگر اندیشہ ہو کہ روزہ سے ضعف ہو جائے گا اور وقوف عرفہ میں قصور آئے گا، تو نویں سے پہلے ہی روزوں فارغ ہوجانا افضل ہے، بلکہ ایسے شخص کے لئے عرفہ کا روزہ مکروہ ہے اور باقی سات روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد جہاں چاہے رکھے، خواہ مکہ مکرمہ میں، یا اور کسی جگہ، لیکن گھر آکر رکھنا افضل ہے، ان کو بھی متفرقاً رکھ سکتا ہے اور پے درپے(لگاتار) رکھنا افضل ہے،ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:اول کے تین روزوں کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) یہ روزے قارن کو احرام حج و عمرہ کے بعد اور متمتع کو احرام عمرہ کے بعد رکھنا چاہیئے، احرام سے پہلے رکھنے درست نہیں

(۲) یہ روزے حج کے مہینوں میں ہوں۔

(۳) دسویں ذی الحجہ سے پہلے ہوں۔

(۴) ان روزوں کی نیت رات سے ہو۔

(۵) ایام نحر تک قربانی سے عاجز رہے۔

مسئلہ:اگراول کے تین روزے دسویں ذی الحجہتک نہ رکھ سکا تو اب روزے نہیں رکھ سکتا بلکہ دم متعین ہوگیا، اگر دم کی قدرت اس وقت نہ ہو تو حجامت کروا کے حلال ہو جائے اور دو دم دے، ایک قران کا ،دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کااور اگر ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو تیسرا دم ایام نحر سے مؤخر کرنے کا بھی لازم ہوگا۔

مسئلہ:کسی نے دم پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے شروع کئے، تو اگر ایام نحر سے پہلے یا ایام نحر میں سر منڈوانے سے پہلے دم پر قادر ہو گیا، تو روزہ کا حکم باطل ہوگیا، اب روزہ رکھنا کافی نہیں، بلکہ ذبح کرنا واجب ہو گیا اور اگر ایام نحر کے بعد ،یا ایام نحر میں سر منڈوانے کے بعد قادر ہوا، تو باقی سات روزے رکھے، ذبح واجب نہیں، اسی طرح اگر اول تین روزے رکھے اور حلال نہیں ہوا، یہاں تک کہ ایام نحر گزر گئے اور پھر دم پر قادر ہو گیا، تب بھی دم واجب نہ ہوگا روزے رکھنے کافی ہوں گے۔

مسئلہ:اگر باوجود دم پر قادر ہونے کے اول کے تین روزے رکھے تو اگر دم یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) تک باقی رہے تو دم ہی واجب ہوگا اور اگر ذبح کے وقت سے پہلے دم ہلاک ہو گیا، تو یہ تین روزے معتبر ہو جائیں گے، سات روزےایام تشریق کے بعد اور رکھے۔

مسئلہ:سات روزوں کے صحیح ہونے کے لئے رات سے نیت کرنا اور دس روزوں میں سے تین روزوں کا دسویں سے پہلے ہونا شرط ہے۔

مسئلہ:اہل مکہ مکرمہ ،اہل میقات اور اہل حل کے لئے قران کرنا منع ہے، اسی طرح جو شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہو، اس کے لئے بھی قران جائز نہیں، ہاں اگر یہ لوگ حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر کہیں جائیں اور پھر واپسی میں قران کریں تو جائز ہے۔

مسئلہ: قران تمتع اور افراد سے افضل ہے، بشرطیکہ احرام کی طوالت کی وجہ سے ممنوعات احرام کے ارتکاب کا اندیشہ نہ ہو۔

تمتع یعنی اول عمرہ اور اس کے بعد حج کرنا

تمتع کے معنی لغت میں نفع اٹھانا اوراصطلاح شریعت میں تمتع یہ ہے کہ عمرہ یا اکثر طواف عمرہ کا حج کے مہینوں میں کر کے وطن جانے سے پہلے حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔
اس کو تمتع اس لئے کہتے ہیں کہ تمتع کرنے والا احرام عمرہ اور حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام کی وجہ سے منع ہیں فائدہ اٹھا سکتا ہے، بخلاف قارن کے کہ وہ عمرہ سے فارغ ہو کر بھی محرم (حالت احرام ہی میں) رہتا ہے اور ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، تمتع افراد سے افضل ہے۔

تمتع کا طریقہ

تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے، کہ اول عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے، عمرہ سے فارغ ہو کر سر منڈوا کر حلال ہو جائے اور حلال ہو کر مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا اور کسی جگہ مگر اپنے وطن نہ جائے، جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے، آٹھویں کو منٰی جائے اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر، منٰی میں پڑھے رات کو وہیں رہے نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وقوف عرفہ زوال سے غروب تک کرے، دسویں کی شب میں مزدلفہ رہے، دسویں کی صبح کو نماز اول وقت پڑھ کر دعا کرتا رہے اور جب بقدر دو رکعت کے سورج نکلنے میں وقت رہ جائے، تو مزدلفہ سے منی کو چل دے اور ستر کنکر یاں مزدلفہ سے چن لے اور وادی محسر سے دوڑ کر نکل جائے، منٰی میں آکر جمرہ اُخریٰ کی رمی کرے، پھر دم تمتع ذبح کرے، اس کے بعد سر منڈوائے یا کتر وائے ،پھر طواف زیارت کرے اور اول کے تین پھیروں میں رمل کرے، اضطباع نہ کرے، طواف کے بعد سعی کرے، پھر بارہ یا تیرہ ذی الحجہ تک منٰی میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، پھر منٰی سے واپسی میں اگر ممکن ہو محصب میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، پڑھے پھر ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آئے، اگر اتنا نہ ہوسکے، تو تھوڑی دیر ہی ٹھہر جائے، پھر مکہ مکرمہ سے چلتے وقت طواف وداع کرے، پوری تفصیل ان سب احکام حج کی حج افراد کے بیان میں اور عمرہ کی عمرہ کے بیان میں دیکھ لیں، سب آداب و سنن کا لحاظ رکھا جائے اور ہر چیز کا بیان اچھی طرح سے دیکھ لیا جائے۔

شرائط تمتع

(۱) تمتع کے لئے آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا)ہونا شرط ہے، مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کو تمتع جائز نہیں۔

(۲) پورا عمرہ یاعمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں میں کئے گئے ہوں ،اگرچہ احرام عمرہ حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہو، مثلاً تیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور دو تین پھیرے طواف کے کئے تھے، کہ سورج غروب ہوگیا اور باقی پھیرے عمرہ کے طواف کے شوال کی پہلی رات میں کئے، تو اس صورت میں تمتع صحیح ہو جائے گا اور اگر چار پھیرے کرنے کے بعد سورج غروب ہوا، تو تمتع صحیح نہ ہو گا، کیونکہ طواف کا اکثر حصہ مضان میں ہوا، حج کے مہینوں میں نہیں ہوا۔

(۳) حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا سارا طواف یا اکثر کرنا، اگر پورا طواف یا اکثر پھیرے کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھا تو تمتع نہ ہو گا، قران ہو جائے گا۔

(۴) حج اور عمرہ کو ایک ہی سال میں کرنا، اگر طواف عمرہ حج کے مہینوں میں ایک سال میں کیا اور حج دوسرے سال میں کیا تو تمتع نہ ہو گا، اگرچہ اپنے وطن بھی نہ گیا ہو۔

(۵) حج اور عمرہ دونوں کو ایک سفر میں کرنا، اگر عمرہ حج کے مہینوں میں کرے اور احرام کھول کر وطن چلا گیا اور پھر حج کیا تو تمتع نہ ہو گا اور اگر طواف عمرہ سے پہلے،یا طواف عمرہ کے بعد سر منڈوانے سے پہلے وطن چلا گیا اور پھر واپس آکر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا،اسی طرح اگر سر منڈوانے کے بعد حرم سے نکل گیا لیکن میقات سے نہیں نکلا اور واپس آکر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا، ایسے ہی عمرہ کر کے میقات سے بھی باہر مثلاً مدینہ طیبہ چلا گیا، پھر وہاں سے واپسی کے وقت فقط حج کا احرام باندھ کر آیا اور حج کیا، توحج تمتع صحیح ہو گا۔

(۶) عمرہ کا فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کو فاسد کر کے، عمرہ کے بعد حج کیا ،تو تمتع نہ ہو گا۔

(۷) حج کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ فاسد نہ کیا، لیکن حج کو فاسد کر دیا ،تو تمتع نہ ہو گا۔

(۸) حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ مکرمہ کو دائمی طور سے مستقل وطن نہ بنانا، اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں دائمی طور سے رہنے کا ارادہ کر کے وطن بنا لیا اور پھر حج کر لیا تو تمتع نہ ہو گا اور عارضی طور سے ایک دو ماہ عمرہ کے بعد قیام کیا اور پھر حج کیا ،تو تمتع ہو جائے گا۔

مسئلہ: عمرہ کا احرام تمتع کے لئے میقات سے باندھنا شرط نہیں، اگر میقات سے گزر کر،یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا، تو تمتع صحیح ہو جائے گا، لیکن میقات سے بلا احرام باندھے گزر جانا چونکہ منع ہے، اس لئے

میقات سے بلا احرام گزرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا، اسی طرح حج کا احرام بھی تمتع کرنے والے کیلئے حرم سے باندھنا شرط نہیں، اگر حل سے ،یا عرفہ ہی سے حج کا احرام باندھ لے گا ،تب بھی تمتع ہو جائے گا، لیکن اس صورت میں دم واجب ہوگا، کیونکہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھنے والوں کے لئے میقات حرم ہے اور میقات سے بلا احرام گزر جانے سے دم یا پھر میقات پر لوٹ آنا واجب ہوتا ہے، جیسا کہ میقات کے بیان میں گزر چکا۔

تمتع صحیح ہونے کے لئے عمرہ کا احرام حج کے مہینوں میں باندھنا شرط نہیں، بلکہ صرف یہ شرط ہے کہ عمرہ کا اکثر طواف حج کے مہینوں میں واقع ہو، اگرچہ احرام پہلے باندھا ہو، صحت تمتع کیلئے یہ بھی شرط نہیں کہ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی شخص کی طرف سے ہوں، بلکہ اگر ایک چیز اپنی طرف سے اور دوسری کسی دوسرے کی طرف سے کرے تو جائز ہے،

اگر ایک شخص نے عمرہ کے لئے اپنی طرف سے کسی کو حکم دیا اور کسی دوسرے شخص نے اسی شخص کو حج کا حکم کیا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی اور مامور نے تمتع کر لیا تو جائز ہے، لیکن دم تمتع مامور کے مال میں ہوگا، اگر فقیر ہو تو اس کے بدلے روزے رکھے۔

تمتع کے لئے نیت کرنا شرط نہیں بلکہ بلانیت بھی اگر حج و عمرہ تمتع کی شرائط کے مطابق حج کے مہینوں میں ہوگئے، تو تمتع صحیح ہو جائے گا۔

مسائل تمتع

مسئلہ: متمتع پر قارن کی طرح دم تمتع واجب ہے، جمرہ اُخریٰ کی رمی کے بعد ذبح کرے گا، اگر دم پر قادر نہ ہوتو دس روزہ رکھے، جیسا کہ قران کے بیان میں گزر چکا اور دیگر احکام بھی وہاں بیان ہو چکے۔

مسئلہ: متمتع ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کر سکتا ہے۔

مسئلہ: متمتع آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھے اور اس سے پہلے باندھنا افضل ہے اور حرم میں جس جگہ سے چاہے احرام باندھ سکتا ہے، لیکن مسجد حرام اور مسجد حرام میں بھی حطیم سے باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ: متمتع اگر آٹھویں تاریخ کا احرام باندھ کر حج کی سعی پہلے ہی کرنی چاہے تو ایک نفلی طواف رمل واضطباع سے کرنے کے بعد سعی کرے ،ورنہ طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔

مسئلہ: متمتع پر طواف قدوم واجب نہیں، عمرہ کے بعد جس قدر چاہے نفل طواف کرے۔

جنایات یعنی ممنوعات احرام و حرم اور ان کی جزا

جنایات جنایت کی جمع ہے، جنایت لغت میں تقصیر اور خطا کو کہتے ہیں اور حج کے بیان میں ہر اس فعل کا ارتکاب جنایت ہے جس کا کرنا احرام، یا حرم کی وجہ سے ممنوع ہو، احرام کی جنایات آٹھ ہیں۔

(۱) خوشبو استعمال کرنا (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا (۴) بال دور کرنا۔

(۵) ناخن کاٹنا (٦) جماع کرنا (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا (۸) خشکی کے جانور کو شکار کرنا۔

حرم کی جنایات دو ہیں:

(۱) حرم کے جانور کو چھیڑنا یعنی شکار کرنا اور تکلیف پہنچانا (۲) حرم کا درخت اور گھاس کاٹنا۔

ان سب چیزوں کو ترتیب وار مع ان کے اجزاء کے ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔

قواعد کلیہ

اول چند قاعدے سمجھ لینے چاہئیں، جنایات کے بیان میں اس سے بہت مدد ملے گی بلکہ ان کو زبانی یاد رکھنا چاہیئے۔

(۱) جنایات کا ارتکاب اگر بلا عذر کیا جائے اور اس فعل کو کامل طور سے کیا جائے، تو دم کا وجوب حتمی طور سے متعین ہے اور اگر بلا عذر ناقص طریق سے کیا جائے، تو صدقہ کا وجوب حتمی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ارتکاب کیا اور کامل طور سے کیا تو دم، یا تینروزے ،یا صدقہ بطور اختیار واجب ہوتا ہے ،یعنی تینوں میں سے جو چاہے ادا کر سکتا ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ناقص طور سے کیا ہے تو ایک روزہ یا صدقہ واجب ہوگا اور دونوں میں اختیار ہوگا کہ جو چاہے اختیار کرے۔

(۲)جنایات حرم اور خشکی کے شکار کی جزاء میں اختیار ہے کہ اس کی قیمت کا جانور ذبح کر دے اگر اتنے میں جانور آسکتا ہے، یا اس کی قیمت صدقہ کر دے ،یا اس کی بجائے روزے رکھے۔

(۳)جنایت احرام میں قارن پر دو جزا ہوتی ہیں کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں ،البتہ قارن اگر میقات سے بلا احرام کے گزر جائے تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔

(۴)جس جگہ جزاء میں مطلق دم بولا جائے، اس سے مراد ایک بکری، یا بھیڑ، یا دنبہ ہوتا ہے اور گائے اور اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور دم میں قربانی کی تمام شرائط کا اعتبار ہے۔

سالم اونٹ،یا گائے صرف دو جگہ واجب ہوتی ہے ،ایک تو جنابت، یا حیض ،یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈوانے سے پہلے عورت سے ہم بستر ہونا۔

(۵)جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے نصف صاع گیہوں، یا ایک صاع جو مراد ہوتا ہے اور جس جگہ صدقہ کی مقدار متعین کر دی جائے، اس سے مراد خاص وہی مقدار ہوتی ہے، صاع کی مقدار ساڑھے تین سیر ہے۔

(۶)ممنوعات احرام اگرچہ عذر کی حالت میں کئے جائیں تب بھی جزاء واجب ہوتی ہے۔

(۷)واجبات حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزاء واجب ہوتی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزاء واجب نہیں ہوتی۔

جزاء کے واجب ہونے کی شرائط

جزا واجب ہونے کے لئے اسلام، عقل اور بلوغ شرط ہے، کافر، نابالغ اور مجنون پر جزا واجب نہیں ہوتی اور ان کی طرف سے ان کے ولی پر بھی واجب نہیں ہوتی البتہ اگر احرام کے بعد مجنون ہوا اور پھر بعد میں ہوش آگیا تو ممنوعات احرام کی جزا واجب ہوتی۔

مسئلہ: جنایات کی جزاء اور کفارات فوراً ادا کرنی واجب نہیں، لیکن اخیر عمر میں جب ظن غالب فوت ہونے کا ہو تو اس وقت ادا کرنا واجب ہے، اگر تاخیر کی تو گناہ ہوگا اور وصیت کرنی واجب ہوگی، اگر وارث بلا وصیت کے جزاء ادا کریں تو ادا ہو جاتی ہے، البتہ وارث کو جزاء میں میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ کفارات کو جلد ادا کرنا افضل ہے۔

مسئلہ:جنایت جان بوجھ کر کرے یا بھول کر غلطی سے، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے ہوئے کرے یا جاگتے ہوئے،ہوش میں ہو یا بے ہوش، مال دار ہو یا تنگ دست ،خود کرے یا کسی کے کہنے سے، معذور ہو یا غیر معذور، سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:جان بوجھ کر جنایت کرنا سخت گناہ ہے اور اس کی جزاء دینے سے گناہ معاف نہیں ہوتا، گناہ کے معاف ہونے کے لئے توبہ کرنی ضروری ہے اور ارتکاب جنایت سے حج مبرور نہیں ہوتا۔

خوشبو استعمال کرنا

خوشبو ہر وہ چیز ہے کہ جس میں سے اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں، جیسے مشک کا فور،عنبر، صندل، گلاب، ورس، زعفران، کسم، حنا، لوبان، بنفشہ، چنبیلی، بیلا، نرگس، عود اور دیگر عطریات و خوشبودار چیزیں۔

مسئلہ:خوشبو لگانے سے مراد بدن یا کپڑے پر خوشبو کا اس طرح لگ جانا ہے، کہ بدن اور کپڑے سے خوشبو آنے لگے۔

مسئلہ:جان بوجھ کر خوشبو لگائی جائے یا بھول کر، ارادہ سے یا بلا ارادہ زبردستی سے یا خوشی سے بہر صورت جزاء واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ:خوشبو کا استعمال بدن، لنگی، چادر، بستر اور سب کپڑوں میں ممنوع ہے ،اسی طرح خوشبو دار خضاب، یا دوا، یا تیل لگانا، یا کسی خوشبو دار چیز سے بدن اور بالوں کو دھونا، یا کھانا پینا سب ممنوع ہے۔

مسئلہ:مرد اور عورت دونوں کے لئے خوشبو کا استعمال احرام کی حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ:عاقل ،بالغ محرم نے کسی بڑے عضو جیسے سر، پنڈلی، چہرہ، داڑھی، ران، ہاتھ، ہتھیلی وغیرہ پر خوشبو لگائی، یا ایک عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہو گیا ،اگرچہ لگاتے ہی فوراً دور کردی ہو اور اگر پورے بڑے عضو پر نہیں لگائی، بلکہ تھوڑے، یا اکثر حصہ پر لگائی ،یا کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیرہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار اس وقت ہے، جب خوشبو تھوڑی ہو، اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر اگر بڑے عضو کے تھوڑے حصہ میں، یا چھوٹے عضو پر بھی لگائے گا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی اور زیادہ ہونے میں عرف پر مدار ہوگا، جس کو عرف میں زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ ہوگی اور جس کو تھوڑا سمجھا جائے وہ تھوڑی ہوگی۔

مسئلہ:احرام کی نیت سے پہلے خوشبو لگائی اور پھر کسی دوسرے عضو پر لگ گئی تو کوئی جزاء واجب نہ ہوگی اور اس کا سونگھنا بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ:احرام باندھنے سے پہلے عطر لگایا اور احرام کے بعد اس کی خوشبو باقی ہے، تو کچھ حرج نہیں چاہے کتنی ہی مدت تک باقی رہے۔

مسئلہ:ایک جگہ بیٹھ کر سارے بدن کو خوشبو لگائی، تو صرف ایک ہی دم واجب ہو گا اور اگر مختلف جگہ لگائی تو ہر جگہ کا مستقل دم واجب ہو گا۔

مسئلہ: بدن پر متفرق طور سے خوشبو لگائی، اگر سب کو جمع کرنے کے بعد ایک بڑے عضو کے برابر ہو جائے، تو دم واجب ہو گا، ورنہ صدقہ۔

مسئلہ:عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے گی، تو دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:عطر والے کی دوکان پر بیٹھنے میں مضائقہ نہیں ،البتہ خوشبو سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:اگر ایک محرم دوسرے محرم کے خوشبو لگائے، تو لگانے والے پر کوئی جزا نہیں، لگوانے والے پر جزا ہے ،لیکن دوسرے کو بھی لگانا حرام ہے۔

مسئلہ:کپڑے پر خوشبو لگائی،یا خوشبو لگایا ہوا کپڑا پہن لیا، تو اگر ایک بالشت مربع (یعنی ایک بالشت مربع طول و عرض) میں، یا اس سے زیادہ میں خوشبو لگی ہوئی ہے اور اس کو ایک دن کامل یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہو گا اور اگر ایک بالشت سے کم میں لگی ہوئی ہے، یا پورا ایک دن یا ایک رات نہیں پہنا تو صدقہ واجب ہو گا۔

مسئلہ:اگر خوشبو لگا ہوا کپڑا ایسا سلا ہوا تھا، جو محرم کو پہننا منع ہے، تو اس صورت میں دو جنایت شمار ہوں گی ایک خوشبو کی اور ایک سلے ہوئے کپڑے پہننے کی، اس لئے دو جزاءواجب ہوں گی۔

مسئلہ: چادر یا تہبند کے پلہ میں کافور، عنبر، مشک وغیرہ کوئی خوشبو باندھی اور خوشبو زیادہ تھی، تو اگر ایک دن رات باندھے رہا تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی تھی، یا ایک پورا دن، یا ایک رات پوری نہیں باندھا تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ:زعفران، یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات کامل پہنا، تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ:کپڑے کو دھونی دی اور بہت سی خوشبو کپڑے کو لگ گئی اور ایک دن یا رات اس کو پہنا تو دم دے اور اگر تھوڑی لگی ہو، یا پورا دن یا رات نہ پہنا ہو تو صدقہ دے اور اگر خوشبو بالکل نہیں لگی تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ:ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں کسی چیز کی دھونی دی گئی تھی اور کپڑوں میں خوشبو آنے لگی اور خوشبو کپڑوں پر بالکل نہیں لگی تو کچھ واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ:احرام سے پہلے کپڑوں کو دھونی دی اور ان کو پہن کر احرام باندھا تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ:زعفران، یا کسم میں رنگا ہوا تکیہ محرم کو لگانا مکروہ ہے۔

نوٹ:خوشبو کی وجہ سےجب جزاء واجب ہو تو خوشبو کا فوراً بدن اور کپڑے سے دور کرنا واجب ہے، اگر کفارہ دے دیا اور اس کو دور نہیں کیا تو دوسری جزاء پھر واجب ہو جائے گی اور اس خوشبو کو اگر کوئی غیر محرم شخص موجود ہو تو اس سے دھلوائے، خود نہ دھوئے، یا خود پانی بہائے اور اس کو ہاتھ نہ لگائے، تا کہ دھوتے ہوئے خوشبو کا استعمال لازم نہ آئے۔

مسئلہ:اگر بہت سی خوشبو کھائی ،یعنی اتنی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی کھائی، یعنی منہ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقہ واجب ہے،یہ اس وقت ہے جب کہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں، اگرچہ خوشبو کی چیز غالب ہو اور اگر پکا ہوا کھانا ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خوشبو کی چیز غالب ہے تو دم واجب ہے اگرچہ خوشبو بھی نہ آتی ہو اور اگر مغلوب ہے تو دم یا صدقہ نہیں اگرچہ خوشبو خوب آتی ہے، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:دار چینی، گرم مصالحہ وغیرہ کھانے میں ڈال کر پکانا اور کھانا جائز ہے۔

مسئلہ:پینے کی چیز میں مثلاً چائے قہوہ وغیرہ میں خوشبو ملائی، تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم ہے اور اگر مغلوب ہےتو صدقہ ہے، لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہو گا اور پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانے کی وجہ سے کچھ فرق نہیں آتا، پینے کی چیز میں خوشبو ڈال کر خواہ پکایا جائے یا نہ پکایا جائے بہر صورت جزاء ہے۔

مسئلہ: سوفٹ ڈرنک یا اور کوئی پانی کی بوتل، یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو، احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہوئی ہو اگرچہ برائے نام ہو وہ اگر پی جائے گی تو صدقہ واجب ہو گا۔

مسئلہ:پان میںلونگ الائچی کھانا مکروہ ہے، کھانے سے کوئی جزاء واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ: اگر خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا، یا ایسی دوائی لگائی، جس میں خوشبو غالب ہے اور پکی ہوئی نہیں ہے تو اگر زخم ایک بڑے عضو کے برابر ،یا اس سے زیادہ ہے تو دم واجب ہے اور اگر ایک بڑے عضو سے کم ہے، تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ:ایک زخم پر کئی مرتبہ خوشبودار دوا لگائی، یا اسی جگہ دوسرا زخم ہوگیا اور اس پر بھی دوا لگائی، یا دوسری جگہ زخم ہوگیا اور پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا اور دونوں پر دوا لگائی، تو دونوں کے لئے ایک جزاء کافی ہے اور اگر پہلا زخم اچھا ہونے کے بعد دوسرا زخم ہوا اور اس پر دوا لگائی، تو اس کے لئے دوسری جزاء واجب ہوگئی۔

مسئلہ:زیتون یا تل کا خالص تیل اگر ایک بڑے عضو، یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہے اور اگر اس کو کھالیا، یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ:زیتون یا تل کا تیل زخم پر ،یاہاتھ پاؤں کی پھٹن میں لگایا ،یا ناک کان میں ٹپکایا تو نہ دم نہ صدقہ واجب ہو گا۔

مسئلہ:تل کے یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہے، جیسے گلاب یا چنبیلی وغیرہ کے پھول ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب اور چنبیلی کہتے ہیں، یا اور کوئی خوشبودار تیل اگر ایک عضو کامل پر لگایا جائے گا تو دم واجب ہو گا اور اس سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ:بلاخوشبو کا سُرمہ لگانا جائز ہے اور اگر خوشبو دار ہو تو صدقہ واجب ہو گا، لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:اگر سارے سر، یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیااور مہندی پتلی پتلی لگائی، خوب گاڑھی نہیں لگائی تو ایک دم واجب ہے اور اگر گاڑھی گاڑھی مہندی سارے دن یا ساری رات لگائے رکھی تو دو دم واجب ہوں گے اور اگر ایک دن یارات سے کم لگائے رکھی تو ایک دم اور ایک صدقہ واجب ہو گا، ایک دم خوشبو کی وجہ سے اور ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے، یہ حکم مرد کے لئے ہے، عورت پر ایک ہی دم واجب ہو گا، کیونکہ اس کے لئے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ:ساری داڑھی یا پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: وسمہ یعنی نیل کا خضاب اگرا تنا گاڑھا کیا، کہ سر ڈھک گیا ،اگر ایک دن یا رات لگارہا تو دم واجب ہو گا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہو گا اور پتلا تھا تو کچھ واجب نہیں ہو گا، لیکن صدقہ کردینا اچھا ہے۔

مسئلہ:دردسر کی وجہ سے اگر خضاب کیا، تو جزاء واجب ہو گی۔

مسئلہ:احرام سے پہلے سر پر گوند، یا اور کوئی چیز اتنی گاڑھی لگائی، کہ سر ڈھکنے کے حکم میں ہوگیا تو احرام کی حالت میں اس کو باقی رکھنا جائز نہیں، ہاں اتنی تھوڑی سی کوئی چیز پتلی پتلی سر میں ابتدائے احرام کے وقت لگانا جائز ہے، جس سے سر نہ ڈھکے اور احرام باندھنے کے بعد اتنی تھوڑی لگانی بھی مکروہ ہے،آج کل بالوں کو چپکانے کے لئے جو جیل استعمال کی جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

سلا ہوا کپڑا پہننا

مرد کے لئے احرام میں جو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، اس سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو پورے بدن کے برابر، یا کسی عضو کے برابر بنایا جائے اور بدن کا، یا عضو کا احاطہ کرلے، خواہ سلائی کے ذریعہ سے یہ صورت پیدا ہو، یا

کسی چیز سے چپکا کر ،یا بنائی کے ذریعہ، یاکسی اور طریقہ سے اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے۔

مسئلہ: مرد نے احرام کی حالت میں سِلا ہوا کپڑا پہنااور اسی طرح پہنا جس طرح اس کو عام طور پر پہنا جاتا ہے، تو اگر ایک دن یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہے اور اگر ایک گھنٹہ پہنا ہو تو نصف صاع صدقہ ہے اور گھنٹہ سے کم میں ایک مٹھی گیہوں دیدے اور اگر ایک روز سے زیادہ پہنا ہے، تب بھی ایک دم واجب ہے، اگر چہ کتنے ہی روز پہنے رہے اور اگر رات کو اس نیت سے اتارا کہ صبح پھر پہن لوں گا روز اسی طرح رات کو اتارا، اور صبح کو پہنتارہا تو ایک ہی دم واجب ہو گا، جب تک کہ اس نیت سے نہ اتارے کہ اب نہیں پہنوں گا، اگر اس نیت سے اتارا کہ اب پھر نہیں پہنوں گااور اس کے بعد پہن لیا تو دوسرا کفارہ واجب ہو گا، پہلا کفارہ دیا ہو یانہ دیا ہو۔

مسئلہ: ایک دن یا رات سے مراد ایک دن یا رات کی مقدار ہے، چاہے پورا دن یا پوری رات نہ ہو، مثلاً اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک پہنا، تب بھی دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:سارے دن یا رات کا کپڑا پہن کر دم دے دیا اور کپڑا اتارا نہیں بلکہ پہنے رہا تو دوسرا دم دینا ہو گا، اور اگر دم نہیں دیا اور کئی روز پہن کر نکالا تو ایک ہی دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھا اور ایک دن یا رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور کم میں صدقہ۔

مسئلہ:بخار کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر بخار اتر گیا اور کپڑا نہیں اتارا اس کے بعد پھر بخار آگیا، یااور کوئی مرض پیدا ہوگیا تو دوسرا کفارہ واجب ہو گا، خلاصہ یہ کہ ہر مرض کو علیحدہ سبب شمار کیا جائے گا اور ہر ایک کے لئے کپڑا استعمال کرنے سے مستقل کفارہ ہو گا۔

مسئلہ:ضرورت کی وجہ سے کپڑا پہنا، پھر یقین ہو گیا کہ اب ضرورت نہیں رہی، لیکن پہنے رہا اتارا نہیں، تو اگر ایک رات یا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہو گا، ورنہ صدقہ اور اگر یقین نہیں تھا شک تھا ،تو ایک ہی کفارہ واجب ہو گا۔

مسئلہ:ہر تیسرے دن بخار جاڑا آتا ہے، یا کوئی دشمن مقابلہ میں ہے اور اس کی وجہ سے روز کپڑا پہننا اور اتارنا پڑتا ہے، یہ ایک ہی سبب شمار ہو گا اور ایک ہی کفارہ واجب ہو گا اور اگر کوئی دوسرا بخار،یا دوسرا دشمن آگیا تو دوسرا سبب شمار ہو گا اور اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ دینا ہو گا۔

مسئلہ:اگرکرتے کو چادر کی طرح لپیٹ لیا، یا لنگی کی طرح باندھ لیا، یا شلوار کو لپیٹ لیا، تو کچھ واجب نہ ہو گا، مطلب یہ ہے کہ سلے ہوئے کپڑے کے پہننے کا جو طریقہ ہے، اس کے خلاف پہننے سے جزاء واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ:چوغہ یا قبا مونڈھوں پر ڈال لی اور بٹن نہیں لگائے اور نہ ہاتھ آستینوں میں ڈالے تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اس طرح پہننا مکروہ ہے اور اگر بٹن لگائے ،یا ہاتھ آستینوں میں ڈال لئے، تو ایک دن یا رات پہننے کی صورت میں دم واجب ہوگا اور کم میں صدقہ۔

مسئلہ: چادر کو رسی سے باندھنے سے کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:اگر صرف شلوار یا پاجامہ ہی پاس ہے اور کوئی کپڑا نہیں، اس وجہ سے اس کو بلا پھاڑے، حسبِ معمول پہن لیا تو اگر شلوار یا پاجامہ اتنا بڑا ہے، کہ اس کو پھاڑ کر تہہ بند (لنگی) بنا سکتا ہے تو دم واجب ہوگا، ورنہ فدیہ ہوگا۔

مسئلہ:عورت کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے، اس پر کوئی جزاء واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ:اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دیا، تو پہنانے والے پر جزاء نہیں، لیکن گناہ ہے اور پہننے والے پر جزاء ہے۔

مسئلہ: مرد کے لئے موزہ، بوٹ یا ایسا جوتا پہننا جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی (جس پر جوتے کا تسمہ باندھتے ہیں) چھپ جائے ،احرام میں جائز نہیں، اگر ایسا جوتا جس میں پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی کھلی نہ رہے میسر نہ ہو تو موزے یا جوتے کو اس قدر کاٹ دے کہ ہڈی ظاہر ہو جائے،اگر بلا کاٹے ایسا جوتا یا موزہ پہنا جو بیچ قدم کی ہڈی تک کوڈھانک لے تو ایک دن یا ایک رات پہننے سے دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:اگر موزہ کاٹ کر پہننے کے بعد چپل یا ایسا جوتا مل گیا جو بیچ کی ہڈی کو نہیں ڈھانپتا تو ان کٹے ہوئے موزوں کو اتارنا ضروری نہیں، اگر ان کو پہنے رہا تو جزاء واجب نہ ہوگی لیکن چپل کے ہوتے ہوئے ان کا پہننا مکروہ ہے۔

مسئلہ:بنیان، زرہ، بارانی ٹوپ والی اوور کوٹ پہننا بھی ناجائز ہے۔

سر اور چہرہ کوڈھانکنا

مسئلہ:مرد کو احرام میں سر اور منہ دونوں ڈھانکنا منع ہے اور عورت کے لئے صرف چہرہ ڈھانکنا منع ہے، اگر مرد نے احرام کی حالت میں سارا سر ،یا چہرہ، یا چوتھائی سر، یا چوتھائی چہرہ کسی ایسی چیز سے ڈھانکا ،جس سے عادتاً ڈھانکتے ہیں، جیسے عمامہ، ٹوپی، یا اور کوئی کپڑا ،سلا ہوا یا بغیر سلا، سوتے یا جاگتے ،جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، خوشی سے ہو یا زبر دستی سے ،خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو ،عذر سے ہو یا بلا عذر بہر صورت جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:اگر ایک دن یا رات کامل، یا اس سے زیادہ، سر یا چہرہ ،یا ان کا چوتھائی حصہ کسی کپڑے سے ڈھانکا ،یا عورت نے صرف چہرہ کو ڈھانکا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر چوتھائی حصہ سے کم ڈھانکا، یا ایک دن یا رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:اگر سرکو ایسی چیز سے چھپایا، کہ عادت اور معمول اس سے چھپانے کا نہیں ،جیسے طشت، پیالہ ٹوکرا، پتھر، ڈھیلا، لوہا، تانبا، پیتل، چاندی، سونا، لکڑی، شیشہ وغیرہ سارا چھپایا یا تھوڑا اس سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:محرم کے سونے کی حالت میں کسی نے اس کا سر ڈھانک دیا، یا کپڑا پہنا دیا ،تو اگر بلا عذر کے ایسا ہوا تو دم کا وجوب حتمی ہوگااور اگر عذر کی وجہ سے کیا تو دم کا وجوب اختیاری ہے اوریہ دم محرم پر ہوگا۔

ءمسئلہ: عورت کیلئے احرام میں چہرہ کو ڈھانکنا جائز نہیں البتہ نا محرم سے پردہ کرنا ضروری اور واجب ہے، لہٰذا عورت پردہ کرنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے کہ نا محرم سے پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا چہرہ سے بھی نہ ٹکرائے، آج کل بازار میں ایسے نقاب دستیاب ہیں جو اسی مقصد کے لئے بنائے اور استعمال کئے جاتے ہیں۔

بال مونڈنا اور کترنا

مسئلہ:بال مونڈنا ،کترنا، اکھاڑنا، یا بال صفا سے دور کرنا، جلانا سب کا ایک ہی حکم ہے جزاء میں کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ:خودبال مونڈے،یامنڈوائے،زبردستی سےیاخوشی سے،جان بوجھ کریابھول کر،سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:اگر چوتھائی سر، یا داڑھی،یا اس سے زیادہ کے بال احرام کھولنے سےپہلے دور کئے،یا کروائے تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ:عورت نے اگر حلال ہونے کے وقت سے پہلے ایک انگل کے برابر چوتھائی سر، یا اس سے زیادہ کے بال کتروائے تو دم واجب ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ:تمام گردن ،یا ایک پوری بغل، یا زیر ناف کےبال دور کرنے سے دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ ہے۔

مسئلہ:تمام سینہ،یا تمام ران،یا ساری پنڈلی کے بال مونڈے تو صدقہ ہے۔

مسئلہ:اگر پچھنے لگوانے کی جگہ مونڈھ کر، پچھنے لگوائے تو دم واجب ہے۔

مسئلہ:اگر گنجے کے سر میں بقدر چوتھائی سر کے بال ہوں اور اس کو منڈوائے تو دم واجب ہے اور کم ہوں تو صدقہ ہے۔

مسئلہ:ایک مجلس میں سر، داڑھی، دونوں بغل اور تمام بدن کے بال منڈوائے، تو ایک ہی دم ہو گا اور اگر مختلف مجلسوں میں منڈوائے تو ہر ایک مجلس کا علیحدہ حکم ہو گا اور ہر ایک کی جزاء کا مستقل اعتبار ہو گا۔

مسئلہ: سر منڈوایا اوردم دیدیا اور اس کے بعد خدا نخواستہ داڑھی منڈوائی تو دوسرا دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:اگرچار مجلسوں میں چوتھائی، چوتھائی سر منڈوا یا اور بیچ میں کفارہ دیا تو ایک ہی دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:متفرق جگہ سے تھوڑا تھوڑا منڈوایا، تو اگر سب جگہ کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہوجائے تو دم ہے ورنہ صدقہ۔

مسئلہ:روٹی پکاتےہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے، یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ:اگر وضو کرتے ہوئے ،یا اور کسی طرح سر یا داڑھی کے تین بال گر گئے، تو ایک مٹھی گیہوں دیدے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک مٹھی دے اور تین بال سے زائد اکھاڑےتو آدھا صاع صدقہ کرے۔

مسئلہ:محرم نے اگر دوسرے محرم کا چوتھائی سر مونڈدیا تو مونڈنے والے پر صدقہ اورمنڈوانے والے پر دم ہے۔

مسئلہ:اگر محرم حلال کا سر مونڈے تو حلال پر کچھ نہیں، محرم کچھ تھوڑا سا صدقہ کردے اور اگر حلال نے محرم کا سر مونڈا تو محرم پر دم ہے اور حلال پر صدقہ کامل (نصف صاع) گیہوں ہے۔

مسئلہ: محرم نے اگر محرم یا حلال کی مونچھ مونڈدی، یا کتری ،یا ناخن کاٹا، تو جو چاہے صدقہ کردے۔

ناخن کاٹنا

مسئلہ:اگر کسی نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سارے ناخن کاٹ لئے تودم لازم ہو گا اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن، چار مجلسوں میں کاٹے تو چار دم لازم ہوں گے ،اسی طرح اگر ایک مجلس میںایک ہاتھ کے ناخن کاٹے اور دوسری مجلس میںدوسرے ہاتھ کے،تو دو دم لازم ہوں گے۔

مسئلہ:مسئلہ: اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے، یا پانچ ناخن متفرق کاٹے ،مثلاً دوایک ہاتھ کےاور تین دوسرے کے،یا سولہ ناخن متفرق کاٹے،تو تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ (نصف صاع)واجب ہو گا، لیکن اگر

سب ناخنوں کا صدقہ، دم کی قیمت کے برابر ہوجائے تو کچھ کم صدقہ کردینا چاہیے ،تاکہ دم کی قیمت سے کم ہوجائے اور قلیل کثیر کا ایک حکم نہ ہوجائے۔

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ:اگر عذر کی وجہ سے کوئی جنایت کی اور دم واجب ہوا، تو اختیار ہے کہ دم دے،یا تین صاع گیہوں چھ مسکینوں کو دیدے، یا تین روزے رکھے، اگر چہ مالدار ہو اور اگر صدقہ واجب ہے تو روزہ اور صدقہ میں اختیار ہوگا اور بلا عذر جنایت کی وجہ سے جس جگہ دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے، وہاں صدقہ یا دم ہی دینا ہوگا، اس میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں۔

مسئلہ:جس جگہ حتمی طور سے دم واجب ہو، اس جگہ دم کے بدلے طعام اور روزے جائز نہ ہوں گے۔

مسئلہ:شرعی عذر یہ ہیں:

(۱) ہر قسم کا بخار (۲) سخت سردی (۳) سخت گرمی (۴) زخم پھنسی کا ہو، یا ہتھیار کا (۵) درد تمام سر کا، یا آدھے سرکا (۶) سر میں جوئیں کثرت سے ہو جانا(۷) پچھنے لگوانا (۸) مرض یا سردی سے ہلاک ہونے کا ظن غالب ہونا (۹) جنگ کیلئے ہتھیار لگانا۔

مسئلہ:دم کو جنایت سے پہلے ذبح کرناکافی نہیں بعد میں ذبح کرنا شرط ہے۔

جماع وغیرہ کرنا

مسئلہ:شہوت سے کسی کو بوسہ لیا، یا لپٹا، یا ہاتھ لگا یا، صحبت قبل اور دبر کے علاوہ اور کسی جگہ کی، یا شرم گاہ سے شرمگاہ ملائی تو دم واجب ہوگا، انزال ہو یا نہ ہو اور حج فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ:اگر عورت کی طرف شہوت سے دیکھا، یا دل میں تصور کیا اور انزال ہو گیا، یا احتلام ہو گیا، تو کچھ لازم نہ ہوگا، لیکن غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ:ہاتھ سے منی نکالی،یا جانور سے جماع کیا،یا مردہ عورت سے،یاایسی چھوٹی لڑکی سے جو قابل شہوت نہیں ہے، جماع کیا ،تو اگر انزال ہو گیا، تو دم واجب ہے، ورنہ نہ ہوگا اور حج بھی فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ:اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈوانے اور طواف زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہیں ہوا ،لیکن اس پر بدنہ یعنی ایک اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی بکری کافی نہ ہوگی۔

مسئلہ:اگر سر منڈوانے کے بعد طواف زیارت سے پہلے، یا طوافِ زیارت کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع کیا تو بکری واجب ہوگی اور حج فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ:طواف اور سر منڈوانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:سرمنڈوانے اور طواف کرنے سے پہلے جماع کیا ،اس کے بعد پھر دوبارہ جماع کیا اور دوسرے جماع سے احرام سے حلال ہونے کی نیت نہیں تھی، تو اگر ایک ہی مجلس میں دوبارہ جماع کیا ہے تو ایک بدنہ واجب ہوگا اور اگردو مجلسوں میں کیاہے تو اول جماع کی وجہ سے ایک بدنہ اور دوسرے کے لئے ایک بکری واجب ہوگی اور اگر دوسرا جماع احرام سے نکلنے کے لئے کیا تھا تو صرف ایک بدنہ واجب ہوگا اگر چہ مختلف مجالس میں جماع کیا ہو۔

مسئلہ:اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا، تو حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوگئے اور دم قران ساقط ہو گیا اور حج وعمرہ کی قضا اور دو دم حج وعمرہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے لازم ہولگے اور اس حج اور عمرہ کے افعال بھی پورے کرنے واجب ہوں گے۔

مسئلہ:اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ کے بعد سرمنڈوا نے اور طواف زیارت کرنے سےپہلے جماع کیا تو حج اور عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بدنہ اور ایک بکری واجب ہوگئ اور دم قران بھی دینا ہوگا۔

مسئلہ:اگر قارن نے وقوف عرفہ سے پہلے اور طواف عمرہ پورا یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا، تو صرف حج فاسد ہو ا عمرہ فاسد نہیں ہوا، حج کی قضاء اور دو بکریاں واجب ہوگئیں، ایک حج فاسد ہونے کی وجہ سے اور ایک عمرہ کےاحرام میں جماع کرنے کی وجہ سے اور دم قران ساقط ہوگیا اور اگر سر منڈوانے کے بعد پورا یا اکثر طواف زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا، تو دو بکریاں لازم ہوں‌گی اور اگر بلا سر منڈوائے طواف زیارت کے چار پھیرے کئے اور بلا سر منڈوائے ہی جماع کر لیاتو دو بکری واجب ہوں گی۔

مسئلہ:اگر مجنون یا قریب البلوغ لڑکے نے جماع کر لیاتو حج اور عمرہ فاسد ہوگیا، لیکن ان پر جزاءاور قضا واجب نہیں اور افعال کا پورا کرنا بھی لازم نہیں، لیکن استحباباً ان سے افعال پورے کرانے چاہئیں۔

مسئلہ:عورت اور مر،د غلام اور آزاد کا حکم احرام کی حالت میں جماع کرنے کا یکساں ہے۔

مسئلہ:مفرد کا حج اگر فاسد ہوجائے، تو اس پر صرف حج کی قضا ہے، عمرہ کی نہیں‌ہے۔

مسئلہ:عمرہ میں اگر طواف کے چارپھیرے کرنے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہو گیا اور ایک بکری واجب ہوگئ، تمام افعال پورے کر کے حلال ہو اور عمرہ قضا کرے اور اگر چار پھیرے پورے کرنے کے بعد کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہو ا،لیکن ایک بکری واجب ہوگئ۔

مسئلہ:عمرہ کرنے والے نے اگر دوسری مرتبہ جماع کیا، تو ایک بکری دوسری مرتبہ بھی واجب ہوگی۔
مسئلہ:عمرہ کرنے والے نے طواف کے بعد سعی سے پہلے، یا طواف اور سعی سے فارغ ہو کر، سر منڈوانے سے پہلے جماع کیا، تو عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بکری واجب ہوگئی اور سر منڈوا نے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہیں۔

واجبات طواف میں سے کسی واجب کو ترک کرنا

مسئلہ: اگر پورا یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا تو دم دے اور اگر طواف قدوم، یا طواف وداع، یا طواف نفل ،یا نصف سے کم طواف زیارت بلا وضو کیاتو ہر پھیرے کے لئے آدھا صاع صدقہ دے اور اگر تمام پھیروں کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے، تو کچھ توڑا سا کم کردے اور اگر ان تمام صورتوں میں وضو کرنے کے بعد طواف کا اعادہ کر لیا تو کفارہ اور دم ساقط ہوجائے گا۔
مسئلہ:اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض، یا واجب، یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن مکروہ ہے۔
مسئلہ:اگر پورا یا اکثر طواف زیارت جنابت ،یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا، تو بُدنہ یعنی ایک اونٹ ،یا ایک گائے سالم واجب ہوگا اور اگر طوافِ قدوم،یا طوافِ وداع، یاطوافِ نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔
مسئلہ: جو طواف جنابت ،یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا ہو اس کا اعادہ واجب ہے اور جو بے وضو کیا ہے اس کا اعادہ مستحب ہے۔
مسئلہ:اگر سعی پہلے طواف کے بعد کر چکا ہو تو سعی کا اعادہ نہ کرے کیونکہ پہلا طواف معتبر ہوگیا ،لیکن نا قص ہونے کی وجہ سے اعادہ کیا گیا ہے اور دوسرا طواف صرف اس نقصان کی تلافی کے لئے ہے۔
مسئلہ:اگر طواف زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور طوافِ وداع طہارت سے کیا تو اگر طوافِ وداع ایام نحر (دس ذی الحجہ سےبارہ تک) میں کیا ہے تو یہ طواف، طواف زیارت بن جائے گا اور طوافِ وداع چھوڑنے کا دم لازم ہوگا، لیکن اگر پھرایک اور طواف کر لیا، تو یہ طوافِ وداع ہوجائے گا اور دم ساقط ہو جائے گا اور اگر طواف وداع ایام نحر گزرنے کے بعد کیا، تب بھی یہ طواف زیارت ہوجائے گا ،لیکن دو دم واجب ہوں گے، ایک

طوافِ زیارت کی تاخیر کی وجہ سے دوسرا طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے، ہاں اگر اس کے بعد اور طواف کرلیا تو یہ طواف وداع ہوجائے گااور دوسرا دم جو طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہو اتھا، ساقط ہوجائے گا۔

مسئلہ:طواف زیارت ایام نحر میں بے وضو کیا، اگر اس کے بعد طوافِ وداع ایام نحر میں ہی با وضو کرلیا تو یہ طوافِ زیارت بن جائے گا اور اگر ایام نحر کے بعد کیا تو طوافِ زیارت کے قائم مقام نہ ہوگا بلکہ دَم واجب ہوگا۔

مسئلہ: طواف عمرہ پورا، یا اکثر، یا اقل اگرچہ ایک ہی چکر ہو، اگر جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں، یا بےوضو کیا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:طواف عمرہ میں‌بدنہ اور صدقہ واجب نہیں ہوتا اور حدث وجنابت اور قلیل وکثیر کے احکام میں بھی کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ:عمرہ کے کسی واجب کے ترک کرنے سے بدنہ یا صدقہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف دم (یعنی صرف ایک بکری یا ساتوں حصہ گائے یا اونٹ کا) واجب ہوتا ہے، لیکن عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے احرام حج کی طرح صدقہ واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کے ایک ، دو،یا تین چکر چھوڑنے سے دم واجب ہوگا، لیکن اگر طوافِ وداع ایام نحر میں کرلیا، تو طواف زیارت کو طواف ِوداع سے پورا کریں گے اور دم ساقط ہوجائے گا اور طوافِ وداع کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے ہر پھیرے کے بدلہ میں پورا صدقہ یعنی نصف صاع دینا ہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد طواف وداع کیا تو بھی طوافِ زیارت کو پورا کریں گے، لیکن طواف فرض کے چکروں کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ،ہر پھیرے کے بدلے میں پورا صدقہ دینا ہوگا اور طوافِ وداع کے چکر چھوٹ جانے کی وجہ سے دوسرا صدقہ اور دینا ہوگا۔

مسئلہ:اگر طوافِ زیارت کے چار چکر، یا پورا طواف چھوڑدیا، تو ساری عمر عورت حلال نہ ہوگی اور عورت کے حق میں احرام باقی رہے گا اور اسی احرام سے آکر طواف کرنا واجب ہوگا،جب طواف زیارت ادا کرے گا ،اس وقت عورت حلال ہوگی اور اس حالت میں اگر جماع کر لے گا تو ہر جماع کے بدلے، مجلس مختلف ہونے کی صورت میں ایک دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:اگر طوافِ قدوم ،یا طواف وداع کا ایک چکر یا دو تین چکر ترک کئے، تو ہر چکر کے بدلے پوراصدقہ واجب ہوگا اور اگر چار چکر یا زیادہ چھوڑدیئے تو دم واجب ہوگا اور طوافِ قدوم بالکل چھوڑنے کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن چھوڑنا مکروہ اور بُرا ہے۔

مسئلہ:اگر پوری سعی ،یا اکثر چکر سعی کے بِلا عذر ترک کئے، یا بلا عذر سوار ہوکر کئے تو حج ہوگیا، لیکن دم واجب ہوگا اور پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہوجائے گا اور اگر عذر کی وجہ سوار ہوکر کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر بلا عذر ایک یا دو یا تین چکر سعی کے چھوڑدیئے، یا سوار ہوکر کئے، تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔

مسئلہ:اگر عرفہ سے غروب سے پہلے نکل گیا تو دم واجب ہوگا،البتہ غروب سے پہلے عرفہ واپس آگیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔

مسئلہ:اگر چاروں دن کی رمی بالکل ترک کردے، یا ایک روز کی رمی ساری ترک کردے، اگرچہ دسویں تاریخ ہی کی ہو، یا اکثر کنکریاں ایک روز کی رمی کی ترک کرے، مثلا دسویں کی رمی سے چار کنکریاں ،یا گیارہ کنکریاں اور دنوں کی رمی سے ترک کردے تو سب صورتوں میں دم واجب ہوگا اور اگر ایک دن کی رمی سے تھوڑی کنکریاں ترک کردیں، جیسا کہ تین یا اس سے کم دسویں کو اور دس یا اس سے کم اور دنوں میں، تو ہر کنکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا ،البتہ اگر صدقہ کا مجموعہ دم کے برابر ہوجائے تو کچھ کم کردے۔

مسئلہ:اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر سر منڈوایا، یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر ایام نحر میں سر منڈوایا تو دم واجب ہوگا اور اگر حج میں خارج حدود حرم ایام نحر کے بعد سر منڈوایا تو دو دم واجب ہوں گے، ایک حرم سے خارج سر منڈوانے کا دوسرا تاخیر کا۔

مسئلہ:عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا اگر حد حرم سے نکل جائے اور پھر حرم میں واپس آکر سر منڈوائے تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن اگر حاجی ایام نحر کے بعد حرم میں آکر سرمنڈوائے گا تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔

مسئلہ:اگر مفرد یا قارن نے یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈوایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈوایا، یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے، مفرد کے لئے صرف رمی اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے، کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں ہے اور قارن و متمتع کو تینوں (یعنی رمی اور ذبح اور سر منڈانا) میں ترتیب واجب ہے، اول رمی کریں، اس کے بعد ذبح کریں، اس کے بعد سر منڈوائیں، اگر تقدیم وتاخیر کی تو دم واجب ہوگا۔

جوں اور ٹڈی کو مارنا

مسئلہ: اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈالا، تا کہ جوئیں مر جائیں، یا کپڑا جوں مارنے کے لئے دھویا، تو ایک جوں کے عوض روٹی کا ٹکڑا یا ایک کھجور دیدے اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں دے دے اور تین سے زیادہ کے عوض میں اگر چہ کتنی ہی ہوں، پورا صدقہ یعنی نصف صاع دے۔

مسئلہ:اگر کپڑا دھوپ میں ڈالا ،یا دھویا اور جوئیں مر گئیں ،لیکن جوئیں مارنے کی نیت نہیں تھی تو کچھ واجب نہیں ۔

مسئلہ:جوں کو کسی دوسرے سے مروانا، یا پکڑ کر زمین پر زندہ ڈال دینا، یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لئے دیدینا سب برابر ہے، سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:اگر محرم نے غیر محرم کی جوں ماری، یا جوں زمین وغیرہ پر پھر رہی تھی ،بدن پر نہیں تھی اور اس کو محرم نے مارا تو کچھ واجب نہ ہو گا۔

شرائط کفارات

جنایت کی جزا ءاور کفارہ میں تین چیزیں واجب ہوتی ہیں(۱) دم یا(۲) صدقہ یا(۳) روزہ، اس لئے ہر ایک کے ادا ہونے کی شرائط بیان کی جاتی ہیں۔

دم کے جائز ہونے کی شرائط

دم کے ادا ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔

(۱) جانور کا مملوک ہونا، اگر کسی دوسرے کی بکری ذبح کی اور اس کے مالک نے بعد میں اجازت دیدی۔یا اس کا ضمان دے دیا اور ذبح کے بعد مالک ہوا تو دم ادا نہ ہو گا۔

(۲) جانور کا قربانی کے انواع (یعنی گائے ،بھینس ،اونٹ، بکری، بھیڑ، دنبہ) سے ہونا، اگر دوسری نوع سے ہو گا تو جائز نہ ہو گا۔

(۳) ان عیوب سے خالی ہونا جو قربانی کے لئے مانع ہوتی ہیں۔

(۴) اونٹ پورے پانچ سال اور گائے بھینس دو سال اور بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے اور دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ ماہ کا ایسا موٹاتازہ ہو کہ دیکھنے والے کو سال بھر کے بھیڑ دنبہ کی مثل معلوم ہو تو جائز ہے۔

(۵) بسم اللہ پڑھنا۔

(۶) ذبح کرنا اگر زندہ ہی صدقہ کردیا تو ادا نہ ہوگا۔

(۷) جنایت کے بعد ذبح کرنا۔

(۸) حدود حرم میں ذبح کرنا۔

(۹) ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا۔

(۱۰) اگر فقیر موجود ہو تو صدقہ کا گوشت اس کو دے دینا خود نہ کھانا، اگر فقیر موجود نہ ہو تو ذبح کر کے چھوڑ دینا کافی ہے۔

(۱۱) ذبح کرنے کے بعد گوشت خود ہلاک نہ کرنا، اگر ہلاک کردیا ،یا بیچ دیا تو قیمت کا ضمان ہوگا اور فقراء پر اس کا صدقہ واجب ہوگا ، البتہ دم قران یا دم تمتع اور نفلی ہدی کا گوشت اگر ذبح کے بعد خود ہلاک کردے گا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

(۱۲) فقیروں کے موجود ہوتے ہوئے، ایسے فقیروں کو گوشت دینا، جو مستحق صدقہ ہوں ،اگر اپنے اصول(باپ،دادا)، یا فروع(بیٹا ،پوتا)، یا شوہر، یا بیوی، یا ہاشمی کو دے گا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا، کافر کو بھی دم کا گوشت (اگر چہ ذمی ہو) دینا جائز نہیں۔

(۱۳) دم کی نیت کرنا۔

(۱۴)اگر گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ بطور دم کے دے رہا ہے تو کسی ایسے شخص کا شریک نہ ہونا جس کی نیت قربت اور ثواب کی نہ ہو۔

(۱۵) دم تمتع اور قران کے لئے ایام نحر بھی شرط ہیں اور دموں کے لئے شرط نہیں۔

تتمہ

دم کے ادا ہونے کے لئے مساکین کی کسی خاص تعدادکا ہونا شرط نہیں ہے، اگر ایک مسکین کو سارا گوشت ایک ہی دفعہ میں دے دیا تب بھی جائز ہے، دم کا گوشت ہر فقیر کو دینا جائز ہے،حرم کا فقیر ہونا شرط نہیں اور حرم

میں صدقہ کرنا بھی شرط نہیں، اس لئے حرم سے نکل کر فقراء کو دے دیا، تو بھی جائز ہے ،صرف حرم میں ذبح کرنا شرط ہے، البتہ حرم کے فقراء کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ: دم کے بدلہ قیمت دینا جائز نہیں، البتہ اگر کسی ایسے دم سے کھا لیا کہ جس سے کھانا جائز نہیں تھا، یا اس کو تلف کر دیا تو اس کے کھائے ہوئے اور تلف کئے ہوئے کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

نوٹ:حج کے مسائل ہیں جہاں کہیں مطلق دم بولا جائے اس سے مراد بکری ہوتی ہے۔

صدقہ کے جائز ہونے کی شرائط

صدقہ کے جواز کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں :

(۱) مقدار: یعنی نصف صاع گیہوں کا آٹا یا ستو ،یا ایک صاع جو یا جو کا آٹا یا جو کا ستو ،یا ایک صاع کھجور یا کشمش ،اس سے کم اگر ہو گا تو جائز نہ ہو گا صاع ساڑھے تین کلو کے قریب ہوتا ہے۔

(۲) چار قسموں سے ہونا شرط ہے، ان میں وزن مذکور کا اعتبار ہے، باقی اور جس قدر اجناس ہیں، ان میں سے وزن کے اعتبار سے دینا جائز نہیں بلکہ قیمت کا اعتبار ہو گا، مثلاً چاول اتنے دینے واجب ہوں گے جو نصف صاع گندم ،یا ایک صاع جو کی قیمت کے برابر ہو جائیں، اسی طرح جوار، باجرہ، چنا وغیرہ کا حکم ہے، روٹی (اگر گیہوں کی ہو) اور پنیر میں قیمت کا اعتبار ہو گا اور روپیہ پیسہ وغیرہ بھی قیمت لگا کر دینا جائز بلکہ افضل ہے۔

(۳) ایک فقیر کو نصف صاع گیہوں سے کم نہ دینا۔

(۴) ایسے شخص کو دینا جو مستحق صدقہ ہو، صاحب نصاب اور سید، یا کافر نہ ہو، مسافر و جہاد وحج سے رہ جانے والے کو دینا جائز ہے، اپنے اصول(باپ،دادا) و فروع(بیٹا،پوتا) اور بیوی اور شوہر کو دینا جائز نہیں، بھائی ،بہن، چچا ،تایا، پھوپھی ،خالہ، ماموں کو دینا جائز ہے، اگر کسی کو مصرف سمجھ کر دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں تھا تو ادا ہو گیا۔

(۵) اگر کھانا کھلائے تو فقیر کا دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کافی ہے جو بچہ قریب البلوغ ہے اس کو بھی کھلانا کافی ہے اور جو بہت چھوٹا ہے قریب البلوغ نہیں اس کو کھلانا کافی نہیں۔

(۶) اگر اباحت کے طور پر کھلائے تو یہ بھی شرط ہے کہ دو وقت کھلانا ضروری ہے صرف ایک وقت کھلانا جائز نہیں۔

(۷) دونوں وقت میں پیٹ بھر کر کھلا نا شرط ہے، اگر کسی کا پہلے سے پیٹ بھرا ہوا تھا اور کھانے میں شریک ہو گیا تو اس کا کھا لینا کافی نہ ہو گا، مقدار کا اعتبار نہیں، پیٹ بھرنے کا اعتبار ہے ،اگر کھانا مقدار واجب سے کم تھا اور سب کا پیٹ بھر گیا تو جائز ہے اور اگر سب کا پیٹ نہیں بھرا تو جائز نہیں، اگر چہ مقدار واجب ہی کا کھانا پکایا گیا ہو، بلکہ اتنا اور کھلانا ضروری ہو گا کہ ان کا پیٹ بھر جائے، اگر ایک وقت پیٹ بھر کر کھلایا اور ایک وقت کی قیمت ،یا چوتھائی صاع دیدیا تو بھی جائز ہے۔

(۸) کفارہ کی نیت کا کفارہ دینے کے وقت ہونا، اگر دیتے وقت نہیں تھی، بلکہ دینے سے پہلے، یا بعد میں نیت کی تو کفارہ ادا نہ ہو گا۔

نوٹ:مسائل حج میں جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے،اس سے مراد نصف صاع گیہوں،یا ایک صاع جو وغیرہ، یا اس کی قیمت ہوگی اور مطلق نہ بولا جائے تو جتنا بیان کیا گیا ہے ،وہی واجب ہو گا۔

روزہ کی شرائط

اگر جزاء میں روزے رکھے تو اس کے جائز ہونے کی پانچ شرط ہیں:

(۱) جزاء کی خاص طور سے نیت کرنا۔

(۲) رات سے روزہ کی نیت کرنا، اگر صبح صادق کے بعد نیت کی تو روزہ جزاء کے لئے کافی نہ ہو گا۔

(۳) نیت میں خاص طور سے کفارہ کی تعیین کرنا، اگر صرف روزہ کی نیت کی، یا نفل روزہ، یا کسی اور واجب کی نیت کی تو ادا نہ ہو گا۔

(۴) جس چیز کے بدلہ میں روزہ رکھنا ہے، اس کی تعیین کرنا ،مثلاً یہ کہ دم تمتع وغیرہ وغیرہ کے بدلہ میں رکھتا ہوں۔

(۵)رمضان اور عید الفطر اور ایام تشریق (یعنی دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ) کے علاوہ رکھنا ،اگر ان ایام میں رکھے گا تو دوبارہ رکھنا واجب ہو گا۔

جزاء کے روزوں کو پے درپے رکھنا شرط نہیں، البتہ پے درپے رکھنا افضل ہے، حرم میں ،یا احرام کی حالت میں رکھنا بھی شرط نہیں، البتہ قران کے تین روزے حج کے مہینوں میں احرام حج اور عمرہ کے بعد اور تمتع کے تین روزے عمرہ کے احرام کے بعد رکھنے شرط ہیں، جیسا کہ پہلے قران و تمتع کے بیان میں گزر چکا۔

عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا

مسئلہ: آفاقی نے عمرہ کے احرام یا عمرہ کے طواف کے اکثر پھیر کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو قران ہو گیا، اس پر دم قران واجب ہو گا اور اگر عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں میں کرنے کے بعد، اسی سال بلا وطن جائے، حج کیا تو تمتع ہو جائے گا اور اگر اس سال حج نہیں کیا، یا کیا لیکن وطن جا کر پھر لوٹ کر کیا تو افراد ہو گیا۔

مسئلہ: مکی شخص اگر عمرہ کے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھ لے تو عمرہ چھوڑ دے اوراس کے چھوڑ نے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کے افعال کرنا تو مطلق چھوڑ دے جب ۹ ذی الحجہ کو بعد زوال عرفات پر وقوف کرے گا تو عمرہ بلا نیت ٹوٹ جائے گا اور چھوڑ نے کا دم دے اور اگر دونوں کر لئے تو ہو جائیں گے، لیکن جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم واجب ہو گا اور اگر مکی طوافِ عمرہ کے چار،یا چار سے کم چکر کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے تو حج کو چھوڑدے،اس کے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کا جب حلق کرے اس وقت حج کے توڑنے کی نیت بھی کرلے، بغیر ان طریقوں کے احرام سے خارج نہ ہو گا،اور ایک دم اور حج وعمرہ اس پر واجب ہو گا اور اگر عمرہ سے فارغ ہو کر اسی سال حج کرلیا تو عمرہ کی قضاء واجب نہ ہوگی اور اگر دونوں کے افعال کرلے گا تو جائز ہے لیکن ایسا کرنا بُرا ہے اور جمع کرنے سے دم واجب ہو گا۔

حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا

مسئلہ: مکّی نے اوّل حج کا احرام باندھا، اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس کو عمرہ ترک کرنا واجب ہے اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا، بلکہ اسی طرح کرلیا تو ہو جائے گا ،لیکن ایک دم واجب ہو گا۔

مسئلہ: آفاقی نے اول حج کا احرام باندھا ،اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا ،تو اگر طواف قدوم شروع کرنے سے پہلے باندھا ہے تو قارن ہوگیادم قران واجب ہو گا، لیکن اس طرح احرام باندھنا بُرا ہے اوراگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد ،یا پورا کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو بھی قارن ہوگیا، لیکن ایسا کرنا بہت ہی برا ہے، اس کے لئے عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ:اگر عمرہ کا احرام ایام نحر اور ایام تشریق میں حج کے احرام سے سر منڈانے سے پہلے یا بعد میں باندھ لیا تو عمرہ کو ترک کرنا واجب ہو گا اور دم اور قضا واجب ہوگی اور ترک نہیں کیا تو دونوں صورتوں میں عمرہ ہوجائے گا، لیکن جمع کرنے کی وجہ سے دم واجب ہو گا۔

مسئلہ:حج یا عمرہ کے ترک کرنے کا جن مسائل میں حکم کیا گیا، وہاں ترک کی نیت ضروری ہے، البتہ دو جگہ نیت ضروری نہیں، بلا نیت بھی ترک ہوجائے گا، ایک تو جس شخص نے دو حج کا احرام وقوف عرفہ کے فوت ہونے سے پہلے باندھا ہو، دوسرے جس نے دوسرے عمرہ کا احرام پہلے عمرہ کی سعی سے پہلے باندھا ہو، ان دونوں صورتوں میں جب محرم مکہ مکرمہ کی طرف چل دے گا تو بلانیت بھی ایک احرام ترک ہو جائے گا۔

حج اور عمرہ کے احرام کو فسخ کرنا

مسئلہ: حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو فسخ کرنا اور بدلنا جائز نہیں، فسخ کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعدحج کا ارادہ ملتوی کردینا اور حج کے افعال چھوڑکر، عمرہ کے افعال کرنا اور اس احرام کو عمرہ کا احرام بنادینا، یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کا ارادہ فسخ کردینا اور اس احرام کو حج کا احرام کردینا اور عمرہ کے افعال نہ کرنا۔

حج فوت ہوجانا

مسئلہ: جس شخص نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ دس ذی الحجہ کو صبح صادق تک بالکل نہیں کیا تواس کا حج فوت ہوگیا اور اگر نوذی الحجہ کے زوال سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وقت تھوڑی سی دیر بھی وقوف کر لیا تو حج پورا ہوگیا۔

مسئلہ:جب حج فوت ہوجائے ،چاہےعذر سے یا بلا عذر تو حج کے باقی افعال ترک کر دے اور واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کر کے حجامت بنوا کر احرام کھول دے۔

مسئلہ:اگر مفرد تھا اور حج نہیں ملا اور عمرہ کر کے حلال ہوگیا تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اور عمرہ اور دم واجب نہیں اور نہ طواف وداع واجب ہے۔

اور اگر قارن تھا تو اگر حج فوت ہونے سے پہلے عمرہ نہیں کیا تھا تو اس کو اول ایک طواف اور سعی عمرہ کے لئے کرنی چاہیئے، اس کے بعد ایک طواف اور سعی حج فوت ہونے کی کر کے، بال منڈوا کر حلال ہوجائے اور اس پر صرف حج کی قضا واجب ہوگی،دم قران ساقط ہوجائے گا اور قضاء میں عمرہ واجب نہیں ہوگا اور قارن تلبیہ اس وقت موقوف کرے جس وقت وہ طواف کرے جس سے احرام کھولے گا۔

اور اگر متمتع تھا تو تمتع حج فوت ہونے سے باطل ہو جائے گا اور دم تمتع ساقط ہو جائے گا، عمرہ کر کے حلال ہوجائے اور آئندہ حج قضا کرے۔

مسئلہ: جس کا حج فوت ہوجائے اس پر طواف وداع اور حج کی قربانی واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ:حج نفل ہو ،یا فرض، یا نذر اور شروع سے فاسد ہو، یا بعد میں فاسد ہوگیا ہو، سب کے فوت ہوجانے کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ:عمرہ فوت نہیں ہوتا، کیونکہ یوم عرفہ اور عید الاضحیٰ اور ایامِ تشریق کے علاوہ ہر وقت جائز ہے، ان ایام میں مکروہ تحریمی ہے، اگر کوئی ان ایام میں کر لے گا تو صحیح ہو جائے گا مگر گناہ ہوگا۔

قضاء حج کے اسباب

مسئلہ:حج کی قضا واجب ہونے کے چار سبب ہیں:

(۱) وقوف عرفہ کا فوت ہوجانا۔

(۲)احصار یعنی وقوف عرفہ سے رک جانا۔

(۳) جماع سے حج کو فاسد کرنا۔

(۴) حج کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو چھوڑنا۔

حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا

کسی دوسرے شخص سے حج کروانے والے کو آمر (یعنی حکم کرنے والا) کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حج بدل کرتا ہے اس کو مامور کہتے ہیں۔

مسئلہ: ہر شخص اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو (خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ) بخش سکتا ہے، وہ عمل چاہے روزہ ہو یا نماز، یا حج ہو یا صدقہ، یا اور کوئی عبادت ہو۔

مسئلہ:عبادات کی تین قسمیں ہیں:

(۱)عبادتِ مالی جیسے زکوٰۃ، صدقہ فطر، یہ نائب کے ذریعہ ادا کی جاسکتی ہیں، چاہے ضرورت کی وجہ سے نائب مقرر کرے یا بلا ضرورت۔

(۲) عبادت بدنی جیسے نماز روزہ، یہ نائب کے ذریعہ ادا نہیں کی جاسکتیں۔

(۳) عبادت مالی اور بدنی دونوں سے مرکب۔ جیسے حج، یہ نائب کے ذریعہ صرف اس وقت ادا کی جاسکتی ہے، کہ خود جس پر حج فرض ہو، ادا کرنے پر قادر نہ ہو، اگر خود قادر ہو تو پھر دوسرے سے نہیں کراسکتا۔

مسئلہ: حج نفل اور عمرہ نفل دوسرے سے بہر صورت کرانا جائز ہے، یعنی چاہے کرانے والا خود قادر ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ:جس شخص پر حج فرض ہوگیا اور ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں اَدا کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہوگیا، تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے، خواہ اپنی زندگی میں کروائے ،یا مرنے کے بعد حج کروانے کی وصیت کر جائے، اس پر وصیت واجب ہے۔

مسئلہ:اگر شرائط وجوب حج تو پائے گئے، لیکن ادا کرنے کا وقت نہیں ملا، یا حج کو جاتے ہوئے راستہ میں مر گیا تو اس کے اوپر سے حج ساقط ہوگیا اور اس پر حج کرانے کی وصیت واجب نہیں۔

مسئلہ:عاجز ہونے کے اسباب یہ ہیں:

(۱) موت۔

(۲) قید۔

(۳)ایسا مرض کہ جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو، جیسے فالج، اندھا ہونا، لنگڑا ہونا۔

(۴) اتنا بوڑھا ہونا کہ سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہے۔

(۵) عورت کے لئے محرم نہ ہونا۔

(۶)راستہ مامون نہ ہونا۔

ان تمام اعذار کا موت تک باقی رہنا عاجز ہونے کے ثابت ہونے کے لئے شرط ہے۔

حج بدل کی شرائط

حج نفل دوسرے شخص سے کروانے کے لئے، حج کرنے والے میں صرف اہلیت یعنی اسلام، عقل اور تمیز ہونا کافی ہے اور کوئی شرط نہیں، البتہ حج فرض کسی دوسرے سے کروانے کے لئے بیس شرطیں ہیں، بغیر ان شرائط کے حج اگر دوسرے سے کروایا جائے گا تو ادا نہ ہوگا۔

(۱) جو شخص اپنا حج کروائے اس پر حج فرض ہونا، اگر کسی نے حج فرض ہونے سے پہلے حج کروادیا اور بعد میں مال دار ہوگیا تو پھر دوبارہ حج کروانا فرض ہے، پہلا حج نفل ہوگا، فرض نہ ہوگا۔

(۲) حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے تنگدست ہو جانے کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے عاجز ہوجانا، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد عاجز ہونے سے پہلے حج کروایا اور پھر عاجز ہوگیا، تو حج فرض ادا نہیں ہوا، دوبارہ کروانا واجب ہے۔

(۳) موت کے وقت تک عاجز رہنا، اگر مرنے سے پہلے عذر جاتا رہا اور خود قادر ہوگیا تو خود حج کرنا واجب ہوگا، البتہ اگر ایسا عذر ہو کہ جو اکثر دور نہیں ہوتا، جیسے اندھا ہونا تو ایسے عذر کی حالت میں حج کروانے کے بعد اگر آنکھیں قدرتاً اچھی ہوجائیں، تو حج کرنا پھر واجب نہ ہوگا۔

(۴) دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم کرنا اگر خود موجود ہو اور اگر مرگیا ہو اور حج کروانے کی وصیت کر گیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے، البتہ وارث اپنے مورث کی طرف سے، یا اولاد اپنے والدین کی طرف سے، ان کے مرنے کے بعد بلا اجازت حج کرے، تو جائز ہے، اگر میت نے وصیت نہیں کی اور پھر وارث، یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کر دیا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ فرض ادا ہوجائیگا۔

(۵) مصارفِ سفر میں حج کروانے والے کا روپیہ صرف ہونا، اگرحج کرنے والے نے اپنا روپیہ خرچ کیا تو خود اس کا حج ہوگا، حج کروانے والے کا نہ ہوگا۔

(۶) احرام کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا، اگر احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی اور حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف تعیین کرلی، تب بھی درست ہے، اگر افعال حج شروع کرنے کے بعد اس کی طرف سے نیت کی تو حج فرض آمر کا نہ ہوگا اور خرچہ آمر کو واپس کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: زبان سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، افضل ہے، ضروری نہیں، دل سے نیت کرنا کافی ہے

مسئلہ:اگر آمر کا نام بھول گیا تو صرف آمر کی طرف سے نیت کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ:کسی شخص پر حج فرض تھا اور اس کے حکم سے کسی نے اس کی طرف سے حج کیا اور فرض یا نفل کی کچھ نیت نہیں کی، تو آمر کا حج فرض ادا ہوجائے گا اور اگر نفل کی نیت کی تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔

(۷) صرف ایک شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھنا، اگر دو شخصوں کی طرف سے احرام باندھ کر حج کیا تو دونوں میں کسی کا بھی حج نہ ہوگا، حج کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا روپیہ واپس کرنا پڑے گا۔

مسئلہ:اگر کسی شخص نے تبرعاً بدون حکم کے دو اجنبی آدمیوں کی طرف سے ،یا اپنے والدین کی طرف سے ایک احرام میں نیت کی، تو احرام کے بعد افعال کرنے سے پہلے، یا بعد فراغت کے، اگر کسی ایک کے لئے اس حج کو کردے تو درست ہے، کیونکہ یہ حج ادا کرنے والے کا ہو اہے، اس کو اختیار ہے جس کو چاہے، ثواب بخش دے خواہ ایک کو خواہ دونوں کو۔

(۸) صرف ایک حج کا احرام باندھنا، اگر اول کسی شخص کی طرف سے احرام باندھا اور پھر دوسرا احرام اپنی طرف سے باندھ لیا تو آمر کا حج نہ ہوگا، جب تک دوسرے احرام کو ترک نہ کرے گا۔

(۹) خود مامور اگر آمر کی طرف سے کسی اور سے حج کروائے گا تو حج نہ ہوگا اور دونوں ضامن ہوں گے، ہاں اگر آمر نے اختیار دیا ہو کہ خود کرنا، یا کسی سے کروا دینا تو ہوجائے گا اور آمر کے لئے مناسب یہی ہے کہ مامور کو اختیار دیدے، تا کہ عذر کے وقت دوسرے سے کرواسکے۔

(۱۰) اگر آمر نے اس طرح متعین کیا ہے کہ فلاں شخص حج کرے، دوسرا نہ کرے، اگر وہ فلاں شخص مر گیا تو کسی دوسرے کا حج کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر فقط فلاں کا نام لیا اور دوسرے کی نفی نہیں کی اور فلاں مرگیا اور کسی دوسرے سے حج کروا دیا تو جائز ہے۔

مسئلہ:اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں حج کرے اور فلاں نے حج کر نے سے انکار کیا اور وصی نے کسی دوسرے سے حج کروایا تو جائز ہے اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر بھی کسی دوسرے سے کروایا تب بھی جائز ہے۔

(۱۱) آمر کے وطن سے حج کرنا، اگر تہائی مال میں گنجائش ہو، ورنہ جس جگہ سے میقات سے پہلے سے ہوسکے، وہاں سے کروادیا جائے، اگر اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہے۔

(۱۲) سواری پر حج کرنا اگر تہائی مال میں گنجائش ہو، اگر کسی نے پیدل حج کیا، تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور مامور پر روپے کی واپسی واپس واجب ہوگی، ہاں اگر خرچ کم ہوگیا اور پھر پیدل چلا تو جائز ہے۔

مسئلہ: خرچ میں اور سواری پر چلنے میں اکثر کا اعتبار ہے، اگر اکثر روپیہ آمر کا خرچ کیا، یا اکثر راستہ سواری پر چلا تو فرض ادا ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

(۱۳) حج یا عمرہ جس چیز کا حکم کیا ہے، اس کے لئے سفر کا ہونا اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے اول عمرہ کیا، پھر میقات پر لوٹ کر اسی سال ،یا آیندہ سال حج کا احرام باندھا تو آمر کا حج نہ ہوگا۔

(۱۴) آمر کی میقات سے احرام باندھنا، اگر مامور نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ جا کر حج کا احرام باندھا اور حج کر لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۵) آمر کی مخالفت نہ کرنا،اگر آمر نے افراد یعنی صرف حج کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع کیا، تو مخالف ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور حج مامور کا ہوگا، اسی طرح اگر قران کیا، تو بھی مخالف ہوگا اور ضمان دینا ہوگا،البتہ قران آمر کی اجازت سے کرنا جائز ہے، لیکن دم قران اپنے پاس سے دینا ہوگا، آمر کے روپے سے دینا جائز، نہیں اور تمتع کرنا اجازت سے بھی جائز نہیں اگر اجازت سے تمتع کرے گا تو گو مامور پر ضمان نہ ہوگا، لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

نوٹ :موجودہ دور میں علماء نے تمتع کرنے کی بھی اجازت دیدی ہے جبکہ آمر سے اجازت لے لی جائے،البتہ بہتر یہی ہے کہ حج افراد کیا جائے۔

(۱۶) مامور کا حج کو فاسدنہ کرنا،اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر کے حج فاسد کر دیا، تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور حج فاسد کی قضاء اپنے مال سے واجب ہوگی اور حج قضاء بھی مامور کی طرف سے ہی واقع ہوگا، آمر کا حج اس سے ادا نہ ہوگا اور آمر کے لئے اگر حج کرنا چاہے تو دوبارہ حج کرنا ہوگا، حج کی قضا کافی نہ ہوگی۔

(۱۷) حج کا فوت نہ ہونا، اگر حج فوت ہوگیا تو آمر کا حج نہ ہوگا اور اگر مامور کی سستی یا کام کی وجہ سے حج فوت ہوا ہے، تو ضمان واجب ہوگا اور اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے فوت ہوگیا، تو ضمان نہ ہوگا۔

(۱۸) آمر اور مامور کا مسلمان ہونا، وصی کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔

(۱۹) آمر اور مامور کا عاقل ہونا، اگر وصی ہو تو وصی کا عاقل ہونا بھی شرط ہے۔

(۲۰) مامور کو اتنی تمیز ہونا کہ حج کے افعال کو سمجھتا ہو۔

مسئلہ: اجرت پر حج کرنا، کروانا جائز نہیں، اس لئے ایسے الفاظ سے حج کا حکم نہ کرے کہ جس سے اجرت سمجھی جائے، لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج آمر کا ہی ہوگا اور مامور سے اجرت واپس لی جائے گی اور بقدر خرچ حج کرنے والے کو روپیہ دلایا جائے گا۔

مسئلہ: جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا، اگر وہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے، تو حج ہوجائے گا، لیکن ایسا کرنامکروہ ہے۔

مسئلہ: عورت کو مرد کی طرف سے، یا عورت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے، اگر محرم ساتھ ہو اور شوہر اجازت دے، مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔

مسئلہ: ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے، جو عالم اور مسائل سے خوب واقف ہو اور اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو۔

مسئلہ: اگر مامور سے حج اپنی کوتاہی سے فوت ہوگیا، تو مامور پر ضمان واجب ہوگا، لیکن اگر آئندہ سال اپنے روپے سے آمر کا حج ادا کردے گا تو آمر کا حج ادا ہوجائے گا اور اگر مامور نے کوئی کوتاہی نہیں کی تو ضمان واجب نہ ہوگا، پھر دوسرے سال آمر کی طرف سے حج کردے۔

مسئلہ: دم احصار آمر کے مال سے دے سکتا ہے۔

مسئلہ: جس سال آمر نے حج کا حکم کیا اس سال نہیں کیا، بلکہ دوسرے سال کیا تو آمر کا حج ہوجائے گا اور مامور پر ضمان واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: حج کے بعد مامور کو آمر کے وطن لوٹ کر آنا افضل ہے، اگر مکہ میں رہ گیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔

حج بدل کرنے والے کے لئے سفر خرچ

مسئلہ: حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیئے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کے لئے متوسط طریق سے کافی ہو کہ نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔

مسئلہ: مصارف میں سواری، روٹی، گوشت سالن، احرام کا لباس، پانی کا سامان، سفر کے کپڑے، دیگر ضروریات کا خرچ، سامان اٹھانے والے کی کی مزدوری، حجام کی اجرت، مکان کا کرایہ، حفاظت کا کرایہ ،مامور کی حیثیت کے مطابق سب داخل ہیں اور آمر کے مال سے کسی کی دعوت کرنی ،یا کھانے میں شریک کر لینا ،یا صدقہ دینا ،یا قرض دینا جائز نہیں، ہاں اگر آمر نے ان سب چیزوں کی اجازت دی ہو تو جائز ہے

مسئلہ: احتیاط یہ ہے کہ آمر سے ہر چیز میں صرف کرنے کی اجازت لے لے تا کہ تنگی اور مواخذہ نہ ہو۔

مسئلہ: راستہ میں کسی جگہ اگر قافلہ، یا جہاز کے انتظار میں قیام کرے تو خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر اپنی کسی ضرورت سے قیام کرے گا، تو خرچہ مامور کے مال سے ہوگا، اسی طرح واپسی میں اگر جہاز، یا قافلہ کی وجہ

سے کہیں قیام کرے گا تو خرچہ آمر پر ہے اور اگر اپنی ضرورت سے قیام کرے گا تو اپنے پاس سے خرچ کرنا ہو گا۔

مسئلہ:اگر ذی الحجہ سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو بلا اجازت آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں، بلکہ ذی الحجہ شروع ہونے کے وقت تک اپنے پاس سے خرچ کرے، جب ذی الحجہ شروع ہوجائے، تو آمر کے مال سے خرچ کرے۔

مسئلہ:اگر قریب راستہ کو چھوڑ کر بعید راستہ سے گیا، جس میں خرچہ زیادہ ہو، اگر اس راستہ سے بھی حجاج جاتے ہیں،اگرچہ کبھی کبھی جاتے ہوں تو مضائقہ نہیں، سب خرچہ آمر کے مال میں ہو گا اور اگر روپیہ ضائع ہوجائے تو ضمان بھی نہ ہو گا اور اگر اس راستہ سے کوئی نہیں جاتا، تو آمر کی بلا اجازت جانا جائز نہ ہو گا۔

مسئلہ:مامور سے اگر کوئی جنایت ہو جائے تو دم جنایت اپنے مال سے دے، آمر کے مال سے بلا اجازت دینا جائز نہیں، اسی طرح اگر مامور نے قران یا تمتع کیا تو دم قران و تمتع اپنے مال سے دے، حج بدل والے کی طرف سے اگر قران یا تمتع بلا اجازت کرے گا تو ضمان واجب ہو گا۔

مسئلہ:اگر مامور حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرے تو جائز ہے، اس سے آمر کے حج میں کچھ نقص نہیں آتا، لیکن عمرہ میں خرچ اپنے پاس سے کرے، آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: جب تک مامور نے احرام نہ باندھا ہو، آمر اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے، احرام باندھنے کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ:حج سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ نقد ،یا جنس کپڑے اور سامان آمر کے مال سے بچے، وہ آمر یا اس کے ورثاء کو واپس کرنا لازم ہے، اگر وہ اس کو ہبہ کردیں تو لینا درست ہے اور آمر کے لئے مناسب یہ ہے، کہ مامور کو عام اجازت دیدے کہ جس طرح اور جس جگہ چاہے صرف کرے۔

مسئلہ:حج بدل ،حج نفل سے افضل ہے۔

مسئلہ:اگر کسی حاجی کی امداد کرنا چاہے، تو ایسے شخص کی امداد کرنا اولیٰ ہے، جس نے پہلے حج نہ کیا ہو بمقابلہ اس شخص کے جو پہلے حج کر چکا ہو، کیونکہ جس نے حج نہیں کیا اس کا حج فرض ہو گا اور جو حج کر چکا ہے اس کا نفل اور فرض کا درجہ نفل سے زیادہ ہے، تو فرض کی اعانت کا درجہ بھی نفل کی اعانت سے زیادہ ہو گا۔

مسئلہ:حج بدل کرنے والا اگر راستہ میں بیمار ہوجائے، تو اس کے لئے کسی دوسرے کو آمر کا روپیہ دے کر آمر کی طرف سے حج کے لئے بھیجنا جائز نہیں، ہاں اگر آمر نے اجازت دی ہو کہ جس طرح چاہے کرنا، خود کرنا، یا کسی

دوسرے سے کروانا تو جائز ہے اور اجازت کی صورت میں دوسرے سے حج کروانے کے لئے اس پہلے مامور کا مریض ہونا بھی شرط نہیں، بلا مرض کے بھی دوسرے کو بھیجنا جائز ہے۔
مسئلہ:حج بدل کرنے والے نے اگر خادم اپنی خدمت کے لئے رکھا ہے تو اگر اس جیسی حیثیت والے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں، تب تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز نہیں اور اگراس جیسی حیثیت والے لوگ اپنا کام خود نہیں کرتے، خادم رکھتے ہیں، تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز ہے۔

حج کی وصیت

جس شخص پر حج فرض ہوچکا اور ارادہ کرنے کا وقت ملا ہے، لیکن ادا نہیں کیا، اس پر حج کروانے کی وصیت کرنی واجب ہے، اگر بلا وصیت مر جائے گا تو گناہ گار ہو گا، لیکن اگر حج فرض ہو نے کے بعد اسی سال حج کو گیا اور راستہ میں مرگیا، تو اس پر حج کروانے کی وصیت واجب نہیں۔
مسئلہ: اگر میت نے وصیت نہیں کی اور وارث نے، یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کروادیا تو امید ہے ان شاء اللہ میت کا حج ادا ہوجائے گا، لیکن میت نے وصیت کی تھی، تو بلا اجازت وارث کے حج فرض میت کی طرف سے ادا نہ ہو گا۔
مسئلہ:اگر آمر عاجز نے، یا وارث نے مردہ کی طرف سے حج کرنے کا امر تو کیا، لیکن روپیہ نہیں دیا تو بھی حج فرض ادا نہ ہو گا، ہاں اگر مامور نے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا اور پھر آمر سے وصول کر لیا تو ہو جائے گا۔
مسئلہ:جو شرائط حج بدل کی ہیں، وہ وصیت کے مطابق حج کرنے والے کے لئے بھی ضروری ہیں۔
مسئلہ:وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے، اس لئے تہائی مال سے حج کرایا جائے گا ،چاہے وصیت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو ،یا نہ لگائی ہو، البتہ وارث اگر تہائی سے زیادہ دے تو اسے اختیار ہے۔
مسئلہ:اگر تہائی ترکہ حج کے مصارف سے زیادہ ہے، یا حج کے بعد کچھ بچا ہے، تو ورثاء کو واپس کرنا واجب ہے، ان کی بلا اجازت حج کرنے والے کو رکھنا جائز نہیں۔
مسئلہ:اگر تہائی مال میں گنجائش ہے تو میت کے وطن سے حج کراناچاہیئے، یا اگر میت نے کسی مقام کو معین کر دیا تو وہاں سے حج کرایا جائے، چاہے وہ مقام مکہ مکرمہ سے قریب ہو، یا بعید، ورنہ جس جگہ سے تہائی مال سے ہوسکتا ہو، وہاں سے کروا دیا جائے۔

مسئلہ:اگر میت کے کئی وطن تھے تو جو وطن مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہو، وہاں سے حج کروایا جائے، جو زیادہ دور ہو اس سے نہ کرایا جائے۔

مسئلہ:وصی نے میت کے وطن کے علاوہ کسی دوسرے جگہ سے حج کرایا، حالانکہ تہائی مال سے وطن سے حج ہو سکتا تھا تو وصی ضامن ہو گا اور یہ حج وصی کا ہو گا، میت کی طرف سے دوبارہ حج کروانا ہو گا، لیکن اگر یہ جگہ (جہاں سے حج کرایا ہے) میت کے وطن سے اس قدر قریب ہے، کہ وہاں جا کر آدمی رات سے پہلے واپس آسکتا ہے، تو میت کا حج ہو جائے گا اور وصی پر ضمان نہ ہو گا۔

مسئلہ:میت نے وصی سے کہا کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے ،اس کو اتنا مال دینا تو وصی کو خود حج کرنا جائز نہیں اور اگر صرف یہ کہا کہ میری طرف سے حج کروایا جائے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تو وصی کو اختیار ہے، کہ خود حج کرے ،یا کروائے، البتہ اگر وصی میت کا وارث ہے، یا اس نے مال وارثوں کے حوالہ کر دیا کہ وہ جس سے چاہیں حج کرائیں، تو اگر سب وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں تو وصی حج کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ:میت نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کروایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ جائے، وہ حج کرنے والے کو دیدیا جائے، تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والے کو وصیت کی رو سے وہ مال لینا جائز ہے۔

مسئلہ:اگر میت کی طرف سے حج کرنے والا بیمار ہوگیا اور سارا روپیہ خرچ کر دیا تو وصی پر اس کی واپسی کے لئے روپیہ بھیجنا واجب نہیں۔

مسئلہ:میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر وقوفِ عرفہ کے بعد مرجائے، تومیت کا حج ہوجائے گا اور اگر مرا نہیں لیکن بلا طواف زیارت کے واپس آگیا، تو جب تک مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت نہ کرے گا، اس پر عورت حلال نہ ہوگی اور واپس جا کر بلا احرام اپنے مال سے طواف کی قضا کرنی ہوگی۔

مسئلہ:اگر آمر نے اجازت دی کہ ضرورت کے وقت قرض لے لینا میں ادا کر دوں گا، تو قرض لے لینا جائز ہے۔

مسئلہ:اگر مکہ مکرمہ کے قریب روپیہ ضائع ہوگیا اور مامور نے اپنے پاس سے خرچ کیا، تو میت کے مال سے لے سکتا ہے۔

حج اور عمرہ کی نذر کرنا

مسئلہ: حج یا عمرہ کی نذر کرنے سے بھی حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے، مثلاً کسی نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر حج ہے، یا صرف یہ کہا کہ مجھ پر حج ہے، تو ان الفاظ سے نذر ہو جائے گی اور پورا کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ:اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مرض سے شفا دی، یا میرے مریض کو شفا دی تو مجھ پر حج یا عمرہ ہے، تو شفا ہونے پر حج یا عمرہ، جس کی نذر مانی تھی کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ:کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے، یا احرام حج ہے، تو حج یا عمرہ کرنا لازم ہے اور یہ اختیار ہے کہ حج کرے، یا عمرہ کرے۔

ہدی کے احکام

آج کل عام طور سے حجاج ہدی ساتھ نہیں لے جاتے ہیں، اس لئے ہدی کے اکثر احکام کی ضرورت نہیں ہوتی، مگر بعض احکام ضروری ہیں اور ان کی سب کو ضرورت ہوتی ہے، اس لئے مختصر طور سے ہم نے ہدی کے احکامات ذکر کر دیئے ہیں، منیٰ میں ایام نحر میں مذبح کے قریب بکری، اونٹ، گائے سب فروخت ہوتے ہیں، جس قدر ضرورت ہوتی ہے، حجاج وہیں سے خرید لیتے ہیں۔

ہدی اس جانور کو کہتے ہیں، جس کو حرم میں ذبح کرنے کے لئے حاجی ساتھ لے جاتا ہے تاکہ حرم میں اس کو ذبح کر کے حق تعالیٰ کی رضا مندی اور ثواب حاصل ہو۔

ہدی کے جانور

مسئلہ: ہدی صرف بکری، اونٹ، گائے یا بھینس کی قسم سے ہوتی ہے اور کسی دوسرے قسم کے جانوروں سے نہیں ہوتی، سب سے افضل اونٹ ہے، پھر گائے، بیل، بھینس، دنبہ، بھیڑ، بکری۔

مسئلہ:بھیڑ، بکری، دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے اور گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی تک شریک ہوسکتے ہیں۔

مسئلہ:ہدی کے لئے اونٹ پانچ سال کا اور گائے بھینس دو سال کی اور بھیڑ بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے، اس سے کم عمر والی جائز نہیں، البتہ مینڈھا یا دُنبہ اگر چھ ماہ سے زیادہ کا ہو اور اتنا فربہ ہو کہ سال بھر والوں میں اگر چھوڑ دیا جائے، تو دیکھنے والوں کو اس میں اور سال بھر والوں میں فرق معلوم نہ ہو تو جائز ہے، اگر اتنا فربہ نہ ہو، تو جائز نہیں۔

بکری افضل ہے اور اگر گائے کے ساتویں حصہ کا گوشت ایک بکری سے زیادہ ہو، تو گائے کا ساتواں حصہ افضل ہے۔

ذبح اور نحر کرنا

مسئلہ: اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا، نحر کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیا جائے اور پھر اس کی گردن پر برچھی ماری جائے اور چاہے لٹاکر برچھی مارے، مگر پہلا طریقہ مسنون ہے، گائے بکری وغیرہ کو کھڑا کر کے ذبح نہ کرنا چاہیئے، ان کو لٹا کر ہی ذبح کرنا مسنون ہے۔

مسئلہ:ہدی والے کو خود اپنی ہدی کو ذبح یا نحر کرنا مسنون ہے، ہاں اگر خود نہیں کر سکتا، تو کسی دوسرے سے کروائے۔

مسئلہ:دم قران اور تمتع کو ایامِ نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں، اگر پہلے کر دے گا تو معتبر نہ ہو گا اور اگر ایام نحر کے بعد کرے گا، تو ہوجائے گا، لیکن دم تاخیر واجب ہو گا، نفلی ہدی کو ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں ،البتہ افضل ہے۔

مسئلہ:نذر کی ہدی کو تمام سال میں ہر وقت ذبح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:ہدی کی سب اقسام کیلئے حرم میں ذبح کرنا شرط ہے، حرم سے خارج ذبح کرنا جائز نہیں اور منیٰ کو خصوصیت نہیں حرم میں جس جگہ چاہے کرے۔

ہدی کے گوشت کی تقسیم اور خود کھانا

مسئلہ: دم قران اور تمتع میں سے کھانا مستحب ہے اور نفلی ہدی اگر حرم میں پہنچ کر ذبح ہو تو اس سے بھی کھانا جائز ہے اور دم جنایات اور دم احصار اور دم نذر سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ مال داروں کو کھلانا جائز اور نفلی ہدی بھی اگر حرم تک نہ پہنچی ہو اور راستہ میں ذبح کی گئی ہو تو اس میں سے ہدی والے کو اور مال داروں کو کھانا جائز نہیں، اگر کھائے گا تو ضمان دینا ہو گا۔

مسئلہ:ہدی کا گوشت مساکین پر قربانی کے گوشت کی طرح تقسیم کرنا چاہیئے اور مساکین حرم ہی کو دینا ضروری نہیں، غیر حرم کے مساکین کو بھی دینا جائز ہے، مگر حرم کے فقیروں کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ: جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کے لئے جائز ہے، اس کا تہائی گوشت فقیروں کو دینا مستحب ہے اور جس کا گوشت مالک کو کھانا جائز نہیں، اس کا سارا گوشت صدقہ کر دینا واجب ہے۔

مسئلہ: ہدی کی کھال جھول، مہار اور نکیل وغیرہ سب صدقہ کر دے۔

مسئلہ: قصاب کی اجرت میں ہدی کا گوشت یا کھال وغیرہ دینا جائز نہیں، قصاب کو ہدیہ کے طور پر گوشت دینا جائز ہے۔

مسئلہ: کھال کو بیچے نہیں، یا کسی کو دیدے یا اپنے کام میں لائے اور اگر بیچ دی تو اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔

جن عیوب کی وجہ سے ہدی جائز نہیں

مسئلہ: جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس کی ہدی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جو جانور اندھا یا کانا ہو، ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا تہائی دم یا ناک کٹ گئے ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر اتنا لنگڑا جانور ہے، کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھا جاتا، یا رکھا جاتا ہے، لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی بھی ہدی جائز نہیں اور اگر چوتھے پاؤں سے بھی سہارا لگا کر چلتا ہے، گو لنگڑا کر چلتا ہے تو وہ جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے دانت نہ ہوں اور چارہ کھاتا ہو تو اس کی ہدی جائز ہے اور اگر چارہ نہ کھاتا ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے دونوں، یا ایک کان نہیں ہے، اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر کان تو ہیں، لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تھے، لیکن ٹوٹ گئے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے، لیکن اگر گودے تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں۔

مسئلہ: خصی کی ہدی جائز بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ: بالکل دبلا اور مریل جانور کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل مغز (گودا) نہ رہا ہو، اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر اتنا زیادہ دُبلا نہ ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ: خنثی جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور بھینگا اور خالص ناپاکی کھانے والے جانور کی ہدی جائز نہیں۔

مسئلہ: پاگل اور خارش والے جانور کی ہدی جائز ہے جبکہ موٹا تازہ ہو اور چارہ کھاتا ہو اور اگر بالکل دُبلا ہے، یا چارہ نہیں کھاتا تو جائز نہیں۔

مسئلہ: ایسا مریض جانور کہ چارہ کھاتا ہو اور جو جانور گابھن ہو، اسکی ہدی جائز ہے، لیکن اگر جلدی بچہ پیدا ہونے والا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر بکری کا ایک تھن نہ ہو، یا کسی وجہ سے کٹ گیا ہو اور ایک موجود ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں اور گائے بھینس اور اونٹنی کا ایک تھن نہ ہو، تو جائز ہے اور اگر دو تھن نہیں ہیں تو جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا ایک ہاتھ، یا پاؤں کٹاہوا ہو اور جو جانور بچے کو دودھ نہ پلا سکتا ہو اور جس بکری کے ایک تھن کا دودھ خشک ہوگیا ہو اور جس اونٹنی اور گائے کے دو تھنوں کا دودھ خشک ہوگیا ہو اس کی ہدی جائز نہیں۔

مسئلہ: جو جانور جماع (جفتی) سے عاجز ہو اور جو بچہ دینے سے بوجہ زیادہ عمر ہونے کے عاجز ہو اور جس کے بلا کسی وجہ سے دودھ نہ اترتا ہو، اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ: ان عیوب کی وجہ سے ان جانوروں کی ہدی اس وقت جائز نہیں ہے، جب کہ یہ عیوب اس جانور میں ذبح سے پہلے ہوں، اگر ذبح کے وقت ان میں کوئی عیوب پیدا ہو جائے، مثلاً ذبح کرتے وقت پاؤں ٹوٹ گیا، یا آنکھ میں چھری لگ گئی، تو جائز ہے۔

مسئلہ: عیب دار جانور ہدی کے لئے خریدا اور پھر وہ عیب جاتا رہا اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر صحیح سالم جانور خریدا تھا لیکن بعد میں ذبح سے پہلے کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا کہ جس کی وجہ سے ہدی جائز نہیں، تو اگر یہ ہدی واجب ہے، تو اس کے بدلے دوسری ہدی واجب ہوگی اور عیب دار کو اپنے کام میں لانا جائز ہوگا اور اگر نفلی ہدی ہے، یا کسی جانور کو معین کر کے نذر مانی تھی، تو عیب دار بھی جائز ہوگا، چاہے اس کو عیب ہی کی حالت میں خریدا ہو، یا بعد میں‌عیب پیدا ہوگیا ہو، دونوں صورتیں برابر ہیں اور نقصان کا ضمان بھی واجب نہ ہوگا۔

نوٹ: آج کل جو حجاج کرام اپنے واقف کار لوگوں یا اداروں کے زریعہ قربانی کرواتے ہیں وہ ان کے متعلق یہ اطمینان ضرور کرلیں کہ وہ وقت مقررہ پر قربانی کرتے بھی ہیں یا نہیں، عام طور پر حجاج کرام بنک کے ذریعہ قربانی کرواتے ہیں بنک والے وقت مقررہ پر قربانی کا اہتمام نہیں کرتے۔

مسائل متفرقہ برائے خواتین

مسئلہ:احرام کی حالت میں بھی دوران وضو سر کا مسح کرنا فرض ہے۔
مسئلہ:احرام کی حالت میں اگر کوئی کپڑا ہوا سے اڑ کر چہرے سے ٹکرائے تو کوئی حرج نہیں۔
مسئلہ:اگر خواتین کی حرم میں موجودگی کے دوران نمازجنازہ شروع ہوجائے تو خواتین بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔
مسئلہ:عورتوں کے لئے گھر میں فرض نماز پڑھنا افضل ہے۔
مسئلہ:اگر عورت احرام کی حالت میں ایام سے پاکی کا غسل کرے تو کسی بھی قسم کا صابن استعمال نہ کرے اور نہ ہی جسم سے میل کچیل دور کرے۔
مسئلہ:اگر کوئی عورت اپنے وطن سے ناپاکی(ایام)کی حالت میں روانہ ہوئی تو اس کا سفر شمار نہ ہو گالہٰذا جس شہر بھی جائے گی وہاں مقیم ہی شمار ہوگی البتہ اس شہر سے نکلتے ہی مسافر کا حکم لگ جائے گا۔
مسئلہ:ایام (ناپاکی)کی حالت میں عورت اگر صفا مروہ پر جانا چاہےاور وہاں بیٹھنا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ صفا و مروہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے البتہ وہاں جانے کے لئے مسجد کو گزر گاہ نہ بنائے۔
مسئلہ:خدانخواستہ اگر کسی عورت کے بال کٹے ہوئے ہوں تب بھی احرام سے حلال ہونے کے لئے اس کو سر کے اکثر بالوں سے انگلی کے ایک پورے کے بقدر کاٹنا ضروری ہو گا۔

متفرقات

تبرکات حرم کا حرم سے باہر نکالنا اور اپنے گھر لانا جائز ہے، بشرطیکہ حرم کی زمین میں کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔
مسئلہ: بیت اللہ کا پُرانا غلاف جو لوگ تبرک کے طور پر لاتے ہیں، اس کا یہ حکم ہے کہ اگر بیت المال سے بنایا جاتا ہے تو اس کا اختیار بادشاہِ وقت کو ہے ،چاہے اس کو بیچ کر بیت اللہ کی ضروریات میں صرف کرے، یا فقراء کو دیدے، یا کسی خاص شخص کو مالک بنادے اور ان لوگوں سے پھر دوسرے لوگوں کو خریدنا جائز ہے اور اگر اوقاف سے بنایا جاتا ہے، تو وقف کی شرائط کے مطابق اس کا مصرف ہو گا اور جس کے لئے واقف کے معلوم نہ ہوں، تو حسبِ دستور قدیم اس کو صرف کیا جائے گا، بیت اللہ کے جدید غلاف میں سے خود کوئی ٹکڑا کاٹنا، یا خدام سے خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ:کعبہ کی خوشبو کو تبرک کے طور پر لینا جائز نہیں چاہے اس پر لگی ہوئی ہو،یا علیحدہ ہو اور اگر کسی نے لے لی ہو تو اس کو واپس کرنا چاہیئے، اگر تبرک کے طور پر لینا چاہے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی خوشبو کعبہ کو لگائے اور اس میں سے جس قدر جی چاہے لے لے۔

مقامات قبولیت دعا

یوں تو مکہ مکرمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے، لیکن بعض خاص خاص مقامات پر خصوصیت سے دعا مقبول ہوتی ہے، اس لئے ان مقامات پر خاص طور سے دعا مانگنی چاہیئے۔

(۱) مطاف:یعنی طواف کرنے کی جگہ میں۔

(۲) ملتزم:یعنی بیت اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان میں جو بیت اللہ کی دیوار ہے۔

(۳) میزاب رحمت:بیت اللہ کے پر نالے کے نیچے۔

(۴) بیت اللہ شریف کے اندر۔

(۵) چاہ زمزم کے پاس۔

(۶) مقام ابراہیمؑ کے پیچھے۔

(۷) صفا پر۔

(۸) مروہ پر۔

(۹) مسعیٰ: یعنی سعی کرنے کی جگہ میں،بالخصوص میلین اخضرین کے درمیان میں۔

(۱۰) عرفات میں۔

(۱۱) مزدلفہ میں بالخصوص مشعر حرام میں۔

(۱۲) منٰی میں۔

(۱۳) جمرات کے پاس۔

(۱۴) بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت۔

(۱۵) حطیم کے اندر۔

(۱۶) حجر اسود کے نزدیک۔

(۱۷) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان میں۔

سفر مدینہ منورہ

زَادَهَا اللّٰهُ شَرفًا وَتَعظِيمًا

مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے عین شمال میں ہے، زمانہ جاہلیت میں اس کا نام یثرب تھا ،بعض روایات میں مدینہ منور کو یثرب کے نام سے پکارنے کی ممانعت آئی ہے،چونکہ یثرب کے نام میں ذلت اور خاک آلودگی کے معنی تھے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو مدینہ سے بدل دیا، قرآن مجید میں اکثر جگہ اس ہی نام سے ذکر ہے مثلاً وَمِنْ اَهلِ المَدِيْنَةِ مَرَدُوا، وفاء الوفاء میں مدینہ منورہ کے چورانوے نام ذکر کئے ہیں ،جس سے مدینہ منورہ کی بزرگی اور درجہ معلوم ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں، مدنیہ منورہ کے شرف و مجد کے لئے یہی کافی ہے، کہ وہ سردار عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن و مدفن ہے۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ

یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ (زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً) تمام بلاد سے افضل ہیں۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کون افضل ہے، ہمارے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے، یہی مذہب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا ہے، امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ منورہ افضل ہے، لیکن یہ اختلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے علاوہ میں ہے، زمین کا وہ حصہ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے ملا ہوا ہے، وہ بالا تفاق تمام جہاں سے افضل ہے حتی کہ مسجد حرام و کعبہ، عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

حرم مدینہ منورہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا کہ مدینہ منورہ ،جبل عیر اور جبل ثور کے درمیان حرم ہے، جبل عیر تو مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے اور جبل ثور، جبل احد کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس کو عام طور پر لوگ نہیں جانتے، مگر صاحب قاموس اور دوسرے علماء نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ ثور

مدینہ منورہ میں جبل احد کی پشت پر ایک چھوٹی سی گول پہاڑی ہے، حنفیہ کے نزدیک حرم مدینہ کا حکم حرم مکہ مکرمہ جیسا نہیں، بلکہ اس سے مراد مدینہ منورہ کی حرمت اور تعظیم ہےاور مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی حدود میں جانوروں کو پکڑنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا اگرچہ حرام نہیں، مگر آداب کے خلاف ہے۔

زیارت سیّد المرسلین للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

سرور کائنات فخر موجودات تاجدار مدینہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بالاجماع افضل ترین نیکیوں میں سے ہے اور ترقی درجات کا سب سے بڑا وسیلہ ہے، بعض علماء نے اہل وسعت کے لئے قریب واجب کے لکھا ہے۔

خود رسالت مآب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی ترغیب دی ہے اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروّت اور ظالم فرمایا ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بدبخت ہے وہ شخصجو باوجود قدرت وسعت کے اس نعمت عظمٰی سے محروم رہ جائے۔

(۱) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (الحدیث رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ))

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہو گا۔

(۲) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيٰوتِيْ۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ))

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت میرے مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۳) مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ

جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۴) مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

ان روایات میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے حد درجہ زیارت کی ترغیب دی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو (جسے حق تعالیٰ اتنی قدرت دے) اس سعادت کبریٰ کو حاصل کرنا چاہیئے۔

مسائل و آداب

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو، اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو،مگر اس کے لئے پہلے حج کرنابہتر ہے اور نفلی حج کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے پہلے حج کرے، یا زیارت کرے اور جس شخص کے راستے میں حج کے لئے آتےہوئے مدینہ منورہ پڑتا ہو، جیسے شام کی طرف سے آنے والے ان کو پہلے ہی زیارت کرنی چاہیئے۔

مسئلہ:جس پر حج فرض ہو، اگر وہ مکہ مکرمہ میں حج کے مہینوں سے پہلے آجائے تو حج کے مہینوں کے شروع ہونے سے پہلے اس کو مدینہ منورہ جانا جائز ہے اور حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو، تو جانا جائز نہیں، اگر حج کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو، سواری قابل اطمینان اور راستہ مامون ہو تو جاسکتا ہے۔

مسئلہ:جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کرے تو زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی بھی نیت کرے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی اس کے ذیل میں حاصل ہوجائے گی یا اگر حق تعالیٰ دوبارہ اس کو توفیق دیں، تو پھر دونوں کی نیت سے سفر کرے۔

مسئلہ:جب مدینہ منورہ کی طرف چلے تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے ،بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے ،سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی کمی نہ چھوڑے،اگر خود یہ حالات پیدا نہ ہوں تو تکلفاً پیدا کرے اور عاشقوں کی صورت بنائے

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو شخص جس قوم کی مشابہت پیدا کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے

راستہ میں جو مقامات مقدّسہ ہیں ،ان کی زیارت کرے اور جو مساجد مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کی طرف منسوب ہیں، ان میں نماز پڑھے، محض تماشہ اور سیر وتفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے، عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے، کہ آدمی مسجد کے طول وعرض میں گزرے اور اس میں نماز نہ پڑھے (جمع الفوائد الکبیر) اس لئے جب کسی مسجد کی زیارت کرے

تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہیئے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جو متبرک کنوئیں راستہ میں ہیں، ان کا پانی تبرکا پی لینا چاہیئے۔

مدینہ منورہ کے قریب پہنچنا

جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو خوب خشوع وخضوع اور ذوق وشوق پیدا کرے اور سواری کو ذرا تیز چلائے اور درود وسلام کثرت سے پڑھے۔

مسئلہ: جب مدینہ منورہ پر نظر پڑے اور اس کے درخت نظر آنے لگیں، تو دعا مانگے اور درود وسلام پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سواری سے اتر جائے اور ننگے پائوں روتا ہوا چلے اور جس قدر ادب وتعظیم ممکن ہو کرے اور حق تو یہ ہے کہ اگر وہاں سر کے بل بھی چلے تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا، مگر جتنا ہوسکتا ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔

مسئلہ:جب مدینہ منورہ آجائے تو درود کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ

اے اللہ یہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے اس کو میری جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنا دے اور عذاب اور برے حساب سے امن کا سبب بنا دے۔

اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہوسکے تو غسل کرے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہوسکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کرے، اگر غسل نہ کرسکے تو وضو کرے، مگر غسل افضل ہے، پھر پاک وصاف کپڑے پہنے، نئے کپڑے افضل ہیں، خوشبو لگائے اور جب شہر کے دروازہ میں داخل ہو تو پڑھے۔

بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں ،جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگا، بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہ ہوگا، اے اللہ مجھ کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ داخل فرما اور باہر کر اور میرے لئے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زیارت مقدر کر دے، جیسا کہ آپ نے اپنے خاص بندوں کے لئے مقدر کی ہے اور مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا

اور میری مغفرت فرما دیجئے اور رحم فرمایئے اے اللہ ہمارے لئے اس بستی میں بہترین ٹھکانا اور اچھا رزق مقرر فرما دیجئے۔

مسئلہ:جب گنبد خضراء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑے تو کمال عظمت اور اس کے مجد و شرف کا استحضار کرے، کیونکہ یہ بزرگ ترین مقام ہے۔

مسئلہ:شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کی کوشش کرے، اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آئے اور زیارت کرے۔

مسئلہ:جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو تو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ داہنا پائوں پہلے داخل کرے اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ صلاۃ وسلام بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کے اصحاب پر، اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جس دروازے سے چاہے داخل ہو، مگر باب جبرئیل سے داخل ہونا بہتر ہے، مسجد میں داخل ہو کر منبر اور قبر شریف کے درمیان روضہ میں کھڑا ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، پہلی رکعت میں سورئہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہاالکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھنا افضل ہے۔

جو مسجد کا حصہ، منبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ کے درمیان ہے، اس کو روضہ اور ریاض الجنہ کہتے ہیں، اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے، جنت کے باغوں میں سے

اور روضہ میں محراب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے اور اگر وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے اور سلام پھیر کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر ادا کرے اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا مانگے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ سجدئہ شکر بھی کرے کہ حق تعالےٰ نے اس نعمت عظمٰی سے نوازا، مگر بہتر یہ ہے کہ دو رکعت شکرانہ کی نیت سے پڑھ لے، صرف سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ: اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو، یا نماز کے قضا ہوجانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے، تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہوجاتی ہے۔

مدینہ منورہ کا سفر (از حضرت سید رضی الدین فخری صاحب نوراللہ مرقدہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

دوستو آئو ہم بھی مدینے چلیں لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں

اُن کی ہر بات پر، اُن کی ہر بات میں چلو مرنے چلیں، چلو جینے چلیں

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے:

باخدا دیوانہ باش وبا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوشیار

ہے کوئی اللہ کا بندہ جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حق ادا کر سکے

اس دنیا میں جو بھی پیدا ہوتا ہے، پیدائش کے وقت کم وبیش سات آٹھ پونڈ تو وزن ضرور ہوتا ہوگا، اللہ اکبر آٹھ پونڈ کیا کسی کو اب بھی یقین نہیں آئے گا کہ ہماری محترمہ والدہ صاحبہ نے ہمارے لئے کتنی تکلیفیں اُٹھائی ہوں گی، پھر تمام عمر اسی طرح ہماری پرورش اور دیکھ بھال میں کیسا کچھ غم اور مصیبتیں نہ برداشت کی ہوں گی، سچ بتایئے...! ہے کوئی مائی کا لعل جو اپنی ماں کا حق ادا کر سکے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

اسی نکتہ پر ذرا سنجیدگی سے غور کر کے بتایئے،ہے کوئی اپنے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لاڈلا،جو سرکارِ دو عالم ،فخر موجودات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر سکے؟ کون انکار کرسکتا ہے کہ ارب، با، ارب بے شمار مائوں سے بڑھ کر ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ،کتنی تکلیفیں برداشت کی ہیں اور ہم کو پروان چڑھایا، اب ہمارا نصیبا جاگا ہے اور ہم سب کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں روضۂ اطہر پر حاضری کے لئے بلایا جارہا ہے اور ہم اپنی ان جیتی جاگتی آنکھوں کے سامنے اپنے اس گوشت پوست کے ساتھ باعث تخلیق کائنات محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ شفقت میں پہنچ رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی کیسی تکالیف اُمّت کے لئے جھیلی ہیں کہ اللہ کی پناہ!ہائے ہائے، تکلیف! ایسی ویسی تکلیف جھیلی ہے کہ خدا کی پناہ! ایک دو سال نہیں، شروع سے آخری سانس تک، کبھی اونٹ کی او جھڑی ڈال دی گئی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حالتِ نماز میں حطیم کے اندر تھے، کبھی راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، طائف میں پتھر مارے، قدم مبارک کو اتنا لہولہان کر دیا کہ نعلین مبارک سے قدم مبارک کو نکالنا

مشکل ہوگیا تھا، اُحد میں دندان مبارک شہید کئے گئے ،کفّار مکہ نے تین سال تک ہر طرح سے مقاطعہ(بائیکاٹ) کر رکھا تھا، پیٹ پر پتھر باندھے، دنیا سے پردہ فرماتے وقت، گھر میں چراغ جلانے کے لئے تیل تک نہ تھا، یہ سب کیوں اور کس کے لئے برداشت فرمایا،صرف اور صرف ہمارے لئے اپنی امت کے لئے۔

کیا یہ سب کسی اور کے لئے تھا... نہیں ہرگز نہیں اور آج اُمّت کیا صلہ دے رہی ہے آپ کو، ہم کو اور سب کو معلوم ہے۔

نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحمۃللعالمین ہیں۔

دیکھئے اور سمجھئے...! روضۂ اطہر پر پہنچنے سے قبل سُنی سنائی رسمی بے سند بحث مباحثہ سے اپنے آپ کو بچایئے گا، خدانخواستہ بے حرمتی یا بے ادبی کا ارتکاب نہ ہوجائے۔

باخدا دیوانہ باش وبا محمد ہوشیار (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

عقائد کو شریعت کے مطابق صحیح نہج پر رکھئے گا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی بحث میں نہ پڑیئے گا، کم از کم ہمارا علم تحقیقی نہیں ہے، بلکہ تقلیدی ہے، یہ علماء جانیں جن کا یہ کام ہے، ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں خالق، خالق ہے، مخلوق، مخلوق ہے، خالق مخلوق نہیں ہوسکتا اور مخلوق، خالق نہیں بن سکتی، بس اللہ اللہ خیر سلّا۔

چودہ سوسال سے تواتر کے ساتھ مشاہدات اور تجربات شاہدِ عدل ہیں اور احادیث موجود ہے کہ مواجہہ شریف پر پہنچ کر جو بھی سلام پیش کرتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس سلام کی سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے روضۂ اقدس پر پہنچ کر زیارت کی، اس نے گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زیارت کی، یہ بھی قول فیصل ہے کہ جس نے خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس نے واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کی، کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ظاہر ہی نہیں ہوسکتا، یہ حقائق ہیں، اس کے خلاف بحث میں نہ پڑیں، تو بہتر ہے۔

بچپن سے جو دل میں آرزو وحسرت کروٹ لیتی اور بے چین رکھتی تھی اور گڑگڑا کر دعا مانگا کرتے تھے،

میرے مولا بلا لو مدینے مجھے غمِ ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

اب اس کی مقبولیت کا وقت آگیا ہے، جیسے جیسے مدینہ منورہ کی بستی، کھجور کے درخت، عمارتیں نظر آتی جائیں، درود شریف اور سلام بادلِ بے قرار، چشم پُرنم پڑھنے میں کثرت سے اضافہ کرتے جائیں، ایک مسافر درود سلام پڑھتا جاتا تھا اور مزے لے لے کر یہ شعر گنگناتا جاتا تھا۔

" اے دل سنبھل اب مت مچل   تھم تھم کے چل، آنکھوں کے بل

مدینہ منورہ کی ایمان پرور فضا اور اس کے مقامات کی عظمت اور گرد ونواح کی محبت اور علوشان کا خوب دھیان رکھئے، کیونکہ یہ مقامات، وحی الٰہی کے نزول کے ذریعہ آباد ہوئے ہیں، یہاں پر جبرئیل علیہ السلام ،بار بار آیا کرتے تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور تمام منتخب فرشتے بھی حاضری دیا کرتے تھے اور مدینہ منورہ کی مٹی(تربت) سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے معطر ہے اور یہاں سے اللہ کا دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتیں پھیلی ہیں، غرضیکہ یہاں بڑی فضیلتوں کے مقامات ہیں اور خیر اور معجزات اور دلائل نبوّت کے مشاہد ہیں لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ اس کی اہمیت کو تعظیم وتکریم سے حرزجاں بنائیں اور اس کی محبت وعظمت سے دل کو سرشار کر لیں۔

گویا کہ ہم سب حقیقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں اور مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کو سُن رہے ہیں، لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ لڑائی، جھگڑا، بد اخلاقی اور نا مناسب قول وفعل سے پرہیز کریں۔

جس منزل سے گزریں اور معلوم ہوجائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا تھا، وہاں اگر موقعہ ہو تو اُتر کر نماز ادا کریں اور درود وسلام پڑھیں، اس سے محبت اور شوق و ولولہ میں اضافہ ہوگا۔

اس بات کا بھی دھیان رکھئے ،کہ چھوٹی سے چھوٹی سُنّت بھی جہاں تک ممکن ہوسکے ،چھوٹنے نہ پائے، یاد رکھئے...! ایک سُنّت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر بتلایا گیا ہے۔

مدینہ منورہ میں قیام گاہ پر پہنچ کر سامان کو ترتیب سے رکھیں، ساتھیوں کی ضروریات اور عادات اور تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے ہمدردی اور ایثار کو عمل میں لائیں، غسل اور صفائی مکمل کریں اور اچھے سے اچھا لباس زیب تن کریں ،داڑھی اور بالوں میں کنگھا کریں، خوب سنواریں، خوشبو لگائیں، سرمہ لگائیں جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ

کے مصداق اپنے کو سادگی سے آراستہ اور مزّین کریں(لیکن تعیّش اور دکھاوے کے جذبہ سے نہ ہو)، باہر نکل کر پہلے کچھ صدقہ کریں، آہستہ آہستہ، خراماں خراماں، وقار کے ساتھ ڈرے، سہمے کہ کہیں کوئی بے ادبی یا گستاخی نہ ہوجائے، قدم اُٹھاتے ہوئے مسجد نبوی(حرم شریف) تک آئیں، اگر آسانی ہو تو افضل یہی ہے کہ باب جبرئیل سے مسجد میں داخل ہوا جائے اور داہنا قدم اندر رکھتے ہوئے

بِسۡمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ نَوَیۡتُ سُنَّةَ الۡاِعۡتِكَافِ

یہاں سے بھی اگر سہولت سے ہوسکے ، توسیدھے "ریاض الجنّۃ" پہنچ کر محراب میں یا اس کے محاذ میں یا جہاں بھی آسانی سے ہوسکے ،دو رکعت تحیہ المسجد پڑھئے ،اگر جگہ نہ مل سکے تو خبردار ہرگز گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیجئے گا، جہاں جگہ مل جائے ،وہیں پڑھ لیجئے تحیۃ المسجد پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر ایک مرتبہ پھر اپنے آپ کو اچھی طرح جھنجوڑ لیجئے، غفلت و سستی سے بیدار ہوجائیے، جوش کی جگہ ہوش وحواس درست کر لیجئے، نیت صحیح کر لیجئے، خوب دھیان سے غور کیجئے، سوچئے تو سہی یہ کس کا دربار ہے؟ محبوب رب العالمین کا، گنہگاروں کی شفاعت کرنے والی ہستی کا، رحمۃ للعالمین کا اور یہ ان کا دربار ہے، جن کے لئے ساری کائنات پیدا کی گئی، جن کے اشارے سے چاند کے ٹکڑے ہوگئے، جو معراج میں سدرۃ المنتہٰی تک اور قاب قوسین بلکہ اس سے کم فاصلہ کے بقدر پہنچے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اگر اس سے آگے گیا تو میرے پر جل کر خاک ہوجائیں گے، ایسا دربار جہاں مقرب ومنتخب فرشتے اور حضرت میکائیل علیہ السلام سلام کو آتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دو آدمیوں کو پکڑ بلوایا، جو مسجد نبوی میں تیز آواز سے بول رہے تھے، ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر (یعنی مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا۔

اور دیکھئے ...!حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ،جب کہیں قریب سے کیل یا میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سُنتیں، تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں، اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی، تو بنانے والے کو فرمایا، کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں، ان کے بنانے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے، ذرا غور تو فرمایئے، اتنی آواز اور شور بھی گوارہ نہ تھا اب آپ ہی دیکھیں گے کہ بعض لوگ اپنے لاابالی پن اور صحیح حقیقت حال سے ناواقفیت کی وجہ سے جوش میں آکر کس قدر بلند آواز اور تیز آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی، اب آپ ہی بتائیں کہ اسے بے ادبی نہ کہیں ،تو پھر کیا کہا جائے، بہرحال یہ تو تسلیم کرنا پڑھے گا، کہ بے شک ایسے لوگ تو عبادت اور محبت اور خلوص سمجھ کر ہی کرتے ہیں، دراصل حاضری کے وقت اور سلام پیش کرنے کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب واحترام اور تعظیم اور بزرگی کا وہی

معاملہ ہونا چاہئے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں،خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی، جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔

سچ بتایئے ،کیا آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ قدسی میں اس طرح کا منظر پیش کرتے، جیسا کہ اب ہورہا ہے، ہرگز نہیں، آخر لوگ اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں، کہ حق سبحانہ وتقدس نے قرآن پاک ہی میں سورۃ الحجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہ فرمائی ہے، ارشاد والا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے زور سے گفتگو کرو، جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو۔

اب ایک دوسرے کو دھکے دے کر آگے بڑھنا اور منہ کے سامنے دیوار کی طرح آکر کھڑے ہو جانا،کہ سانس لینا دوبھر ہوجائے، یہ تو اور بھی برا ہے اور یہ کونسا اظہارِ عقیدت اور محبت ہے؟ لہٰذا یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے ،کہ سلام پڑھتے وقت شورو شغب ہرگز نہ کریں، نہ زور سے چلائیں، بلکہ متوسط آواز سے پڑھیں، مواجہہ شریف پر پہنچ کر سرہانے کی طرف جالی مبارک میں تین جھروکے آپ کو نظر آئیں گے، بس انہیں جھروکوں سے اندر کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کی مبارک قبروں کا سامنا ہوتا ہے، ان جالیوں کی دیوار سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہیے ،یا جہاں جگہ مل جائے، زیادہ قریب نہ ہوں کہ ادب کے خلاف ہے ،آنکھیں پُرنم ہوں، دل وفور محبت وعظمت میں دھڑک رہا ہو، نگاہیں نیچی ہوں، اِدھر اُدھر دیکھنا ،اندر جھانکنا، اس وقت سخت بے ادبی ہے، پائوں ساکن اور باوقار رکھیئے اور یہ تصور کیجئے کہ چہرئہ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے، گھگھیاں بندھ جاتی ہیں، ہچکیاں مچلنے لگتی ہیں، آواز رندھ جاتی ہے، ادھر سے شفقت اور رحمت کی لہریں اٹھتی ہیں اور اپنے اُمتی کے دلوں پر سکون وطمانیت کی پھوار پڑنے لگتی ہیں۔

اے حسن ازل اپنی ادائوں کے مزے لے
ہے سامنے آئینہ حیران محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)

عام طور پر طوطے کی طرح رٹے ہوئے الفاظ دہرانے سے بہتر ہے، کہ ذوق وشوق سے صرف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ

پڑھتا رہے، بعض بزرگوں سے سُنا ہے کہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

تلاوت کی اور ستر مرتبہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّد

کہا تو ایک فرشتہ ندا دیتا ہے، کہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔ستر مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ عدد کو قبولیت میں دخل ہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما صرف

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پر اکتفا کرتے تھے، بعض حضرات طویل سلام پڑھنا پسند کرتے ہیں، سب ٹھیک ہے، مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں۔

یاد رکھئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر جاکر، آپ پر سلام پیش کرنا، درود شریف پڑھنے سے بہتر ہے، اپنا سلام پڑھنے کے بعد، ان حضرات کا سلام پہنچائیں،جنہوں نے آپ کے ذریعہ سے کہا ہواور اللہ جل شانہ سے دُعا کیجئے اور حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کیجئے، اس کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھئے، پھر تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھئے ، اس کے بعد پھر پہلی جگہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آجایئے اور اللہ جل شانہٗ سے خوب دعائیں مانگئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ،درخواست کیجئے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کے لئے خوب دعائیں کیجئے کہ تمام امت ان کا حق ادا نہیں کرسکتی ،جیسا کہ ان حضرات نے حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور رفاقت کا حق ادا کیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ جل شانہ کی خوب حمد وثناء کریں، یہاں کی حاضری کا اور اس کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کریں، پھر عاجزانہ ،ذوق وشوق سے درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے، اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اپنے مشائخ کے لئے، اپنے اہل وعیال کے لئے، اپنے عزیزو اقارب کے لئے، اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے لئے، اور ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دعا کی درخواست کی ہو اور تمام مسلمانوں کے لئے، زندوں کے لئے بھی، مردوں کے لئے بھی ،خوب دعائیں مانگئے اور اپنی ان دعائوں کو آمین پر ختم کیجئے۔

اس کے بعد ریاض الجنۃ میں جتنے ستون ہیں، مثلاً استوانہ ابولبابہ، استوانہ وفود، استوانہ عائشہ،استوانہ حنانہ، محراب و منبر پر، درود شریف اور نوافل کا اہتمام رکھئے اور خوب دعائیں مانگئے۔

اس بات کا اچھی طرح خیال رکھئے گا، کہ کسی کے ساتھ دھکم پیل نہ ہو، جگہ گھیر کر نہ بیٹھ جائیں، دوسروں کو بھی موقعہ دیں اور اس کا بھی خیال رکھیں کہ دیواروں اور جالیوں پر عطر نہ لیپیں اور گندگی نہ پھیلائیں، دیواروں کو بوسہ نہ دیں، یہ سب سے بڑی بے ادبی اور گستاخی کی حرکت ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے، اس کے آگے آکر اپنی نماز کی نیّت باندھ لی، اس کو کہنی مار کر کھسکا دیا، وہ سجدہ میں گیا، تو اس پر سے پھاندتے ہوئے ،نکل گئے یا جاگرے، یہ سب بہت معیوب حرکتیں ہیں، کھچا کھچ حرم شریف بھرا ہوا ہے، کہیں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گردن پھلانگتے ہوئے آگے نہ بڑھیں، جہاں جگہ مل جائے وہی بہتر ہے، عرب حضرات خوشبو کے بہت ہی دلدادہ ہیں، ان کو عطر دیجئے یا لگا دیجئے ،آپ کے لئے جگہ حاضر ملے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حج کے موقعہ پر لاکھوں کا مجمع ہے، اگر سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعوت والے کام اور مشن کو پورا کرنے کا عزم کرلیں، تو اسی مجمع سے کتنی جماعتیں اور افراد چاردانگ عالم میں پھیل سکتے ہیں اور دین وایمان کی دعوت کو گھر گھر، قریہ قریہ پہنچا سکتے ہیں اور اب تو اس دعوت وتبلیغ کے بغیر چارۂ کار نہیں، جس بات کا چرچہ کیا جاتا ہے، وہ بات رواج اور عمل میں آجاتی ہے، آپ ذرا کر کے تو دیکھیں۔

لیجئے زہے نصیب اب وہ ساعت بھی آگئی محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کہ ہم اور آپ مواجہہ شریف پر کھڑے ہیں اور دیکھئے ،یہ آپ کے سامنے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی جالیاں ہیں، باادب باوقار۔

خبردار... آواز اونچی نہ ہونے پائے، کہ کہیں بے ادبی نہ ہوجائے، مگر یہ کہ رِقّت اور گریہ طاری ہوجائے،تو ہوش وحواس کو قابو میں رکھئے، نا معلوم آپ سے زیادہ کتنے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب آپ کے درمیان کھڑے ہوں اور آپ کے شور وغل سے ان کی یکسوئی میں خلل پیدا ہورہا ہو اور ناگواری کا سبب بنے، آپ بھی مؤدبانہ اور عاجزانہ، سر جھکائے، سلام پیش کیجئے، جیسے بچھڑا ہوا بچہ، ماں کی گود میں مچل جاتا ہے، اگر وقت ہو تو سکون کے ساتھ ذرا ٹھہر جایئے ،پھر توجہ کے ساتھ دل کے کان سے دھیان دے کر سنئے، آپ کے سلام اور اس گریہ کا کیا جواب ملتا ہے؟

جواب ملے گا، یقیناً ملے گا اور دل ہی سے ملے گا، اگر محبت اور غلامی کا کچھ حق ادا کیا ہوگا، تو کیا عجب ،یہ ظاہری کان بھی سُن لیں، کیونکہ جتنی قوی محبت ہوتی ہے، اتنا ہی قوی تصور قائم ہوتا ہے، پھر ایسے تصور کا متشکل ہوجانا بھی ممکن ہوجاتا ہے، ممکن کے یہ معنی نہیں کہ وقوع پذیر بھی ہوجائے، کسی کو ہو جاتا ہے، سب کو نہیں ہوتا۔

سلام کے جواب میں آپ سے یہ بھی سوال کیا جا سکتاہے ،کہ میرے پیارے اُمتی! جو کام ہم نے تمہارے لئے کیا، ہمارے صحابہ نے کیا، یعنی دین کی دعوت کا کام، تم بھی وہ کام کتنا کر کے ہمارے پاس آئے ہو، ذرا دیر کے

لئے پھر غور سے سوچئے، اگر آپ دین کی دعوت کا کام کر رہے ہیں، تو بات کھل جائے گی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کتنا خوش ہوں گے، آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے اور بالفرض والمحال اگر دین کی اشاعت کا کام نہیں کیا ہے، تو اب پکا ارادہ کر لیجئے کہ کہ واپس جاکر بقیہ تمام عمر یہ کام بھی کریں گے اور ضرور کریں گے... ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یاد رکھیئے دعا اور دعوت کا مادہ(اصل) عربی قاعدہ کے مطابق ایک ہی ہے، یعنی دعا اور دعوت لازم وملزوم ہیں، دعوت کا کام چھوڑ دینے ہی کی وجہ سے آج اُمت میں زوال و نکبت ہے اور پسپائی ہمارا مقدر بن گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار رسالت میں پہنچ کر بھی اگر یہ احساس نہ ہوا، توکب اور کہاں ہوگا، اس کا فیصلہ اسی مقام پر کر کے جایئے گا، کیونکہ یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجائے گی ،بلکہ آپ کا نامہ اعمال ہر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔

آپ کی دعوت کی محنت کے بقدر حضورصلی اللہ علیہ وسلم کو راحت یا تکلیف پہنچتی رہے گی۔

یوں تو حج اور حرمین شریفین کا تمام سفر ادب واحترام اور تقدس وطہارت کا متقاضی ہے، لیکن دربارِ حبیب رب العالمین، باعثِ وجود کائنات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر بہت ہی اہتمام اور خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

دیکھیئے میرے عزیز بھائیو اور بہنو...! یہ کھیل نہیں، ہنسی نہیں، یہ دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہاں اُونچی آواز نہ نکالیں، یہاں تو پیشاب ،پاخانہ کرنا بھی سوء ادب ہے ،چپہ چپہ پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہوں گے اور فرشتے قطار اندر قطار اپنے پر بچھائے ہوئے ہوتے ہیں، ہر وقت یہ دھیان رہے کہ کسی کی غیبت نہ ہو، کسی کی تخفیف نہ ہو، کسی کی دل آزاری نہ ہوجائے، تو تو،میں میں نہ ہو، کوئی تکرار اور اکڑ مکڑ نہ ہونے پائے، یہاں کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں، اہل مدینہ ہیں، اُن کے اکرام اور اعزاز میں کمی نہ آنے پائے، خریدو فروخت میں بھی یہ خیال رکھیئے کہ میری طرف سے یہاں کے لوگوں کو جتنا زیادہ سے زیادہ نفع اور خوشی پہنچ جائے، حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور رضا کا سبب بنے گا، اُن کی خدمت، ان کو ہدیہ دینا آپ کا اور ہمارا فرض ہے، یاد رکھئے... کہ دینے والا کوئی اور ہے، وہ دلواتا ہے اور ہم دیتے ہیں، اس کو دوسرے الفاظ میں توفیق کہتے ہیں اور کون ہے جو توفیق کا آرزو مند نہیں۔

جھولیاں سب کی بھرتی جاتی ہیں

دینے والا نظر نہیں آتا

جب تک قیام کی منظوری ہو، باربار خدمت اقدس میں ،کھڑے، بیٹھے، مواجہہ شریف پر، قدم مبارک کی طرف، اصحاب صفہ کی طرف، ریاض الجنّۃ میں، ستونوں کے قریب، روضۂ مبارک کی چوکھٹ پر، محراب میں اور محراب کے سامنے ،ہر جگہ زانوئے ادب ،تہہ کئے جوش سے زیادہ ہوش سے ،صلوۃ وسلام، تلاوت، نوافل میں اور گشت وتعلیم میں ہمہ تن مصروف رہیں اور جب رخصت کا وقت آئے، تو انہیں خیالات اور عزائم کے ساتھ، باصد ہزاراں حسرت وغم آنسوئوں سے چھلکتے ہوئے آنکھوں کے کٹورے ہوں اور دل میں جدائی کے زخم اس طرح ہنس رہے ہوں ،جس طرح سلگتے ہوئے کوئلے پر چنگاری ہنستی ہوئی دکھائی دیتی ہے،جی ہاں زخم ہنستے ہیں ،اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات وتجلیّات اور یاد اور صلوٰۃ وسلام ہمارے ساتھ کئے جارہے ہیں، بطور عطیات اور خلعت کے،سارا وجود سسکیاں لے رہا ہو،ہچکیاں بندھی ہوں، بار بار حاضری کی درخواست ہو اور مواجہہ شریف پر آکر کھڑے ہوجایئے اور رخصت طلب کیجئے اور زبان پر

اَلْوَدَاعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلْفِرَاقُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کی رٹ لگی ہواور ایسی حالت میں باہر آجایئے۔

نکل جائے وہ حسرت ہے جو رہ جائے وہ ارمان ہے۔

(ختم شد)

روضۂ مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ: نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہوکر نہایت ادب کے ساتھ روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے اور دل کو تمام دنیاوی خیالات سے فارغ کردے ،اِدھر اُدھر نہ دیکھے، نظر نیچے رکھے اور کوئی حرکت خلافِ ادب نہ کرے، زیادہ قریب بھی کھڑے نہ ہو اور جالی کو ہاتھ بھی نہ لگائے،نہ بوسہ دے، نہ سجدہ کرے کہ اس قسم کی باتیں خلاف ادب واحترام اور ناجائز ہیں اور سجدہ کرنا شرک ہے اور یہ خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور سلام وکلام کو سنتے ہیں اور عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھے۔زیادہ زور سے نہ چیخے سلام اگر چاہےتواس طرح پڑھے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِ اللّٰهِ،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،

وَاَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا،

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ مَا جَزٰى بِهٖ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ

اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ، اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اس کے بعد آپ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست ان الفاظ سے کرے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کر سکتا ہے، مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار ہی کو مستحسن سمجھتے تھے اور سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے، جس سے نازوفخر معلوم ہو کہ یہ بھی بےادبی ہے اور اگر کسی کو یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں، یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو، کہہ لے ،کم سے کم مقدار اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کیلئے کہا ہے تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کردیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ

فلاں بن فلاں کی جگہ اس شخص کا نام مع ولدیت لے مثلاً

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاق، يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ۔

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہے اور نام یاد نہیں رہے تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرئہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا

پھر ایک ہاتھ اور داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کے مقابل کھڑے ہو کر ان الفاظ سے سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَّ مَيِّتًا جَزَاكَ اللهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا صَلَّى اللهُ عليهِ وَسَلَّمَ

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں بھی کمی زیادتی کا اختیار ہے اور اگر کسی نے سلام پہنچانے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی پہنچا دو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد پھر نصف ہاتھ کے قریب ہٹ کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات کے درمیان کھڑے ہو کر پھر اس طرح سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَلَنَا رَبَّنَا اَنْ يُحْيِيَنَا عَلٰى سُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ اٰمِيْنَ

اس کے بعد دوبارہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر حق تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اور درود شریف پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست کرے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے اور براہ کرم سعد عبد الرزاق کے لئے بھی دل سے دعا فرما دیں تو بڑا احسان ہو گا اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہے:

يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا فَجِئْنٰكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا وَاسْئَلْهُ اَنْ يُمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ

اور اس کے بعد اپنے لئے اور سب کے لئے دعا مانگے۔

زیر نظر کتاب کے پڑھنے والے تمام احباب سے درخواست ہے کہ اس عاجز اور بے کس سعد عبدالرزاق کا سلام بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دربار عالی میں بصد آداب پہنچا کر خاتمہ بالخیر اور مغفرت کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا۔

نوٹ:اگر کسی کو عربی زبان میں درود وسلام پڑھنے میں مشکل پیش آرہی ہو تو وہ اپنی مادری زبان میں بھی درود وسلام پڑھ سکتا ہے۔

زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہو کر اسطوانہ ابی لبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگے، پھر روضہ میں نفل پڑھے ،بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور روضہ میں نماز، درود، دعا جس قدر ہوسکے کرے، اس کے بعد منبر کے پاس آکر دعاو درود پڑھے، پھر ستون حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا واستغفار کرے۔

روضۂ جنت میں ستونہائے رحمت

روضۂ جنت میں قدیم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سات ستون ہیں ان کو اسطوانات رحمت کہا جاتا ہے۔

(۱) اسطوانہ حنانہ: یہ ستون اس کھجور کے تنے کی جگہ ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر منتقل ہونے پر زور زور سے رویا تھا۔

(۲) اسطوانہ حرس: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ میں تشریف لے جاتے تو کوئی صحابیؓ پہرہ دینے کی غرض سے آ بیٹھتے۔

(۳) اسطوانہ وفود: باہر سے جو وفود مشرف بہ اسلام ہونے کے لئے آتے، تو یہاں بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔

(۴) اسطوانۂ ابی لبابہ: حضرت ابو لبابہؓ صحابی سے بہ تقاضائے بشریت ایک خطا سرزد ہوگئی تھی، جس کا قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے، اس کی وجہ سے ابو لبابہؓ نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرما دیا کہ جب تک مجھے اللہ کی طرف سے حکم نہیں ہوگا میں بھی نہیں کھولوں گا، چنانچہ کچھ روز کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابو لبابہؓ کی توبہ قبول کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے کھولا۔

(۵) اسطوانۂ سریر: یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور رات کو آرام کے لئے آپ کا بستر مبارک بچھا دیا جاتا تھا۔

(۶) اسطوانۂ جبرئیل: حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیۂ کلبیؓ کی صورت میں وحی لے کر تشریف لاتے تو اکثر اس جگہ بیٹھے نظر آتے۔

(۷) اسطوانۂ عائشہؓ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے، کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہو، تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے، اس وقت سے صحابہ کرامؓ کو اس جگہ کے معلوم کرنے کی جستجو رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتائی، جہاں اب یہ ستون ہے ان ستونوں کے قریب جاکر دعاء واستغفار کرے۔

پھر اپنی قیام گاہ پر آجائے اور جب تک جی چاہے مدینہ منورہ میں قیام کرے اور ایام قیامِ مدینہ منورہ کو غنیمت سمجھے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کا ثواب

اکثر وقت مسجد نبوی میں بہ نیت اعتکاف گزارے اور نمازیں جماعت سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرے اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام کرے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نماز کا ثواب بخاری ومسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار نمازوں سے زیادہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْ مَا سِوَاهُ اِلاَّ الْمَسجِدَ الْحَرَامَ

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ)

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب مذکور ہے اور امام احمدؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو، تو اس کے لئے دوزخ سے براءت لکھی جائے گی اور عذاب ونفاق سے بھی براءت لکھی جائے گی، اس لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کرے اور قرآن شریف ختم کرے اور صدقہ خیرات حسبِ حیثیت کرے، مساکین اور باشندگان مدینہ منورہ کا خاص طور سے خیال رکھے، ان کے ساتھ محبت سے پیش آئے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو، تو تحمل کرے اور شریفانہ برتاؤ کرے خرید و فروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت کرے، تاکہ ثواب ملے۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ: روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو روضہ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: زیارت کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا، یا بوسہ دینا، یا لپٹنا ناجائز اور بے ادبی ہے۔

مسئلہ: روضہ کا طواف کرنا حرام ہے، روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: روضہ کی طرف بلا ضرورت شدید پشت نہ کرے، نہ نماز میں نہ خارج نماز۔

مسئلہ: جب کبھی روضہ کے برابر سے گزرے تو حسبِ موقعہ تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے، اگرچہ مسجد سے باہر ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ: مدینہ منورہ کے قیام میں درود سلام، روزہ، صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز ودعا کی کثرت رکھے ،بالخصوص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جو مسجد ہے، اس کا خیال رکھے اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔

مسئلہ: روضہ شریفہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہؐ کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔

مسئلہ: حجرۂ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کیلئے آنا جائز ہے، بعض علماء نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اسی جگہ لکھی ہے۔

زیارت مقامات مقدسہ

مسئلہ: اہل بقیع اور دیگر مشاہد ومقامات مقدسہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مساجد اور کنوئوں کی زیارت مستحب ہے۔

زیارت بقیع

بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے، جو شہر سے متصل شرقی جانب ہے، اس میں بے شمار صحابہ اور اولیاء اللہ مدفون ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین کی زیارت کے بعد اہل بقیع کی زیارت بھی روزانہ بالخصوص جمعہ

کے روز مستحب ہے، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بقیع کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں، ازواجِ مطہرات میں سے حضرت خدیجہؓ مکہ مکرمہ میں اورحضرت میمونہؓ مکہ مکرمہ کے قریب سرف میں مدفون ہیں ان کے علاوہ باقی ازواج مطہرات، حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم،حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت اسعد بن زرارہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسی میں مدفون ہیں، حضرت عباسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور سیدنا حسنؓ بن علی دفن ہیں اور حضرت فاطمہ زہراءؓ کے مزار میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پیچھے اپنے حجرہ میں دفن ہیں، بعض کہتے ہیں کہ دار الاحزان میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے قریب دفن ہیں، سب پر سلام پڑھے، امام مالکؒ اور دیگر تابعین بھی بقیع میں دفن ہیں۔

بقیع میں داخل ہوکر یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ

پھر اس کے بعد جن لوگوں کے نشانات معلوم ہوں ان کی زیارت کرے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ذَا النُّوْرَیْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُجَھِّزَ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ بِالنَّقْدِ وَالْعَیْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْھِجْرَتَیْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَامِعَ الْقُرْاٰنِ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَبُوْرًا عَلَی الْاَکْدَارِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَھِیْدَ الدَّارِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

زیارت شہداء اُحد

مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے قریب وہ مقدس پہاڑ ہے، جس کے متعلق سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

اُحد ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اُحد کو۔

سن ۳ ہجری کا مشہور واقعہ جس کو غزوئہ اُحد کہتے ہیں، اسی جگہ ہوا تھا، شہداء اُحد اور جبل اُحد اور اس کی مساجد کی زیارت پاک وصاف ہو کر جمعرات کے روز فجر کی نماز کے بعد سویرے سویرے مستحب ہے، تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں واپس آکر مل سکے۔

سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار اسی جگہ ہے، اول مسجد حمزہ میں دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرے اور نہایت سکون ووقار کے ساتھ سلام عرض کرے اور آدابِ زیارت کا پورا پورا لحاظ رکھے، حضرت حمزہؓ ہی کے پاس حضرت عبداللہ بن جحشؓ اورحضرت مصعب بن عمیرؓ مدفون ہیں ان پر بھی سلام عرض کرے، پھر اور باقی شہداء پر سلام پڑھے۔

زیارت مساجد

مدینہ منورہ میں علاوہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے، شہر کے آس پاس اور بہت سی مساجد ہیں ،جن میں سیّد المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہؓ نے نماز پڑھی ہے ،ان کی زیارت بھی مستحب ہے، ان میں سے بہت سی مسجدیں اب تک آباد ہیں اور بہت سی منہدم اور غیر آباد ہیں، زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر پر اس وقت کوئی مسجد موجود نہیں ہے، بلکہ بعد میں ان کی کئی مرتبہ تجدید ہوچکی ہے، مگر چونکہ جگہ وہی ہے، اس لئے آثار برکت ورحمت سے خالی نہیں ہے، مختصر طور سے ناظرین کے فائدہ کے خیال سے مشہور مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مسجد قبا

مدینہ منورہ سے جنوبی غربی جانب میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً دو۲ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی عوف میں قیام فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مع صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اپنے دستِ مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا اور مسجد حرام، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مدینہ منورہ سے مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔

جس روز جی چاہے، پیدل یا سواری پر مسجد قبا کی زیارت کی جائے، مگر ہفتہ کے روز افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ

مسجد قبا میں دو۲ رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

مسجد جمعہ

قبا کے قریب واقع ہے اس جگہ "بنو سالم" آباد تھے، سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں پڑھا۔

مسجد غمامہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

مسجد قبلتین

وادی عقیق کے قریب واقع ہے، تحویل قبلہ کا واقعہ اسی مسجد میں ہوا تھا، اس وجہ سے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

مسجد الاجابہ

بقیع سے شمال کی جانب واقع ہے، اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اس جگہ تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دعا میں مشغول رہے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں ،ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط سالی کے عذاب سے ہلاک نہ فرمایئے، دوسری یہ کہ میری امت کو غرقِ عام سے ہلاک نہ فرمایئے، یہ دونوں دعائیں مقبول ہوگئیں، تیسری یہ کہ میری امت میں باہم اختلاف اور خانہ جنگی نہ ہو، یہ منظور نہیں ہوئی۔

مدینہ منورہ سے واپسی

جتنے دن مدینہ منورہ میں قیام کی توفیق ہو، اس میں خوب نیک اعمال اور درود وسلام کی کثرت ہو،باربار روضہ مبارک پر حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا جائے اور ان اوقات کو غنیمت جانے اور جب مدینہ منورہ سے جدائی کی گھڑی آئے، اس وقت جس قدر حزن وملال رنج وغم کا اظہار ہوسکے کرے اور آنسو نکالنے کی کوشش کرے، اس وقت آنسوئوں کا نکلنا اور قلب کے اوپر حزن کا غلبہ ہونا، قبولیت کی علامت ہے، پھر روتا ہوا اور مفارقت دربار پر حسرت وافسوس کرتا ہوا چلے اور جو کچھ میسر ہو فقراء مدینہ منورہ پر صدقہ کرے اور سفر کی دعائیں پڑھتا ہوا چلے ،جن کا بیان آدابِ سفر میں شروع کتاب میں ہوچکا ہے۔

وطن کے قریب پہنچنا

جب اپنا شہر یا گائوں قریب آجائے تو یہ دعا پڑھے

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

اور اپنے آنے کی پہلے اطلاع کرا دے اوراس بات کی کوشش کرے کہ رات کے وقت شہر میں داخل نہ ہو اور شہر میں داخل ہوکر مسجد میں جا کر دو۲ رکعت نماز ادا کرے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے

تَوْبًا تَوبًا لِرَبِّنَا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا

پھر گھر میں بھی دو۲ رکعت نماز پڑھے اور حق تعالیٰ شانہٗ کا شکر ادا کرے کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو پورا فرمایا اور اس سعادت کُبریٰ اور نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا۔

حجاج کا استقبال

جب حاجی لوگ حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرے، سلام ومصافحہ کرے اور ان کے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعا کرائے، حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے، حاجیوں سے دعا کرانے کااول اور بہتر وقت ان کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہے، لیکن بعد میں بھی دعا کرانے میں کچھ حرج نہیں، جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ذی الحجہ محرم صفر اور دس ربیع اوّل تک حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کرو اور اس کے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

اس روایت سے حجاج کا استقبال اور ان سے دعا کرانا ثابت ہوتا ہے۔

حج کے بعد قابل اہتمام چیزیں

(۱)سفر حج شروع کرنے سے پہلے نیت خالص کرے، نام ونمود یا حاجی کہلانے کے لئے اگر حج کیا جائے گا تو ثواب نہ ہوگا۔

(۲)سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان نہ کی جائیں، اگر چہ واقعی تکالیف کیوں نہ ہوں، اس قسم کے واقعات بیان کرنے سے بہت سے لوگ حج سے رک جاتے ہیں، اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہوتا ہے، جنہوں نے ان کو اس قسم کے واقعات سنائے اور وہ ڈر گئے۔

(۳)حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے، کہ حج کے بعد اعمال صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہوجائے،دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے اور پہلی حالت سے بہتر ہوجائے، اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال واخلاق کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہیئے اور طاعت وعبادت میں خوب سعی کرنی چاہیئے، معصیت اور اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہیئے۔

اغلاط الحجاج

حج کے سفر کے دوران کتب مناسک (احکام حج) کے مطالعہ کا موقعہ ملا، اور حجاج کے حالات بھی دیکھنے میں آئے، بہت سے باتیں ایسی نظر آئیں کہ جن میں اکثر حجاج غلطیاں کرتے ہیں، حتیٰ کہ جنایات احرام وحرم اور ان کی جزاء وغیرہ سے بھی بہت سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں، اور ان میں بھی کثرت سے غلطیاں کرتے ہیں، جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ مناسک کی کتابوں کے مطالعہ کا اہتمام نہیں کرتے اور ان پڑھ مسائل کے دریافت کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، حالانکہ سفر حج شروع کرنے سے پہلے احکام حج کا معلوم کرنا فرض ہے۔

حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے کہ ہر وقت ادا نہیں ہوسکتا، اور اس کی تلافی اور قضاء بھی ہر وقت ممکن نہیں، اس لئے اس میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے، اور اس قسم کی غلطیوں کا علاج کتب مناسک کا مطالعہ اور علماء سے دریافت کرنا ہے، اردو میں بہت سے رسالے موجود ہیں، جو احکام حج کے لئے کافی ہیں۔

بعض باتیں ایسی ہیں کہ غلط مشہور ہیں یا ان کا عام طور سے غلط رواج ہوگیا ہے، اور چونکہ عام طور سے سب کرتے ہیں،اس لئے ان کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا اور دیکھا دیکھی اکثر لوگ ان میں مبتلا ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ غلطیاں زیر نظر کتاب میں‌ذکر کر چکا ہوں، لیکن حجاج کی سہولت اور اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں اس قسم کی اغلاط کو یک جا جمع کرتاہوں، حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔

حجاج سے امید ہے کہ غور سے اس کو ملاحظہ فرمائیں گے اور اپنے حج کو ممنوعات واغلاط سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں گے، تاکہ حج مبرور نصیب ہو، اور ہمیں بھی مقامات مقدسہ میں دعاء کے وقت یاد رکھیں گے۔

رَبَّنَا اَرِنَامَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

راستہ اور سفر کی غلطیاں

(۱) بہت سے لوگ سفر میں نماز بالکل ترک کر دیتے ہیں، اور بعض پڑھتے تو ہیں مگر اہتمام نہیں کرتے، کم ہمتی اور سستی سے کبھی قضاء کر دیتے ہیں، کبھی مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں، ایک فرض ادا کرنے جاتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض چھوڑ دیتے ہیں۔

نماز کا ترک کرنا بڑا سخت گناہ ہے، جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے وہ حج کی برکات سے محروم رہتے ہیں اور ایسے لوگوں کا حج مبرور ومقبول بھی نہیں ہوتا ،حاجی کو تو نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے، کہ وہ دربار خداوندی میں حاضر ہو رہا ہے، وہاں ایسی حالت میں جانا بڑی بد نصیبی ہے۔

(۲) بعض لوگ نماز کے تو پابند ہوتے ہیں، مگر نماز کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، سواری میں باوجود کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں، بعض استقبال قبلہ کو سواری میں ضروری نہیں سمجھتے، حالانکہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، ایسے ہی بلا استقبال قبلہ بھی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) بعض عورتیں بلا شوہر اور محرم کے حج کا سفر کرتی ہیں، بلا محرم حج کو جانا ناجائز اور گناہ ہے، عورت کے ساتھ جب تک محرم نہ ہو ہرگز حج کو نہ جائے، اور وصیت کر دے کہ اگر میں حج نہ کرسکوں تو میری طرف سے حج کروا دیا جائے، مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق وارثوں کے ذمہ اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہوگا اورورثاء اگر اس کی وصیت پوری نہیں کریں گے تو وہ گناہ گار ہوں گے، وصیت کرنے والی حج نہ کرنے کے مؤاخذہ سے بری ہوجائے گی، اگر وصیت نہ کرے گی تو اس کے ذمہ مواخذہ رہے گا۔

(۴)سفر میں اکثر عورتیں پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، بے پردہ عورتوں کو اور خصوصًا دوسرے ممالک کی عورتوں کو دیکھ کر بعض پردہ والی عورتیں بھی بے پردہ ہوجاتی ہیں اور سفر حج میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں، خود عورتوں کو اور ان سے زیادہ ان کے محرموں کو اہتمام کی ضرورت ہے کہ یہ زمانہ نہایت نازک ہے، شرعی ضروری پردہ کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

(۵) سفر حج میں لوگ آپس میں بہت لڑتے ہیں، بعضے آدمی تو اس قدر حدود سے تجاوز کرتے ہیں کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اس مبارک سفر میں جنگ وجدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

حج کے چند مہینے معلوم ہیں پس جو شخص ان میں حج (شروع) اور لازم کرلے تو حج میں نہ جماع (کرے) نہ گناہ اور نہ جھگڑا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ گناہ کیا تو وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز پاک تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور ان کا حج بھی مقبول نہیں ہوتا، اس لئے حجاج کو اپنے رفقاء اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے،نہ خود تکلیف اٹھائے ،نہ دوسروں کو تکلیف دے، خوش اخلاقی اور نرمی سے جو کام ہوتا ہے وہ غصہ اور زور سے نہیں ہوتا۔

احرام کی غلطیاں

(۶) بعضے لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر، یا رضائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا ناجائز ہے، یہ تو ٹھیک ہے کہ احرام میں مردوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سلی ہوئی چادر یا رضائی وغیرہ بھی منع ہے، احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، جو بدن کی ہیئت پر قطع کرکے سیا گیا ہو، جیسے کرتا، پاجامہ، اچکن، واسکٹ، بنیان، وغیرہ، یہ مطلب نہیں کہ جس کپڑے میں بھی سلائی ہو، وہ ناجائز ہے۔

(۷) احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں،ان کو بعضے آدمی سر کھول کر پڑھتے ہیں، بلا عذر سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے احرام کی نیت کرنے سے پہلے سر ڈھانک کر نماز پڑھنی چاہیئے، ہاں احرام کی نیت کر لینے کے بعد سر ڈھانک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

(۸) بعضے آدمی احرام کے زمانہ میں بھی نماز اضطباع (داہنی بغل کے نیچے سے چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) کرتے ہیں، نماز میں اضطباع مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں مسنون ہے وہ بھی ہر طواف میں نہیں، بلکہ

جس طواف کے بعد سعی ہو، البتہ طواف زیارت کے بعد اگر سعی کرنی ہو اور احرام کے کپڑے اتار دیئے ہوں، تو اس میں اضطباع نہ ہو گا۔

(۹) احرام کی حالت میں چونکہ عورت کے لئے چہرہ کو کپڑا لگانا اور ایسی طرح منہ چھپانا منع ہے کہ جس سے چہرہ کو کپڑا لگ جائے ،لہٰذا باپردہ عورتیں بھی پردہ کرنا چھوڑ دیتی ہیں، یہ بالکل ٹھیک نہیں ،جس طرح عام حالات میں عورت کیلئے پردہ کا حکم ہے، اسی طرح احرام میں بھی نامحرم سے پردہ ضروری ہے، اس لئے کسی ایسے نقاب کا انتظام کرنا چاہیئے جس سے پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا بھی چہرے سے نہ ٹکرائے، آج کل بازاروں میں ایسے نقاب باآسانی دستیاب رہتے ہیں اور عورتیں گھر میں بھی تیار کرسکتی ہیں۔

طواف کی غلطیاں

(۱۰) حجر اسود کے استلام (یعنی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے وقت) بعضے آدمی ایسی بے عنوانیاں کرتے ہیں کہ جس سے خود ان کو اور دوسروں کو بھی بعض اوقات سخت تکلیف پہنچتی ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے، اس لئے دوسروں کو دیکھ کر تم زور آزمائی مت کرو، اگر موقع ہو تو بوسہ دے لو، ورنہ ہجوم کے وقت دونوں ہاتھ، یا صرف داہنا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر چوم لو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی لکڑی وغیرہ حجر اسود کو لگا کر چوم لو، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرو کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رہے اور یہ نیت کرو کہ یہ ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر وتہلیل کہہ کر ہتھیلیوں کو بوسہ دے لو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور سے تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو تم قوی آدمی ہو، حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت نہ کرنا، اگر جگہ ہو تو استلام کرنا ورنہ صرف استقبال کرکے تکبیر تہلیل کہہ لینا۔

(۱۱) حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے محرم (حالت احرام والے) کو ہاتھ لگا کراستلام نہ کرنا چاہیئے، چونکہ اس سے خوشبو کا استعمال ہو گا اور محرم کو خوشبو کا استعمال منع ہے، بعضے آدمی احرام کی حالت میں بھی بوسہ دیتے ہیں،یا ہاتھ لگاتے ہیں، ایسے وقت بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا منع ہے، ایسے وقت ہاتھ کا اشارہ کافی ہوتا ہے۔

(۱۲) طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور طواف میں جہاں چاہتے ہیں، بیت اللہ کی طرف منہ کر دیتے ہیں، البتہ حجر اسود کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے، مگر اس وقت بھی دونوں پائوں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کے بعد اسی جگہ سیدھے کھڑے ہوکر طواف کرنا چاہیئے، جہاں استلام کرنے سے پہلے پائوں تھے، اگر استلام کے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں پائوں اپنی جگہ سے بیت اللہ کے دروازہ کی طرف کو تھوڑے سے بھی ہٹ جائیں گے، تو مکروہ تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا اور گناہ ہوگا اور طواف اگرچہ باطل نہ ہوگا مگر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ واجب ہوگا۔

(۱۳) بعضے آدمی طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے علاوہ اور جگہ بھی بیت اللہ کو بوسہ دیتے ہیں اور لپٹتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے، طواف کی ابتداء حجر اسود سے مسنون ہے، اس کے علاوہ اور کسی جگہ سے ابتداء کرنا بدعت ہے، ایسے ہی بعضے ناواقف حجر اسود کو اوّل بوسہ دیتے ہیں، اس کے بعد طواف کی نیت کرتے ہیں، یہ بھی خلاف سنت ہے، پہلے نیت کرنی چاہیئے، اس کے بعد بوسہ دینا چاہیئے۔

(۱۴) ایک بڑی مصیبت اس زمانہ میں یہ ہے، کہ عورت اور مرد اکٹھے طواف کرتے ہیں، اور بعضی عورتیں بنائو سنگھار کر کے جاتی ہیں اور بعض کے بعض اعضاء کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور ازدحام کے وقت اجنبیوں سے لگ جاتے ہیں، اس طرح مخلوط ہو کر طواف کرنا سخت گناہ ہے، اس مبارک ومقدس مقام پر تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو رات کے وقت یا ایسے وقت طواف کرنا چاہیئے، جب مردوں کا ہجوم نہ ہو اور مردوں سے علیحدہ ہوکر کنارہ پر چلنا چاہیئے۔

ایسے ہی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے لئے بھی مردوں کے ہجوم کے وقت عورتوں کو کوشش نہیں کرنی چاہیئے، جب ہجوم نہ ہو اس وقت استلام کریں، ہجوم کے وقت بوسہ نہ دیں بلکہ اشارہ سے استلام کرلیں۔

(۱۵) بعضی عورتیں "مقام ابراہیم" یا "حطیم" وغیرہ میں نوافل پڑھنے کے لئے مردوں کے ساتھ مزاحمت کرنے لگتی ہیں اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ ہوش ہی نہیں رہتا، یہ سخت غلطی ہے، مردوں کو بھی عورتوں کا خیال کرنا چاہیئے اور ان سے مزاحمت نہیں کرنی چاہیئے اور عورتوں کو خود بھی احتیاط کرنی چاہیئے، مردوں کے ہجوم کے وقت ایسی جگہ نہیں جانا چاہیئے، محض مستحب کی خاطر حرام کا ارتکاب اور وہ بھی دربار خداوندی میں بڑے شرم کی بات ہے۔

(۱۶) بعضے آدمی رکن یمانی کو بھی طواف کے وقت بوسہ دیتے ہیں، صحیح قول کی بناء پر اس کو صرف ہاتھ لگانا چاہیئے، بوسہ نہ دیا جائے، ایسے ہی بیت اللہ کو حجر اسود اور بیت اللہ کی دہلیز کے علاوہ اور کسی جگہ بوسہ دینا بھی

خلاف سنت ہے، بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بیت اللہ کی دیوار کو ان دونوں جگہوں کے علاوہ بھی بوسہ دیتے ہیں اور علاوہ ملتزم کے اور جگہ بھی لپٹتے ہیں۔

سعی کی غلطیاں

(۱۷) سعی کرنے کے وقت صفا پر صرف اتنا چڑھنا چاہیئے کہ دروازہ مسجد یعنی باب الصفا میں سے بیت اللہ نظر آنے لگے، آج کل بیت اللہ پہلی یا دوسری سیڑھی پر سے دروازہ میں سے نظر آنے لگتا ہے اس لئے اس سے زیادہ اوپر چڑھنا خلاف سنت ہے، اور مروہ پر بھی زیادہ اوپر نہیں چڑھنا چاہیئے، صرف تھوڑا سا چڑھنا کافی ہے۔
(۱۸) آج کل بعض مال دار لوگ بلا عذر بھی سوار ہو کر سعی کرتے ہیں، حالانکہ بلا عذر سوار ہوکر سعی کرنے سے دم واجب ہوتا ہے، البتہ عذر کی حالت میں سوار ہوکر سعی کرنا جائز ہے۔
(۱۹) سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پر دعا کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھانے چاہئیں جس طرح دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، کانوں تک تین مرتبہ تکبیر کے ساتھ مثل تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھانا خلاف سنت ہے۔

وقوف عرفات کی غلطیاں

(۲۰) بعضے لوگ جبلِ رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں شرعًا اس کی کچھ اصل نہیں۔
(۲۱) عرفات میں بھی مردوں عورتوں کا بہت اختلاط ہوتا ہے، اس اختلاط سے دونوں کو بچنا چاہیئے۔
(۲۲) عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جو احکام حج کی کتابوں میں مذکور ہیں، ان شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔
(۲۳) بعضے لوگ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات کی حدود سے ازدحام کے خوف سے نکل جاتے ہیں، حالانکہ سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے اور سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نکلنے کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے۔

وقوف مزدلفہ کی غلطیاں

(۲۴) مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے، اگرچہ تھوڑی سی دیر ہو، مگر سنت یہ ہے کہ اول وقت فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کرے اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت رہے تو منیٰ کو چل دے، مزدلفہ کے وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس وقوف کا بعض لوگ اہتمام نہیں کرتے ،اس وقت سے پہلے وقوف کا اعتبار نہیں، اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، البتہ عورت اگر ہجوم کی وجہ سے پہلے چلی جائے گی تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، ایسے ہی مریض اور کمزور آدمی اور بچے اگر پہلے چلے جائیں گے دم واجب نہ ہوگا۔

(۲۵) جو جانور کسی جنایت کے بدلہ میں ذبح کیا جائے، اس میں سے خود کھانا یا مال دار کو کھلانا جائز نہیں، وہ فقراء کا حق ہے، بعضے لوگ خود بھی کھا لیتے ہیں، اگر کسی نے غلطی سے کھا لیا تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔

(۲۶) مساجد کی تعظیم میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں، مساجد کا ادب بہت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادب کی توفیق عطا فرمائیں اور بے ادبی سے محفوظ رکھیں۔

(۲۷) بعضے لوگ احرام میں ایسا سلیپر یا جوتا استعمال کرتے ہیں کہ جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی (جو نیچے سے اوپر کو ہے اور اٹھی ہوئی ہے) چھپ جاتی ہے، ایسا سلیپر اور جوتا احرام میں استعمال کرنا جائز نہیں جس سے یہ ہڈی چھپ جائے، اس لئے یا تو اتنا حصہ کاٹ دیا جائے ،یاایسا جوتا پہنا جائے جس میں یہ ہڈی کھلی رہے۔

روضۂ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے والوں کی غلطیاں

(۲۸) بعضے لوگ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت روضۂ کی جالیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں یا بوسہ دیتے ہیں، یہ سب امور ناجائز اور خلاف ادب واحترام ہیں، ایسی حرکات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کرنا گستاخی ہے اور وہاں گستاخی اور بے ادبی کرنا بڑا گناہ ہے۔

(۲۹) بعضے ناواقف سجدہ کرتے ہیں، خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے، عظمت و احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے سلام پڑھنا چاہیئے اور خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی بے ادبی نہ ہوجائے۔

(۳۰) اکثر زائرین بہت بلند آواز سے چیخ چیخ کر روضہ پر سلام پڑھتے ہیں اور بے انتہا شور وشغب کرتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے، نہ زیادہ چیخنا چاہیئے، نہ زیادہ آہستہ کہنا چاہیئے، بلکہ متوسط آواز سے سلام پڑھنا چاہیئے۔

(۳۱)بعضے لوگ موبائل فون کا اسپیکر کھول کر اپنے احباب سے سلام پڑھواتے ہیں یہ سخت بے ادبی ہے۔

(۳۲)بعضے لوگ روضہ مبارک اور حرم شریف میں مختلف مقامات پر تصویریں کھینچتے ہیں یہ سخت بے ادبی اور گناہ کاکام ہے۔

(۳۳)بعضے لوگ روضہ مبارک کے خدام سے الجھتے ہیں ،یہ بھی سخت بے ادبی ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاَدَاءِ الْمَنَاسِكِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ اِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَشَرِّفْنَا بِزِيَارَةِ حَبِيْبِكَ وَسَيِّدِ الْاَنَامِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

خاتمہ اور دُعا

اپنی علمی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے، اس رسالہ کی تنظیم نو کی قطعًا جرات نہیں ہوتی تھی، نیز اردو زبان میں معلم الحجاج سے بہتر کوئی کتاب موجود نہیں تھی، جس میں عام فہم طریق پر مسائل حج وزیارت تفصیل سے لکھے گئے ہوں، اس لئے بندہ نے حق تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے،اپنے اساتذہ اور شیخ حضرت واصف منظور صاحبؒکی توجہ اور دعاؤں کی برکت سے اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت کی نیت سے اس کتاب کی تنظیم نو پرکام شروع کیا، حق جل مجدہٗ کا ہزارہزار شکر ہے کہ بہت قلیل مدت میں باوجود اپنے دیگر مشاغل کے اس کو پورا فرمانے کی توفیق بخشی، اب مجھے اپنے معبود سے امید واثق ہے کہ میری اس ناچیز تالیف کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر، حجاج وزائرین کے لئے سفر میں بہتر رفیق ومعین اور میرے تمام اہل وعیال کے لئے ذخیرۂ آخرت فرمائیں گے اور ناظرین سے درخواست ہے، کہ مجھے سعد عبدالرزاق کو، میرے اہل و عیال اور والدین کو، میرے مرحوم و مغفور شیخ محترم بھائی واصف منظور صاحب نور اللہ مرقدہ کو میرے شہید استاد جی مولانا عطاء الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ کو اوربرادر محترم حافظ بلال صاحب کو اور جملہ معاونین کواپنی دعاؤون میں یاد رکھیں ، جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سعد عبدالرزاق(مقیم :کراچی پاکستان)

یکم رمضان ۱۴۳۳ ہجری

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْب